سلسلہ وار

نظام خلافت راشدہ

خیرپور سندھ

★ شمارہ نمبر 8 ★ جون ★ بمطابق جمادی الثانی 1431ھ ★

پروانے کو شمع بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے خدا کا رسول بس

اول المسلمین، امام المومنین
سید الصحابہ رض خلیفہ بلا فصل

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رض

• سیرت و کردار •
• تاریخ ساز کارنامے •
• فتوحات •
• اصلاحات •

وزیر داخلہ

اپنی ناکامیاں چھپانے
کیلئے سپاہ صحابہ پر الزام لگا دیتے ہیں

قائد اہل سنت والجماعت مولانا محمد احمد لدھیانوی

ایرانی پیشوا خمینی

نے اسلام دشمن نظریات کو فروغ دیا

ان کی اپنی تصانیف کا جائزہ

تحفظ ناموس صحابہ بل کے

سلسلے میں اراکین پارلیمنٹ
کو گمراہ کرنے کی سازش

ڈاکٹر علامہ خالد محمود کے قلم سے

اہلسنت والجماعت کراچی
کی ریلی کے شرکاء پر فائرنگ

2 کارکن
شدید زخمی

اسلام دشمنوں کا مکروفریب من گھڑت
روایات کے ذریعے اسلام کو بدنام
کرنے کی چال کی حقیقت

بریلوی عالم دین مولانا محمد علی نقشبندی کے قلم سے

فیس بک
کی شرانگیزیاں

پنچایت کی طرف سے اصحاب رض
رسول کے گستاخ کو رسوائی

سبق آموز داستان

ناموسِ صحابہ واہلِ بیت کے تحفظ کا علمبردار

سلسلہ وار

نظامِ خلافتِ راشدہ

خیرپور سندھ

بانی

قائد اہلسنت شہید

علامہ علی شیر حیدری

جون 2010 شمارہ نمبر 8

بیاد

امیرِ عزیمت حضرۃ العلامہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید

ابوذرِ اسلام حضرۃ العلامہ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید

شہیدِ ناموسِ صحابہ حضرۃ العلامہ مولانا محمد اعظم طارق شہید

فہرست

متحدہ مجلس عمل بحال کیجئے۔۔۔۔مگر	5
شیعہ سنی تنازعہ کا حل	7
حضرت ابوبکر صدیقؓ	9
خمینی نے اسلام دشمنی کو فروغ دیا	16
اراکین پارلیمنٹ۔۔۔سازش کا جواب	21
دینی مدارس۔۔۔۔۔۔تابندہ کردار	25
اسرائیل سے قادیان تک	27
اسلام دشمنوں کا مکروفریب	29
حاجی نذیر احمد شہیدؒ	31
شیخین پر تبرا کی سزا	32
جواب۔۔۔۔۔لاجواب	33
مولنا عبدالہادی میمن	35
زندگیاں صحابہ کی	37
شرکاء کی ریلی پر فائرنگ	39

چیف ایڈیٹر

انجینئر طاہر محمود

Tahirengr@hotmail.com

ایڈیٹر

محمد یونس قاسمی

معاون ایڈیٹر

حافظ محمد ابوبکر

فی شمارہ 30 روپے سالانہ -/400 روپے

رابطہ کے لئے حافظ محمد ابوبکر جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد

0300-7916396

0322-6344296

فرمان الٰہی عزوجل

جو لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تمام مخلوق سے بہترین ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ابد الآباد تک ان میں رہیں گے جو ان (صحابہ) سے خوش ہیں اور وہ اللہ سے خوش ہیں یہ (صلہ) ان کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہے۔ (پارہ 20)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان رسول ﷺ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرنا کیونکہ وہ تم سے بہتر ہیں اور جس کو جنت کا وسط پسند ہو تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سے منسلک ہو جائے اس لیے کہ الگ رہنے والے کے ہمراہ شیطان ہوگا۔

(مشکوٰۃ ص 554)

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

آپ نے دیکھا جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیوقوف کہا اللہ تعالیٰ نے خود انہی کو بیوقوف اور احمق قرار دیا، اس قرآنی اصول کا تقاضا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے مخالفین جن الفاظ سے یاد کریں گے ہم ان کو انہی لفظوں میں پکاریں گے۔ یہ خدائی سنت اور منتقضائے قرآن ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قدیم روافض نے صرف بیوقوف کہا لیکن جدید روافض اور خمینی کے پیروکاروں نے ان مقدس ہستیوں کو کافر، منافق، مرتد، جہنمی شیطان العیاذ باللہ دنیا کی غلاظ سے غلیظ ترین گالیاں دی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم شیعہ کو انہی الفاظ سے یاد کرتے ہیں ہمارا یہ انداز ذاتی یا اختراع شدہ نہیں بلکہ قرآنی اور خدائی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہنے سے خدا کا سارا دین باطل ہو جاتا ہے۔ آنے والے ان حالات سے خدا سے زیادہ کون واقف تھا۔ اس ہستی نے 1400 سو سال قبل ہی منافقین مدینہ اور روافض قدیم کے اعتراضات کو صرف اسی جامع پیرائے میں آخری نکتے تک پہنچا دیا ہے کہ اگر قرآن کریم میں صرف یہی آیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفائی میں نازل ہوتیں اور اس کے علاوہ کوئی حکم ان کے تقدس پر شاہد نہ بھی ہوتا تب بھی ان کی عظمت و تقدس میں اس خدائی حکم کے بعد کسی مزید تاکید کی ضرورت نہ تھی۔

(از: اسلام میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی آئینی حیثیت)

فکر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

شاید کوئی کہے تو اکیلا بولتا ہے اور کوئی نہیں بولتا جس نے ناموس اصحاب رسول کے موضوع پر محنت کی وہ بولا اور بولنے کا حق ادا کیا؟ محنت کی تھی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بولنے کا حق ادا کیا؟ محنت کی تھی اس عنوان پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے، اس نے تحفہ اثنا عشری لکھ کر رفض کو وہاں گھسیٹ دیا جہاں سے اس نے جنم لیا تھا، محنت کی تھی اس عنوان پر امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے، اس رفض کو لوہے کے چنے چبوا دیے۔ محنت کی تھی اس عنوان پر علامہ دوست محمد قریشی نے، اس نے دنیائے روافض کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا۔ محنت کی تھی اس عنوان پر علامہ عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے، دنیا اس کی تصدیق کرتی ہے دنیا اس کے علم و فہم کو مانتی ہے تو جس نے اس موضوع کو پڑھا اس نے آواز اٹھائی جس نے نہیں پڑھا اس کا اپنا جرم ہے۔ وہ کیوں آواز نہیں اٹھاتا جو جانتا ہے اس کو تو بولنا چاہیے (اقتباس تاریخی خطاب شکوہ جواب شکوہ، مظفر گڑھ)

علامہ فاروقی شہید نے فرمایا

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کی روحیں آج خوش ہوں گی کہ ہم نے ان کے مشن اور نصب العین کا سودا نہیں کیا اور دنیوی عیش و آرام کے لیے صحابہ دشمنوں اور بے نظیر حکومت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ علماء دیوبند کی تاریخ پر دھبہ نہیں لگایا۔ ایک بھی دینی عالم اور اسلامی فرزند کو شرمندہ نہیں کیا ہے۔

پا بہ زنجیر کرو یا دار پہ کھینچو ہم کو
ہم نے ہر دور کے آمر سے بغاوت کی ہے

(تاریخی خطاب سے اقتباس)

فرمودات اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

ہم جب اسمبلی میں گئے ہم نے فوری طور پر ناموس صحابہ بل پیش کیا، اسمبلی میں تو میں اکیلا ہوں لیکن جب اخلاص ہو، مشن پر کوئی بندہ کاربند ہو، پھر وہ تنہا بھی ہو تو ہزاروں جیسا ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے موقف کو اسمبلی میں پیش کیا۔ پچھلی قومی اسمبلی میں 35 آدمیوں نے بل پر دستخط کیے تھے اور جب بل قومی اسمبلی میں پیش ہوا تو پورے ایوان نے اسے متفقہ طور پر پاس کیا لیکن اسمبلی ٹوٹ گئی، اب جب موجودہ اسمبلی بنی اور یہ بل جو پہلے چند سطروں پر مشتمل تھا آج تین صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تفصیلی بل کو جب ہم نے اسمبلی میں پیش کیا تو 175 ارکان اسمبلی نے اس پر دستخط کیے۔ رافضیو! انتظامیہ کے لوگو! انتظامیہ میں گھسے رافضیوں کے گماشتو! تم ہمارا راستہ کہاں کہاں روکو گے؟ عوام ہمارے ساتھ ہیں، نمائندے ہمارے ساتھ ہیں میدانوں کی جنگ بھی ہم جیت چکے ہیں ایوانوں کی جنگ بھی ہم جیت چکے ہیں۔

(انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس)

متحدہ مجلس عمل کو بحال کیجئے۔۔۔۔مگر

قائد جمیعت حضرت مولنا فضل الرحمٰن مدظلہ نے اعلان فرمایا ہے کہ متحدہ مجلس عمل کو بحال کیا جائے گا۔ متحدہ مجلس عمل پاکستان کی پانچ اہم مذہبی سیاسی جماعتوں کا ایک اتحاد تھا۔ جو ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دور حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ہی ختم ہو چکا ہے۔ اس اتحاد میں 4 مسلم جماعتیں جمیعۃ علماء اسلام مولنا فضل الرحمٰن گروپ، جمیعۃ علماء اسلام مولنا سمیع الحق گروپ، جماعت اسلامی، جمیعۃ اہلحدیث پروفیسر ساجد میر گروپ اور ایک شیعہ تنظیم تحریک نفاذ فقہ جعفریہ شامل تھیں۔ متحدہ مجلس عمل نے گزشتہ انتخابات سے پہلے والے قومی انتخابات میں بڑی نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ جس کے نتیجے میں صوبہ خیبر پختونخواہ میں متحدہ مجلس عمل تنہا حکومت بنانے کے قابل ہو گئی اور انہوں نے بلوچستان میں بھی آدھی حکومت کے کا حصہ وصول کیا۔ متحدہ مجلس عمل کی حکومت نے اپنے دور حکومت کے دوران جو کارنامے انجام دیے تھے ان کا نتیجہ گزشتہ انتخابات میں مکمل طور پر شیشے کی طرح واضح اور شفاف دکھائی دیا۔ جس کے تحت مولنا فضل الرحمٰن اپنے آبائی علاقے میں قومی اسمبلی کا الیکشن بری طرح ہار گئے۔ پھر بعد میں ایک دوسرے علاقے کے ضمنی انتخابات میں وہ جیت کر موجودہ قومی اسمبلی میں پہنچنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ مولنا فضل الرحمٰن اور ان کے رفقاء اس بات کو تسلیم کریں یا نہ کریں متحدہ مجلس عمل کی عبرتناک شکست کے دیگر عوامل کی طرح ایک سبب یہ بھی تھا کہ انہوں نے مسلمان جماعتوں کے مذہبی اتحاد کے اندر ایک شیعہ جماعت کو بھی شامل کر لیا تھا۔ مولنا فضل الرحمٰن اور متحدہ مجلس عمل کے دیگر قائدین کو غور کرنا چاہئیے، کہ جس جماعت کو متحدہ مجلس عمل میں انہوں نے شامل کیا ہے اس جماعت اور ان کے نظریات کے خلاف تو علماء حق کے بڑے واضح فتاویٰ جات موجود ہیں۔ کہ وہ لوگ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔ مولنا فضل الرحمٰن کے والد محترم حضرت مولنا مفتی محمودؒ کا فتویٰ کتابی صورت میں چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔ جس میں انہوں نے پاکستان میں موجود اثنا عشری شیعہ کو مطلقاً کافر قرار دیا ہے۔ اس لئے متحدہ مجلس عمل کی تمام جماعتوں کے قائدین سے گزارش ہے کہ متحدہ مجلس عمل کو دوبارہ فعال کریں یہ بڑی خوشی کی بات ہے لیکن متحدہ مجلس عمل میں صرف مسلمان جماعتوں کو ہی شامل فرمائیں کیونکہ آپ مذہب کے نام پر سیاست کر رہے ہیں۔ اس لئے مذہب سے لگاؤ رکھنے والے پاکستانی عوام کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے کسی غیر مسلم جماعت کو متحدہ مجلس عمل کی چھتری فراہم نہ کریں۔ اس سے جہاں آپ پاکستان کی واضح سنی اکثریت عوام کے دلی جذبات کی قدر کریں گے وہاں خداوند کریم کے حضور بھی ضرور سرخرو ہو کر جائیں گے ۔۔۔ خداوند کریم آپ کو اس اہم مسئلہ کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ (آمین)

ضرب حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

قائد اہلسنت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

کے تاریخ ساز خطاب سے اقتباس

ہاں حضور ﷺ کا کہنا بھی اللہ تعالیٰ سے آیا...... حضور ﷺ کا کرنا بھی اللہ تعالیٰ سے آیا...... آپ ﷺ جو کہتے ہیں وہ رب سے آمد ہے...... جو کرتے ہیں وہ رب سے آمد ہے...... اب اگر حضور پاک ﷺ تبلیغ کرتے ہیں...... حضور ﷺ آرہے ہیں تبلیغ کیلئے...... پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں یہ کس کا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ کا...... جو آپ ﷺ فرمائیں گے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم...... اب حضور پاک ﷺ کی تبلیغ پر جھگڑا ہو جاتا ہے...... پہلی پہلی تقریر حضور ﷺ نے فرمائی...... پہلا خطاب حضور ﷺ، پتھراؤ ہوا...... مولوی صاحب تقریر کریں...... آپ کہیں کہ مولانا صاحب کو یوں نہ کہنا چاہئے تھا...... یوں کہنا چاہئے تھا...... آپ کے کہنے پر جھگڑا ہو گیا...... آپ کا انداز صحیح نہیں تھا...... لیکن حضور پاک ﷺ کا انداز بھی رب کا...... الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کے...... حضور ﷺ بات کرتے ہیں...... اعلان کرتے ہیں...... وہ بات رب کی سکھائی ہوئی ہے...... مقام رب نے بتایا ہے...... حضور ﷺ کو یہاں رب نے پہنچایا ہے...... اور رب نے سکھایا یوں کہہ دو قل...... حضور ﷺ وہ فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سکھاتے ہیں اب اس پر جھگڑا ہو جاتا ہے...... اب اعتراض جھگڑا کرنے والے پر یا تقریر کرنے والے پر...... غلطی کس کی؟...... بیان کرنے والے کی یا پتھر مارنے والے کی......؟

مسجد کی انتظامی کمیٹی سے اپیل ہے میرے دوستو! آج کل ہمارے دوست بڑے امن پسند ہوتے ہیں...... کمیٹیوں والے...... مسجدوں والے...... دیکھیں مولانا خطیب صاحب...... ایسی بات نہ ہو کہ جس سے اختلاف ہو جائے اگر تم کمیٹی والے اس دور میں ہوتے تو تم نے تو محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی خطیب نہیں رکھنا تھا کہ ان کی تقریر سے جھگڑا ہوتا ہے...... بھائی یہ دیکھو کہ اعتراض کرنے والا صحیح اعتراض کرتا ہے یا غلط اعتراض کرتا ہے یہ کیا ہے؟

کوئی کافر بھی...... اعتراض نہ کرے......

کوئی مشرک بھی...... اعتراض نہ کرے......

کوئی فاسق بھی...... اعتراض نہ کرے......

کوئی سود خور بھی...... اعتراض نہ کرے......

کوئی زانی بھی...... اعتراض نہ کرے......

کوئی حرام خور بھی...... اعتراض نہ کرے......

مولانا ایسی بات آپ کریں...... بھائی ایسی بات وہ کہاں سے لائے گا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ قرآن ہی نہ سناؤ...... کیونکہ قرآن کریم تو ہر برائی کی جڑ کاٹتا ہے اور جتنا بھی اخلاق سے سناؤ...... محمد رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اخلاق کس کا تھا...... جسے رب نے کہا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ...... محبوب ﷺ آپ کا خلق وہ ہے کہ جنہیں رب بھی عظیم کہتا ہے اور حضور ﷺ کی پہلی تقریر پر جھگڑا ہوتا ہے میں مسجد کمیٹی کے خلاف نہیں ہوں...... اگر اللہ تعالیٰ کسی سے اپنے گھر کے انتظام والصرام کی خدمت لیتے ہیں یہ بہت بڑا اللہ تعالیٰ کا انعام ہے...... لیکن اپنی ذمہ داری کو سمجھیں...... اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے مضبوط موحد مسلمان اہل سنت سیدھے ہو کر کھڑے ہوں اور باطل والا! اگر غلط بات کرتا ہے تو اس کا منہ توڑ دو یہ نہیں کہ تم نبی ﷺ کے وارث کو کہو کہ تم حق چھپاؤ...... صاف کہو کہ توحید سناؤ...... اگر کوئی مشرک اعتراض کرتا ہے تو اسے کہو کہ تم نے اگر کوئی سوال کرنا ہے اور اگر تو اتنا ہی شرک کا دلدادہ ہے...... توحید نہیں سنی جاتی تو وہ راستہ اختیار کر! خبردار توحید کی آواز بند نہیں ہوگی، انہیں کہو کہ حضور ﷺ کی سنت بتاؤ...... یہ سنت بتائیں اور اگر کوئی بدعت کا دلدادہ اعتراض کرتا ہے اسے کہو کہ سوال کرنا ہے سمجھنا ہے تو تجھے حق ہے اور اگر تو اس آواز کو دبانا چاہتا ہے تو خبردار! وہ راستہ پڑا ہے یہ جرات پیدا کرو اپنے اندر...... یہ نہیں ہے کہ ادھر تم کہہ نہیں سکتے اور جو آپ کا امام ہوتا ہے اسی پر دباؤ ہوتا ہے کہ ایسی بات نہ کریں...... توحید کا مسئلہ پھر نہ بتانا...... سنت کا مسئلہ پھر نہ بتانا...... آئندہ کوئی کلمہ پر اعتراض کرے تو تم کلمہ پر بھی کہہ دو کہ نہ پڑھنا...... بھائی کلمہ کے ترجمہ پر تو آپ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے باقی لفظ ہی بچ گئے...... آپ کا حق یہ ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کا نائب سمجھ کر اس کو مصلیٰ پر کھڑا کرتے ہیں...... نالائق کو کھڑا ہی نہ کرو پہلی بات...... کھڑا اسی کو کرو جو واقعی نائب ہو لائق ہو...... پھر اس کا ایسے دفاع کرو کہ جیسے سنت ہے وہ حضور ﷺ کا نائب ہے...... آپ صحابہ کرام کا نائب بن کر اس کا ساتھ دو...... کیا آپ اس دور میں ہوتے تو بجائے ابولہب کا مقابلہ کرنے کے حضور ﷺ کو کہتے کہ آپ ایسی تقریر نہ کریں جس سے جھگڑا ہو...... نہیں قُلۡ...... فرمایا کہہ دو...... حضور ﷺ کو اللہ سکھا رہے ہیں اور آپ ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سکھانے سے ہے...... اب کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے ایمان والے کو اعتراض کا حق نہیں ہے...... وَمَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّلَا مُؤۡمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗۤ اَمۡرًا اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہُمُ الۡخِیَرَۃُ...... کہ ایمان والے مرد کو ایمان والی عورت کو جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ فیصلہ کرے تو پھر کوئی اپنی طرف سے اختیار نہیں ہے...... وہ اپنی بات نہیں چلا سکتے...... بات تو اللہ تعالیٰ کی ہے وہ فیصلہ ہے...... بات جو رسول اللہ ﷺ کی وہ فیصلہ ہے...... وہاں سے جو بات آتی ہے...... اِنَّہٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ وَّمَا ہُوَ بِالۡہَزۡلِ...... یہ فیصلے والی بات ہوتی ہے...... یہ کوئی مذاق نہیں ہے...... قرآن جو کہے وہ فیصلہ ہے...... حضور ﷺ جو فرما دیں وہ فیصلہ ہے......

(انتخاب حافظ مختیار مستوئی)

شیعہ سنی تنازعہ کا حل

چند مفید تجاویز

مولانا محمد یونس قاسمی ایڈیٹر نظام خلافت راشدہ

شیعہ سُنّی تنازع کے حل کیلئے حکومت اپنے طور پر کوششوں میں مصروف ہے، ماضی میں آنے والی حکومتیں بھی اس مسئلہ کے حل کیلئے حتی المقدور کوششیں کرچکی ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ وہ بیرونی دباؤ میں آکر اس مسئلہ کو سمجھنے کے باوجود حل کرنے میں ناکام رہیں، ملی یکجہتی کونسل اور مولانا نیازی مرحوم کی کمیٹی کی سفارشات شاید آج بھی حکومتی ریکارڈ میں موجود ہوں، اگر ان پر عملدرآمد کرلیا جاتا اور انہیں قانونی شکل دے دی جاتی تو سانحہ ملتان، بری امام اور کراچی میں ہونے والی دہشت گردی کے واقعات سے بچا جاسکتا تھا۔ اس مسئلہ نے ملک کے بیسیوں جید علماء کرام، مفتیان عظام اور سینکڑوں پاکستانی شہریوں کو لقمہ اجل بنایا ہے جبکہ اسی مسئلہ کی وجہ سے تمام مذاہب کے عبادت خانے غیر محفوظ ہیں مسلم وغیر مسلم اپنی اپنی عبادات بجالانے کیلئے اپنے عبادت خانوں میں جانے کیلئے گھروں سے نکلتے ہیں تو انہیں یہ خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ واپسی ہوگی یا نہیں، جب وہ گھروں سے نکلتے ہیں تو اپنے بچوں پر یتیمی اور بیویوں کے چہروں پر بیوگی کے واضح آثار دیکھتے ہیں، اسی مسئلہ کی وجہ سے مساجد ویران ہوگئی ہیں، دین کے نام پر ہونے والے اجتماعات میں لوگوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، علماء کرام کی صحبت میں بیٹھنے کیلئے لوگ کسی زمانے میں بے چین رہا کرتے تھے، اب ان سے دور رہنے میں عافیت سمجھتے ہیں، اگر اس مسئلہ کو سنجیدگی کے ساتھ حل نہ کیا گیا تو ممکن ہے کہ ملک خانہ جنگی کی لپیٹ میں چلا جائے اور ہمیں اپنے معزز شہریوں اور مقتدر جید علماء کرام سے ہاتھ دھونا پڑیں جو کہ ملک کا عظیم سرمایہ ہیں۔

موجودہ حکومت اس مسئلہ کے حل کیلئے کچھ سنجیدہ نظر آرہی ہے۔ اس کے باوجود وہ فریقین کا مؤقف سننے کے لئے تیار نہیں ہے اس لئے تاحال حکومت کی طرف سے کوئی مزید سرگرمی نظر نہیں آئی بہر حال یہ مسئلہ سنگین صورت اختیار کرتا جارہا ہے، ہم اپنے طور پر ارباب حل وعقد کی خدمت میں اس مسئلہ کے حل کیلئے چند گزارشات پیش کررہے ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ تجاویز قانون سازی کے وقت معاون ومددگار ثابت ہوسکیں اور ملک کو امن کا گہوارہ بنانے میں ہماری جدوجہد بھی شامل ہوجائے، میں ارباب اقتدار سے پُر امید ہوں کہ ان تجاویز کو ضرور غور وفکر میں لایا جائیگا۔

پاکستان میں شیعہ آبادی کا تناسب کسی بھی صورت میں تین فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی تناسب کے حساب سے ان کو ہر شعبہ میں نمائندگی ملنی چاہیے۔

مسائل کے حل کرنے میں سب سے اہم نکتہ یہ ہوتا ہے کہ اس ضمن میں موجود زمینی حقائق کو سب سے پہلے نظر میں رکھا جاتا ہے ساتھ یہ بھی دیکھا جانا چاہئے کہ یہ اختلاف اگر کسی دوسرے ملک میں تھا تو وہاں اسکو کس طرح حل کیا گیا۔ شیعہ سنی تنازع کو اگر اس تناظر میں دیکھا جائے تو سب سے اہم بات یہ ہے کہ پاکستان کی اکثریت مسلمانوں کی ہے اور اگر شیعہ سُنّی آبادی کی نسبت طے کرنے کی کوشش کی جائے تو شیعہ آبادی کا تناسب کسی طرح بھی تین فیصد سے زیادہ نہیں لیکن صدر مملکت کے انتخابات سے لیکر بلدیاتی اداروں کے انتخابات تک کسی بڑے عہدے پر نامزدگی کے معاملے میں، کسی اہم ادارے کی تشکیل میں، کہیں بھی اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، نہ ہی کوئی قانون موجود ہے جس کے تحت آبادی میں شیعہ سُنّی تناسب کو بنیاد بنایا گیا ہو چنانچہ اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ جب کسی اہم عہدے پر کوئی ایسا آدمی متعین ہوتا ہے، جس کا تعلق اقلیتی آبادی سے ہو اور وہ کوئی ایسا اقدام کرتا ہے جو اس کے فرقہ وارانہ مفاد کے تابع ہو تو اکثریت میں اشتعال پیدا ہونا فطری امر ہے۔ اسکی بہترین مثال ہمارے سرکاری ذرائع ابلاغ ہیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں جس طرح مذہبی تقریبات و رسومات کو جگہ دی جاتی ہے جن کا تعلق اقلیت کے ساتھ ہوتا ہے تو اس سے معاشرے میں بے چینی پیدا ہوتی ہے، جب اس طرح کے بہت سے واقعات جمع ہوجاتے ہیں تو یہ اضطراب انتہا پسندر جحانات کو جنم دیتا ہے پھر اگر کوئی سمجھتا ہے کہ اصل شکایت کا ازالہ کئے بغیر محض بیان بازی سے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے تو یہ بالکل ممکن نہیں۔

شیعہ، سُنّی اختلافات میں دوسری بڑی حقیقت یہ ہے کہ ان کا جائزہ سنجیدگی کے ساتھ نہیں لیا گیا، ہمارے ہاں عمومی تاثر یہی ہے کہ یہ اختلافات احناف اور شوافع کے اختلافات کی طرح ہیں یا اہل حدیث اور اہل سنت کے درمیان نقطہ نظر کا فرق ہے حالانکہ ہمارے نزدیک یہ اختلاف فقہی نہیں اصولی ہے اور اس کا تعلق فروعی معاملات سے نہیں بلکہ اصولی معاملات اور عقائد سے ہے یہاں تک کہ دین کے بنیادی ماخذات تک مختلف ہیں میرے خیال کے مطابق جب تک ان دو امور کو اختلافات کو ختم کرنے کیلئے بنیاد نہیں بنایا جائے گا یا حکومت ان دو امور کو بنیاد بنا کر یہ مسئلہ حل نہیں کرواتی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ارباب اقتدار وقت کا زیاں کررہے ہیں بلکہ قوم کو مزید انتشار میں مبتلا کررہے ہیں۔

عالم اسلام میں پاکستان کے علاوہ ایران اور افغانستان دو ایسے ملک ہیں جہاں شیعہ سُنّی تنازع موجود ہے دیگر ممالک میں اہل تشیع ناقابل ذکر تعداد میں ہیں اگر ہیں بھی تو ان کا طریق اور طرز ہمارے ان قریبی ممالک سے مختلف ہے اس لئے پاکستان کے مسئلہ کو ایران اور افغانستان ہی کے ساتھ وابستہ کرکے دیکھا جاسکتا ہے جہاں تک افغانستان کا معاملہ ہے تو وہاں ابھی تک حالت جنگ ہے اس کے باوجود یہ اختلافات اپنا رنگ دکھاتے رہتے ہیں تاہم وہاں بھی اکثریت اہل سنت کی ہے اور افغانستان کے حالات جب تک معمول پر نہیں آتے اس

شیعہ سنی تنازعہ کے حل میں ایک کاوٹ شیعہ کے عقائد و نظریات سے عام لوگوں کی ہی نہیں بلکہ علماء کرام کی بھی عدم واقفیت ہے

کے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہے جہاں تک ایران کا معاملہ ہے تو یہ واضح ہے کہ وہ شیعہ اکثریت کا ملک ہے ۔ اگرچہ وہاں سنی آبادی کا تناسب ہمارے ہاں کی شیعہ آبادی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے لیکن بہر حال وہ شیعہ اکثریت کا ملک ہے وہاں ایسی صورتحال درپیش نہیں ہے ۔ جس کا ہمیں یہاں پاکستان میں سامنا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے زمینی حقیقت کو جان لیا ہے ۔ جو آج تک ہمارے ارباب حل وعقد کی سمجھ میں نہیں آئی یعنی اکثریت کے حقوق کا تحفظ ۔ چنانچہ ایران کے قانون میں یہ بات طے ہے کہ ملک کا قانون فقہ جعفریہ اثناء عشریہ کے مطابق ہوگا اسی طرح صدر، سپیکر اسمبلی اور دیگر اہم عہدوں کی اہلیت کی شرائط میں یہ طے ہے کہ وہ شیعہ اثناء عشریہ ہوگا ۔ اسی طرح تمام مساجد میں اہل تشیع کے طریقہ کے مطابق نماز پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے ۔ اہل سنت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جہاں ان کے چار گھر ہوں وہ اپنی مسجد بنا لیں ۔ ایران کے بارے میں اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہاں اہل سنت کو وہ حقوق بھی حاصل نہیں جو اقلیتوں کیلئے ہر مہذب معاشرے میں ہوتے ہیں ۔ تاہم اس بات سے قطع نظر دیکھا جائے تو وہاں اکثریت کے حقوق کو جس طرح تسلیم کیا گیا ہے اس کے بعد کسی فرقہ وارانہ تنازع کے امکانات معدوم ہو جاتے ہیں اگر ہم ایران کو بطور مثال سامنے رکھ کر اس معاملے کو سلجھانے کی کوشش کریں اور یہاں پاکستان میں اہل سنت کو اکثریت میں ہونے کی وجہ سے وہ حقوق دیں جو ایران میں اہل تشیع کو حاصل ہیں تو معاملات بہت حد تک سلجھ سکتے ہیں ۔ دنیا کا ہر مہذب معاشرہ اقلیتوں کو جو حقوق دیتا ہے ایران میں اہل سنت کو وہ حقوق حاصل نہیں ہیں لیکن ہم مسلمان ہیں اور اسلام اقلیتوں کے حقوق کی جس طرح حفاظت کرتا ہے اسکی مثال ناممکن ہے اگر اقلیتوں کے حقوق اقلیتوں کو ملیں اور اکثریت کے حقوق اکثریت کو ملیں اور دونوں اپنے اپنے حقوق کے مطابق ملکی قانون کے پابند ہوں تو پھر لڑائی کا ہے کی اور مذہبی دہشت گردی کیسی ؟

اگر ہمارے ملک کے آئین وقانون میں یہ درج ہے کہ انتخابات میں کامیابی کے بعد حکومت بنانا اکثریتی پارٹی کا حق ہے کیونکہ اسے اکثریت کا اعتماد حاصل ہے تو قانون سازی میں ان اصولوں اور ضابطوں کو فائق کیوں نہیں رکھا جاتا ؟ شیعہ سنی تنازعہ میں اس بات کو بطور قانون درج کر دینا چاہئے کہ ملک کا قانون اکثریتی آبادی کے عقیدہ کے مطابق ہوگا اور اقلیتی مذاہب کو اکثریتی آبادی کے مذہب کے قانون کی پاسداری و پابندی کرنا ہوگی ۔ اسلام کا منشاء اور حکم بھی یہی ہے کہ اقلیتی عوام اکثریتی عوام کے مذہب کے مطابق قانون کی پابندی کریں ۔ موجودہ حکومت اس تنازع کو حل کرنے میں واقعی اگر سنجیدہ ہے تو پھر اسے ان دو زمینی حقائق کا ادراک کرنا ضروری ہے ۔ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ۔ تاہم موجودہ کشیدگی، شیعہ سنی کے نام پر ہونے والی دہشت گردی اور مذہبی قتل وغارت گری کے خاتمہ کیلئے چند فوری اقدامات کی ضرورت ہے ۔

1 - پاکستان میں بسنے والے تمام مذاہب کے لوگوں کو اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کو انکے عبادت خانوں تک محدود کر دیا جائے اور ہر وہ عبادت کرنے کی اجازت اور اسے قانونی حفاظت دی جائے جو کہ انکی مذہبی بنیادی اور اساسی کتب میں تحریر ہوں ۔

2 - مذہب کے نام پر کی جانے والی تمام رسومات جن کا مذہب کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں، ان پر پابندی لگائی جائے اور انہیں حکومت کسی قسم کا تحفظ فراہم نہ کرے بلکہ تمام اہل مذاہب کو ان رسومات سے ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر از خود الگ اور انہیں ترک کر دینا چاہئے ۔

3 - تمام ایسی کتب اور رسائل وجرائد پر پابندی لگا دی جائے جس میں بانیان اسلام حضرات صحابہ کرام ؓ اور دیگر قابل احترام شخصیات کے بارے میں ہرزہ سرائی کی گئی ہو ۔

4 - ہر ایسے خطیب اور مقرر پر پابندی لگائی جائے جو اپنی تقریر میں اشارتاً، کنایتاً کسی بھی مقتدر شخصیت اور حضرات صحابہ کرام ؓ و ازواج النبی ﷺ کے متعلق کوئی بھی نازیبا لفظ استعمال کرتا ہو ۔

5 - اہل سنت اور اہل تشیع کی مقتدر شخصیات کو آمنے سامنے بٹھا کر ملک کے مفاد کی خاطر انکی باہمی گفت وشنید کے بعد ایک ضابطہ اخلاق مرتب کیا جائے ۔ جس پر ہر ایک کیلئے عملدرآمد لازمی قرار دیا جائے اگر کسی تقریر وتحریر میں اسکی خلاف ورزی ہو تو وہ قابل تعزیر جرم ہو ۔

6 - قرآن مجید وہ واحد میزان ہے ۔ جس پر دونوں گروہ اپنے اپنے عقائد کے مطابق ایمان رکھتے ہیں لہٰذا محض قرآن مجید کی بنیاد پر علمی مباحث کی حوصلہ افزائی کی جائے ۔ اس سے قرآن مجید پر ایمان یا عدم ایمان عملاً ثابت ہو جائے گا ۔

مذکورہ بالا امور کی روشنی میں اس مسئلہ کو سنجیدگی کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی گئی تو یقیناً وطن عزیز امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گا ۔

گزشتہ حکومت کے دور میں اہل سنت کا ایک نمائندہ وفد امام اہل سنت حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری ؒ کی قیادت میں کرائسس منیجمنٹ سیل کے سربراہ بریگیڈیئر جاوید اقبال چیمہ کے ساتھ ایک ملاقات میں اہل سنت کے اجتماعی موقف کی ترجمانی کر چکا ہے اس وفد میں حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ کے علاوہ جامعہ بنوریہ کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی اور ڈاکٹر خالد نواز فاروقی بھی شامل تھے ۔ جبکہ وفد کے دو سینئر ارکان جامعہ احسن العلوم کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مفتی زرولی خان اپنی علالت اور وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اچانک بیرونی سفر درپیش آنے کی وجہ سے اس وفد میں اور اس ملاقات میں شامل نہ تھے ۔ اہل سنت کے اس نمائندہ وفد نے حکومتی ٹیم کے سامنے چند تجاویز پیش کیں اور انہوں نے واضح کیا ہم ملک میں قطعاً خانہ جنگی نہیں چاہتے، چند ایک مطالبات اور تجاویز ہیں جن پر اگر عمل کر لیا جائے اور انہیں قانونی شکل دے دی جائے تو ملک امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتا ہے ۔ ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ حکومت اس مسئلہ کے حل کیلئے کی جانے والی کوششیں جو کہ سابقہ ادوار میں ہوئیں اور انکے نتیجے میں جو سفارشات یا قراردادیں مرتب ہوئیں ان تمام قراردادوں اور سفارشوں کو حکومت اپنے سامنے رکھے ۔ اہل سنت کے اس نمائندہ وفد کی تجاویز سامنے رکھی جائیں، ان تمام سفارشات وتجاویز کو مدنظر رکھتے ہوئے قانون بنائے اور ایک ضابطہ اخلاق مرتب کرے پھر فریقین کو اس کا پابند کرے تو یقیناً یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے ۔

ہمیں امید ہے کہ ملک کے سنجیدہ اہل دانش ان تجاویز کا ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ جائزہ لیکر بڑھتی ہوئی شیعہ سنی کشمکش کی روک تھام کیلئے موثر کردار ادا کرینگے ۔ انشاء اللہ

☆☆☆☆☆☆☆

اگر ہم پاکستان میں اہل تشیعہ کو وہ حقوق دیں جو ایران میں اہلسنت کو حاصل ہیں تو شیعہ سنی انتشار میں کافی حد تک کمی آسکتی ہے ۔

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین
جانشین پیغمبر، رفیق غار و مزار

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ

جانشین رسول حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک یادگار خطبہ

منصب خلافت سنبھالنے کے بعد فرمایا:

"لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم میں سب سے بہتر انسان نہیں ہوں اگر میں ٹھیک راہ پر چلوں تو میری اطاعت کرنا اگر کج روی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دینا"۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت، تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک اس وقت تک قوی ہے جب تک اس کا حق نہ دلوادوں اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک اس وقت تک ضعیف ہے جب تک دوسرے کا حق اس سے واپس نہ لے لوں۔ یادرکھو کہ! جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دیتی ہے۔ اسے خدا رسوا کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیلتی ہے اس کو خدا مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ سنو اگر میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں تو تم بھی میری اطاعت کرنا اور اگر میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر بھی میری اطاعت لازم نہیں۔

لشکر اسامہؓ کو روانہ کرتے وقت فرمایا: "دیکھو خیانت نہ کرنا مال غنیمت میں غبن نہ کرنا۔ بے وفائی وعہد شکنی سے باز رہنا۔ مثلہ نہ کرنا، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو قتل نہ کرنا، ہرے بھرے اور پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا، کھانے کے علاوہ خواہ مخواہ کسی جانور کو ذبح نہ کرنا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ابتدائی حالات

خاندان:

آپ رضی اللہ عنہ کا پہلا نام عبدالکعبہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے تبدیل کر کے عبداللہ رکھ دیا کنیت ابوبکر تھی۔ والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قریش کے قبیلہ بنی تیم کے چشم و چراغ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان عرب میں اعلیٰ وجاہت کا حامل تھا۔ نسبی شرافت میں بنی تیم کے افراد کسی سے کم نہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار اشراف قریش میں ہوتا تھا ایک جد امجد مرہ بن کعب بن لوی القرشی پر پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب آنحضرت ﷺ سے جاملتا ہے۔

شجرہ نسب:

عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد تیم بن مرہ بن کرب بن لوی القرشی۔

پیدائش:

آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش سنہ 574ء میں واقعہ فیل سے تین سال بعد ہوئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کی چار نسلیں اسلام سے مشرف ہوئیں۔ والد، والدہ، خود، اولاد، پوتے، نواسے سب نے آنحضرت ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔

لقب:

آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو فرمایا (ابوبکر عتیق اللہ من النار) ابوبکر رضی اللہ عنہ جہنم کی آگ سے آزاد ہے۔ اسی وقت سے آپ رضی اللہ عنہ عتیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔

بیویاں اور اولاد

{1} قتیلہ بنت سعدؓ:

ان سے آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوہ طائف میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان کی وفات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ ان کی اولاد میں اسماعیل پیدا ہوئے، جو بچپن میں فوت ہو گئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی انہی کے بطن سے مشہور صحابی عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کا لقب ذات النطاقین رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ۱۰۰ سال کی عمر میں مکہ میں وفات پائی۔

{2} زینبؓ ام رومان:

ان کے بطن سے آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ ام رومان رضی اللہ عنہا ہجرت کے چھٹے سال فوت ہوئیں ان کے لئے آنحضرت ﷺ نے خصوصی دعا فرمائی تھی۔

{3} حبیبہؓ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیرہ الخزرجی:

ان کے بطن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تیسری صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

{4} اسماءؓ بنت عمیس:

ان کا پہلا نکاح حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ جنگ موتہ میں جب وہ شہید ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوہ بھاوج کا نکاح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔ ان کے ہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور ان کے بطن سے یحییٰ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ پیدا

ہوئے۔

آنحضرت ﷺ سے تعلق وصحبت

حضرت ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ سے عمر میں صرف دو سال چھوٹے تھے۔ آپؓ اٹھارہ سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ کے دوست بنے اس وقت مکہ مکرمہ میں آپ کا شمار رؤسائے عرب میں ہوتا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی عمر اس وقت بیس سال تھی۔ یہی باہمی تعلق اور قرب کا آغاز تھا، جس کے باعث تادم آخر ایسی قرابت داری قائم ہوئی کہ دنیا بھر میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

اس طرح گویا آپؓ نے ۱۸ سال کی عمر سے لے کر ۶۱ سال کی عمر تک ۴۳ سال کا طویل عرصہ آنحضرت ﷺ کے جمال نبوت کا مشاہدہ کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قبول اسلام

آنحضرت ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے علاوہ اگر سب سے پہلے کسی نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا تو وہ صدیق اکبرؓ کی ذات تھی۔

حضرت زیدؓ اور حضرت علیؓ میں ایک کی حیثیت زر خرید غلام کی تھی تو دوسرے کی حیثیت حضرت محمد ﷺ کے چچازاد یعنی ایک گھریلو فرد کی تھی۔ یہ دو حضرات اسی موقع پر مشرف بہ سلام ہوئے ایسے موقع پر حضرت ابوبکرؓ کی والہانہ محبت اور قبول اسلام میں پہل کے بارے میں خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہی سب سے موزوں اور وقیع شہادت ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کوئی شخص نہیں جس کو میں نے اسلام کی دعوت دی ہو اور اس نے بغیر تامل، سوچ و بچار اور غور و فکر کے اسلام قبول کرلیا ہو۔

مورخین نے ابتداء میں اسلام قبول کرنے والوں کی تقسیم یوں کی ہے۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ، غلاموں میں حضرت زیدؓ، عورتوں میں حضرت خدیجہؓ اور عام جوانوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے پہلے اسلام لائے۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جب میں نے علیؓ کو اسلام پیش کیا تو انہوں نے فرمایا میں اپنے والد سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ انہوں نے ابوطالب سے پوچھا تو ابوطالب نے کہا میں نہ تو اس سے روکتا ہوں اور نہ اسے قبول کرنے کا کہتا ہوں۔ چنانچہ اگلے روز حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا۔

جانشین رسول ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہونیوالی قرآنی آیات

(1) ترجمہ: وہ شخص صدق یعنی قرآن اور دین حق لے کر تشریف لائے (حضرت ابوبکر صدیقؓ نے) اس کی تصدیق کی۔

> کفار مکہ کی مار پیٹ کے بعد ہوش میں آئے تو پہلا جملہ یہی فرمایا ”میرے پیغمبر ﷺ کا کیا حال ہے؟ والدہ نے دودھ پیش کیا تو کہا جب تک آنحضور ﷺ کا چہرہ نہ دیکھ لوں دودھ نہ پیئوں گا

(2) ترجمہ: عنقریب دور رکھا جائے گا۔ اس شخص (یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ) کو جو اپنے مال کو تزکیہ کے لئے ادا کرتے تھے اور اس کا منشاء نہیں تھا کہ کوئی اس کی ان نعمتوں کا بدلہ دے بلکہ اس کا منشاء اور عقیدہ اپنے رب اعلیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی حاصل کرنا ہے اور قریب ہی وہ رب اپنی رضامندی کا اظہار کرے گا۔

(3) ترجمہ: جبکہ نکال دیا تھا کافروں نے ثانی اثنین یعنی حضرت (محمد ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ) کو جب کہ وہ دونوں حضرات غار میں تھے اور جب کہ اس نے اپنے ساتھی (یعنی حضرت ابوبکرؓ) کو کہا تھا لاتحزن یعنی فکر مت کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(4) ایک کافر کی اللہ کو فقیر کہنے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سرزنش کی تو ان کی تائید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: البتہ سن لی اللہ تعالیٰ نے بات ان لوگوں کی جنہوں نے کہا تھا اللہ فقیر اور محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی شان میں آنحضرت ﷺ کی احادیث

(1) ترجمہ: حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو ذات السلاسل نامی سریہ میں بھیجا تھا، تو وہ عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا لوگوں میں سے کون شخص آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ عائشہ صدیقہؓ میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے اس کے بعد اس نے دوبارہ سوال کیا کہ مردوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ کون ہے جواب دیا اس کے والد ماجد یعنی ابوبکرؓ ہیں۔ اس کے بعد کون؟ جواب دیا عمر بن خطابؓ ہے۔ اسی طرح کئی لوگوں کو شمار کیا۔

(2) ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے کپڑا کو نخوت کرتا ہوا لٹکاتا ہے، قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ بھی نیچے لٹکا رہتا ہے۔ لیکن میں اس کے ذریعے لوگوں سے معاہدہ لیتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپؓ تو اس کو تکبر کے لئے نہیں کرتے ہیں۔

(3) ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے ارشاد فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے روزے کی حالت میں مزاج کیا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پوچھا تم میں سے آج کون جنازہ کے پیچھے چلا؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا میں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا میں نے۔ پھر حضور ﷺ نے پوچھا تم میں سے کس نے آج بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا میں نے اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا میری یہ سب باتیں جس کے پاس جمع ہو گئیں وہ ضرور جنت میں داخل ہو کر رہے گا۔

(4) ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ ”اے لوگو! تم میرے بعد ان دونوں یعنی ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی اقتداء کرنا۔

(5) ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ کوہ حراء پر تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ تھے۔ اس وقت پتھر ہلنے لگے تو حضور ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ اے پتھر تو ٹھہر جا کیونکہ

تیرے اوپر نبی ﷺ صدیق ؓ اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں۔

(6) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے مال سے جتنا فائدہ مجھے پہنچا ہے اور کسی کے مال سے کبھی نہیں پہنچا یہ سن کر حضرت ابوبکر ؓ رونے لگے اور فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اور میرے جتنے مال ہیں سب آپ ﷺ پر قربان ہیں۔

(7) ترجمہ: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ہجرت کے موقع پر آنحضرت ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو میرے والد ابوبکر ؓ آرام کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر ؓ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرے والد خوشی کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ پھر وہ آپ ﷺ کے ساتھ چلے گئے۔ دونوں نے تین دن غار میں قیام کیا اس پر قرآن کی مشہور آیت ثانی اثنین نازل ہوئی۔

اس کے بعد ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت ؓ کو فرمایا کیا آپ ؓ نے ابوبکر ؓ کے بارے میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں، تو اس پر حضرت حسان ؓ نے اشعار پڑھے۔ چنانچہ آپ ﷺ اشعار سن کر مسکرائے اور فرمایا۔ صدقت یا حسان "اے حسان تو نے سچ کہا"۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی شان میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ

(1) ابوبکر خیر الناس الا ان یکون نبی . (معجم طبرانی)

"ابوبکر ؓ سوائے نبیوں کے سب انسانوں سے افضل ہیں"۔

(2) ارحم امتی بامتی ابو بکر ؓ (ترمذی شریف، موطا امام محمد)

"میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں"

(3) قال رسول اللہ ﷺ انا اول من تنشق الارض عنہ ثم ابو بکر ثم عمر
(ترمذی شریف، مستدرک حاکم)

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میرے اوپر سے زمین کشادہ ہوگی، پھر ابوبکر ؓ کے، پھر عمر ؓ کے اوپر سے"۔

(4) قال رسول اللہ ﷺ انت صاحبی علی الحوض و انت صاحبی فی الغار
(ترمذی شریف)

" حضور نے ارشاد فرمایا ہے اے ابوبکر ؓ تم حوض کوثر پر میرے رفیق ہو اور تم غار میں بھی میرے رفیق تھے۔

(5) ۹ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کو امیر الحجاج بنایا اور جب آنحضرت ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے خود مسجد میں تشریف نہ لا سکے تو اپنی بجائے (ابوبکر ؓ) کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مروا ابا بکر فلیصل بالناس (بخاری و مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

"ابوبکر ؓ کو میری طرف سے حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(6) ما اوحی الی شیئی الا صبیۃ فی صدر ابی بکر (الریاض النضرۃ)

"جو وحی مجھ پر نازل فرمائی گئی میں نے اس کو ابوبکر ؓ کے سینہ میں نچوڑ دیا ہے۔

(7) ما فضلکم ابوبکر بفضیلتہ صوم و لا صلوۃ ولکن بشیئی و قر بصدرۃ (الریاض النضرۃ)

"ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر ؓ کو تم پر نماز یا روزہ کی وجہ سے فضیلت نہیں ہے بلکہ یہ فضیلت ایک باوقار چیز کی وجہ سے ہے، جو ان کے سینہ میں ڈالی گئی۔ (قوت ایمانی اور حب نبوی)

ابوبکرؓ کی صداقت:

بخاری شریف میں حضرت ابو الدرداء ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت و قال ابو بکر صدقت و و اسانی بنفسہ و مالہ فھل انتم تار کون لی صاحبی .

"یقین جانو کہ اللہ سبحانہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے کہا کہ جھوٹ کہتے ہو صرف ابوبکر ؓ نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں (پھر یہی نہیں) انہوں نے اپنی جان اور مال سے میری غم خواری کی تو کیا تم میری خاطر میرے ساتھی کو بحث وتنقید سے معاف رکھو گے"۔

حضرت ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ کے وزیر ہیں:

ترمذی شریف میں حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر نبی کے دو وزیر اہل آسمان میں سے اور دو وزیر اہل زمین میں سے ہوتے ہیں۔ میرے وزیر اہل آسمان میں سے جبریل و میکائیل ہیں اور اہل زمین میں سے ابوبکر و عمر ؓ ہیں۔ (اگر آسمان والے بے وفا نہیں تو زمین والے کیسے بے وفا ہو سکتے ہیں)

حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کو آنحضور ﷺ نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور اس نے بغیر تامل قبول کر لیا ہو۔

حوالہ جات از مشکوۃ شریف در مناقب صدیق ؓ:

(1) حضرت علی ؓ کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے زیادہ احسان مجھ پر ابوبکر ؓ کی خدمت اور مال کا ہے۔ اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو جانی دوست بناتا تو ابوبکر ؓ کو بناتا۔

(2) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے، حضور والا ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میں کسی کو خاص دلی دوست بناتا تو ابوبکر ؓ کو بناتا مگر ابوبکر ؓ میرا بھائی اور ساتھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھی (یعنی میری ذات) کو خاص دوست بنالیا ہے۔

(3) حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں، مرض کی حالت میں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کو اور اپنے والد یعنی ابوبکر ؓ کو بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی خلافت کی آرزو کرنے والا آرزو نہ کرنے لگے اور کہیں کوئی کہنے والا چہ می گوئیاں نہ کرنے لگے (مگر خیر رہنے دو) اللہ تعالیٰ اور مسلمان سوائے ابوبکر ؓ کے کسی کی خلافت کو نہ مانیں گے۔

(4) حضرت جبیر ابن مطعم ؓ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے خدمت گرامی ﷺ میں حاضر ہو کر کسی معاملہ کے متعلق کچھ گفتگو کی، رسول اقدس ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ پھر دوبارہ میرے پاس آنا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں پھر آؤں اور آپ ﷺ نہ ملیں تو کیا کروں، فرمایا: اگر میں نہ ملوں تو ابوبکر ؓ کے پاس چلی جانا۔ (نہ ملنے سے مراد اس عورت کی حضور ﷺ کی وفات تھی)

(5) حضرت عمر ؓ نے فرمایا تھا کہ ابوبکر ؓ ہمارے سردار ہیں، ہم سب سے افضل اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو پیارے ہیں۔

⑥ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس قوم میں ابوبکر ؓ موجود ہوں ان کی امامت ابوبکر ؓ کے علاوہ کسی اور کو نہ کرنی چاہیے۔

⑦ حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں، رسول پاک ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میں قبر سے اٹھایا جاؤں گا، پھر ابوبکر ؓ، پھر عمر ؓ، پھر میں بقیع کے مدفونوں کی طرف جاؤں گا اور ان کو اٹھا کر میرے ساتھ کر دیا جائے گا۔ (وہاں عثمان ؓ مدفون ہیں)

⑧ حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں، ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر انہوں نے مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی، یہ سن کر حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا تو میں بھی دیکھ سکتا فرمایا ابوبکر! تم تو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔

⑨ حضرت عمر ؓ کے سامنے حضرت ابوبکر ؓ کا ذکر آیا آپ رونے لگے اور فرمایا میں اس بات کو دل سے پسند کرتا ہوں کہ میرے کل اعمال ابوبکر کے ایک رات اور ایک دن کے اعمال کے برابر ہو جائیں۔ رات سے میری مراد وہ رات ہے، جس میں حضرت ابوبکر ؓ حضور گرامی ﷺ کے ہم رکاب غار ثور کی طرف چلے تھے۔ جب غار پر پہنچے تو حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کیا خدا کی قسم آپ ﷺ اندر نہ جائیں میں جاتا ہوں، اگر اس کے اندر کچھ ہوگا تو آپ ﷺ بچ جائیں گے اور جو کچھ گزند ہونا ہے مجھے ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر اندر داخل ہوئے غار کو صاف کیا ایک طرف چند سوراخ نظر آئے ان کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کیا پھر بھی دو سوراخ رہ گئے تو دونوں پاؤں سے ان کے دہانے بند کر دیئے پھر رسول پاک ﷺ سے کہا اب اندر تشریف لے آیئے، حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے اور ابوبکر ؓ کی گود میں سر مبارک رکھ کر سو گئے، کہ ابوبکر ؓ کے پاؤں میں سوراخ کے اندر سے سانپ نے کاٹ لیا، مگر حضور ﷺ کی بیداری کے خوف سے ابوبکر ؓ نے حرکت نہ کی، جب آنسو رسول پاک ﷺ کے چہرہ پر ٹپکے، آپ ﷺ نے بیدار ہو کر فرمایا، ابوبکر کیا بات ہے؟ ابوبکر ؓ نے عرض کیا حضور میرے ماں باپ قربان ہوں۔ مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگا دیا، ابوبکر ؓ کی تکلیف جاتی رہی۔ مدت کے بعد پھر اس کا دورہ پڑا اور یہی ان کی وفات کا سبب ہوا۔

دن سے مراد وہ دن ہے، کہ جس دن آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو اہل عرب مرتد ہو گئے اور کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا کہ اگر اونٹ کا ایک زانو بند بھی یہ لوگ مجھے نہ دیں تو میں ان سے جہاد کروں گا، میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! لوگوں سے نرمی اور الفت سے پیش آیئے، فرمایا زمانہ جاہلیت میں تو، تو بڑا سخت اور غصہ ور تھا اور اب کیا اسلام میں بزدل اور نامرد بنتا ہے۔

بات یہ ہے کہ وحی کا سلسلہ تو منقطع ہو گیا، اب دین کامل ہو چکا، اب کیا میری زندگی میں دین میں نقصان آ سکتا ہے؟

⑩ حضرت علی ؓ کے سوتیلے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے۔ فرمایا ابوبکر ؓ میں نے کہا ان کے بعد فرمایا عمر ؓ۔

⑪ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ نے لکھا ہے کہ احادیث سے حضرت ابوبکر ؓ کی فضیلت چار وجوہات سے معلوم ہوتی ہیں۔

① ...... پوری امت میں سب سے اعلیٰ مقام پانا صدیقیت ہے۔

② ...... ابتدائے اسلام ہی سے آنحضرت ﷺ کی اعانت کرنا۔

③ ...... نبوت کے کاموں کو تکمیل تک پہنچانا۔

④ ...... آخرت میں اعلیٰ مرتبہ پانا۔

حضرت محمد ﷺ سے ابوبکر ؓ کے عشق و محبت کا اہم واقعہ

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو کفار کی طرف سے بہت سی تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں ان میں سے ایک دن یہ المناک واقعہ پیش آیا کہ حضور ﷺ دار ارقم میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ بار بار حضور ﷺ سے اصرار کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ کفار اپنے باطل معبودوں کی عبادت کھلم کھلا کرتے رہتے ہیں اور ان کی باتیں برسر عام پھیلاتے ہیں اور ہم حق پر ہونے کے باوجود کیوں خاموش رہیں ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے اسلام کا برسر عام اعلان کر دیں۔ ان کے اس اصرار پر حضور ﷺ ان کو تسلی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے ابوبکر ؓ ہم تو اب تک تھوڑے ہیں ابھی اعلان کا وقت نہیں آیا یہ فرما کر حضور ﷺ یہاں سے اپنے اصحاب ؓ سمیت تشریف لے گئے اور ادھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر جا کر لوگوں کو اعلان اسلام کرتے رہے اور حضور ﷺ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہے۔ اسلام کا سب سے پہلا اعلان اور خطبہ حضرت ابوبکر ؓ نے خانہ کعبہ کے سامنے دیا۔ یہ اعلان اور خطبہ سنتے ہی مشرکین مکہ نے آپ ؓ پر اور سارے مسلمانوں پر حملہ شروع کر دیا اور بہت سخت مارا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو پاؤں سے روندنے لگے اور آپ ؓ کو بہت تکلیف پہنچائی گئی اور عتبہ بن ربیعہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اپنی منقش جوتیوں سے مارنے لگا اور ان کے چہرے کو بگاڑ دیا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے قبیلے کے لوگ آگئے اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور ان کی موت پر ان کو یقین ہو گیا کہ وہ مر ہی جائیں گے۔ اس کے بعد وہ لوگ مسجد حرام میں واپس آئے اور اعلان شروع کر دیا کہ اگر ابوبکر ؓ کا انتقال ہو جائے تو ضرور بالضرور ہم تمہارے سردار عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئے اور آپ ؓ بے ہوش تھے۔ حتیٰ کہ دن کا آخری حصہ آیا اور اس کے بعد کلام کرنا شروع کیا اور ہوش سنبھالتے ہی جو بات زبان سے نکلی وہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کا کیا حال ہے یہ سن کر لوگ آپ ؓ کو ملامت کرنے لگے اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ اپنی بات "حضور ﷺ کا کیا حال ہے دہراتے رہے"۔ یہاں تک کہ ان کی والدہ فرمانے لگی کہ حضور ﷺ کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ تم ام جمیل ؓ کے پاس جاؤ اور ان سے پتہ کرو کہ حضور ﷺ اس وقت کہاں ہیں؟ چنانچہ ان کی والدہ ام جمیل ؓ کے پاس گئیں اور پوچھا کہ اے ام جمیل ؓ تم محمد ﷺ بن عبداللہ کو جانتی ہو وہ کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں محمد ﷺ بن عبداللہ کو جانتی ہوں اور نہ ابوبکر ؓ کو جانتی ہوں۔ اس کے بعد ام جمیل نے کہا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کو دیکھنے کے لئے چلوں۔ والدہ نے فرمایا کہ ہاں اور وہ سیدھا ابوبکر ؓ کے پاس گئی اور ابوبکر ؓ کی حالت دیکھ کر اس نے چیخ ماری اور کہنے لگی کہ بے شک کہ قوم نے تیرے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا۔ میں امید رکھتی ہوں کہ اللہ اس قوم سے تیرا بدلہ لے گا۔

حضرت ابوبکر ؓ نے ام جمیل کو فرمایا کہ تم بتاؤ کہ حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تیری والدہ بیٹھی ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا کہ میری والدہ آپ کا راز کسی کے پاس نہیں کھولے گی۔ یہ سن کر ام جمیل ؓ نے حضور ﷺ کی حالت کے بارے میں بتایا کہ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں اور اس وقت حضور ﷺ دار ارقم میں صحیح سالم موجود ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا اس وقت تک کچھ کھانا نہیں کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں۔ یہ سن کر ان کی والدہ نے فرمایا کہ لوگوں کی پریشانی دور ہو گئی۔ جب انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کا یہ حال دیکھا تو حضور ﷺ پر بڑی رقت طاری ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں اس وقت مجھے کفار کی طرف سے کوئی مصیبت نہیں پہنچی مگر یہ کہ لوگوں نے میرے چہرے پر حملہ کر کے زخم پہنچایا اور یہ میری والدہ ہے۔ جو اپنے لڑکے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والی ہے۔ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائے۔ فوراً حضور ﷺ نے ان کی والدہ کے لئے دعا فرما دی اور ساتھ ساتھ ان کو اسلام کی دعوت دی۔ پس وہ اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے صفات وکمالات

شجاعت

حضرت علی ؓ نے ایک مرتبہ لوگوں سے سوال کیا کہ تمہارے نزدیک شجاع ترین کون شخص ہے۔ سب نے عرض کیا۔ آپ ؓ، آپ ؓ نے فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ سے لڑتا ہوں۔ یہ کوئی شجاعت نہیں۔ تم شجاع ترین شخص کا نام لو سب نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ شجاع ترین حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔ یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے انہیں سائبان پایا تھا۔ ہم نے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس کون رہے گا؟ کہ مشرکین کو آپ ﷺ پر حملہ کرنے سے باز رکھے۔ قسم خدا کی، ہم میں سے کسی شخص کو ہمت نہ پڑی۔ مگر ابوبکر صدیق ؓ ننگی تلوار لئے کھڑے ہو گئے اور کسی کو پاس نہ پھٹکنے دیا اور جس شخص نے آپ ﷺ پر حملہ کیا ابوبکر صدیق ؓ اس پر حملہ آور ہوئے۔

ایک دفعہ مکہ معظمہ میں مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو پکڑ لیا اور آپ ﷺ کو گھسیٹنے لگے اور کہنے لگے کہ تو ہی ہے، جو ایک خدا بتاتا ہے (واللہ) کسی کو کفار کے مقابلے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر ابوبکر صدیق ؓ آگے بڑھے وہ کفار کو مار مار کر ہٹاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ ہائے افسوس! تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے۔ یہ فرما کر حضرت علی ؓ رو پڑے اور فرمانے لگے بھلا یہ تو بتاؤ مومن آل فرعون اچھے ہیں یا ابوبکر ؓ لیکن جب لوگوں نے جواب نہ دیا تو فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے واللہ! ابوبکر ؓ کی ساعت ان کی ہزار ساعت سے بہتر ہے وہ تو ایمان کو چھپاتے تھے اور ابوبکر ؓ نے ایمان کو ظاہر کیا۔

سخاوت

آپ ؓ صحابہ کرام ؓ میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ و سیجنبها الا تقی الذی یوتی ماله یتزکی کے محور و مصداق آپ ؓ ہی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جتنا مجھے ابوبکر صدیق ؓ کے مال سے نفع پہنچا ہے کسی کے مال سے نہیں پہنچا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ رو کر عرض کرنے لگے کہ میں اور میرا مال کیا چیز ہے۔ جو کچھ ہے سب آپ ہی کے طفیل ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ جس دن ایمان لائے ہیں اس روز ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ آپ ؓ نے وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ پر خرچ کر دیئے ایک روز حضرت عمر ؓ جیش عسرت یا جنگ تبوک کے چندہ کا تذکرہ فرما کر کہنے لگے آنحضرت ﷺ نے جب ہمیں مال تصدق کرنے کا حکم دیا تو میں نے حضرت ابوبکر ؓ سے بڑھ کر مال تصدق کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور اپنا نصف مال تصدق کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اپنے اہل وعیال کے واسطے کچھ چھوڑا ہے۔ میں عرض کیا کہ باقی نصف۔ اتنے میں ابوبکر صدیق ؓ اپنا سارا مال لئے ہوئے آ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے بھی وہی سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ اہل وعیال کے لئے خدا اور رسول ﷺ خدا کافی ہے۔ میں نے یہ دیکھ کر کہا کہ میں ابوبکر صدیق ؓ سے کسی بھی بات میں نہ بڑھ سکوں گا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سب کا احسان اتار چکا ہوں البتہ ابوبکر صدیق ؓ کا احسان باقی ہے۔ اس کا بدلہ تو قیامت کے دن خدائے تعالیٰ دے گا۔ کسی شخص کے مال سے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا ابوبکر صدیق ؓ کے مال سے۔

علم وفضل:

آپ ؓ صحابہ کرام ؓ میں سب سے زیادہ عالم اور ذکی تھے۔ جب کسی مسئلے کے متعلق صحابہ کرام ؓ میں اختلاف رائے ہوتا تو وہ مسئلہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے سامنے پیش کیا جاتا۔ آپ ؓ اس پر جو حکم لگاتے وہ عین ثواب ہوتا۔ قرآن شریف کا علم آپ ؓ کو سب صحابیوں سے زیادہ تھا اسی لئے آنحضرت ﷺ نے آپ ؓ کو نماز میں امام بنایا۔ سنت کا علم بھی آپ ؓ کو کامل تھا۔ اس لئے صحابہ کرام ؓ مسائل سنت میں آپ ؓ سے رجوع فرماتے تھے۔ آپ ؓ کا حافظہ بھی قوی تھا۔ آپ ؓ نہایت ذکی الطبع تھے۔ آپ ؓ کو آنحضرت ﷺ کا فیض صحبت ابتدائے جوانی سے وفات تک حاصل رہا۔ زمانہ خلافت میں جب کوئی معاملہ پیش آتا تو آپ ؓ قرآن شریف میں اس مسئلہ کو تلاش فرماتے اگر قرآن شریف میں نہ ملتا تو آنحضرت ﷺ کے قول وفعل کے مطابق فیصلہ کرتے اگر ایسا قول وفعل کوئی نہ معلوم ہوتا تو باہر نکل کر لوگوں سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی حدیث اس معاملے کے متعلق سنی ہے؟ اگر کوئی صحابی ؓ ایسی حدیث بیان نہ فرماتے تو آپ ؓ جلیل القدر صحابہ ؓ کو جمع فرماتے اور ان کی کثرت رائے کے موافق فیصلہ صادر فرماتے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ عرب بھر کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص بڑے نساب تھے۔ حتیٰ کہ جبیر بن مطعم ؓ جو عرب کے بڑے نسابوں میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر ؓ کے خوشہ چیں تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے علم نسب عرب کے سب سے بڑے نساب سے سیکھا ہے۔ علم تعبیر میں بھی آپ ؓ کو سب سے زیادہ فوقیت حاصل تھی یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں آپ ؓ خوابوں کی تعبیر بتایا کرتے تھے۔ امام محمد بن سیرین ؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق ؓ سب سے بڑے معبر ہیں۔ آپ ؓ سب سے زیادہ فصیح تقریر کرنے والے تھے۔ بعض اہل علم کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ صحابہ ؓ میں سب سے زیادہ فصیح ابوبکر و علی ؓ تھے۔ تمام صحابہ ؓ میں آپ ؓ کی عقل کامل اور اصابت رائے مسلم تھی۔

حسن معاشرت:

عطاء بن صائب کہتے ہیں کہ بیعت خلافت کے دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو چادریں لئے ہوئے بازار کو جاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا بازار، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اب آپ رضی اللہ عنہ یہ دھندے چھوڑ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر ہو گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، پھر میں اور میرے اہل وعیال کہاں سے کھائیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کام ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیجئے۔ چنانچہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا اور میرے اہل وعیال کا نفقہ مہاجرین سے وصول کر دیا کرو۔ ہر چیز معمولی حیثیت کی چاہیے۔ گرمی اور جاڑوں کے کپڑوں کی بھی ضرورت ہوگی۔ جب پھٹ جایا کریں گے تو ہم واپس کر دیا کریں گے اور نئے لے لیا کریں گے۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہر روز آپ رضی اللہ عنہ کے یہاں آدھی بکری کا گوشت بھیج دیا کرتے تھے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ بن حفص کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مسلمانوں کے کام کرنے کی اجرت میں میں نے کوڑی پیسے کا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ سوائے اس کے کہ موٹا جھوٹا پہن لیا۔ اس وقت مسلمانوں کا تھوڑا یا بہت کوئی مال سوائے اس حبشی غلام، اونٹنی اور پرانی چادر میرے پاس نہیں ہے۔ جب میں مر جاؤں تو ان سب کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا۔

آخری وقت وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اسی چادر میں جو اس وقت پہنے ہوئے ہوں مجھے کفن دینا کیونکہ زندہ کو مردہ کی نسبت نئے کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد یہ اونٹنی جس کا دودھ ہم پیتے تھے اور یہ بڑا پیالہ جس میں ہم کھاتے تھے اور یہ چادریں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا کیونکہ میں نے ان چیزوں کو بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیت المال سے لیا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ چیزیں پہنچیں تو انہوں نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے کہ میرے واسطے کیسی کچھ تکلیف اٹھائی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں کبھی مال و دولت جمع نہیں ہونے دیا۔ جو کچھ آتا مسلمانوں کے لئے خرچ کر دیتے فقراء و مساکین پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیتے تھے۔ کبھی گھوڑے اور ہتھیار خرید کر فی سبیل اللہ دے دیتے۔ کبھی کچھ کپڑے۔ لے کر غرباء صحرا نشین کو بھیج دیتے۔ حتیٰ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد معہ اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیت المال کا جائزہ لیا تو بالکل خالی پایا۔ محلّہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں لے کر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ جایا کرتیں اور آپ رضی اللہ عنہ سے دودھ دھوا کر لے جاتیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت سے آدمیوں میں مل جل کر اس طرح بیٹھتے کہ کوئی پہچان بھی نہ سکتا تھا کہ ان میں خلیفہ کون ہے۔

معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی شرکت کا واقعہ

ہجرت:

۲۷ صفر ۱۳ نبوت شب پنج شنبہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ساتھ لے کر تاریکی شب میں مکہ سے جانب جنوب کوہ ثور کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ سنگلاخ اور دشوار گزار تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھے پر اٹھا لیا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک نکیلے پتھروں سے زخمی نہ ہونے پائیں۔ آخر ایک غار پر پہنچ کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر ٹھہرایا اور خود اندر گئے غار کو صاف کیا۔ بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر تمام روزن بند کیے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کے لئے عرض کی۔

صبح کو قریش سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا باہر نکلیں۔ ابوجہل نے کہا لڑکی تیرا باپ کہاں ہے؟ کہا مجھے کیا خبر اس پر ابوجہل جھنجلایا۔ حضرت اسماء کے ایک طمانچہ ایسا کھینچ کر مارا کہ کان کی بالی نیچے گر گئی۔

اب قریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور چلتے چلتے غار کے دہانہ پر آ گئے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آہٹ پائی تو عرض کی دشمن بالکل قریب آ گیا ہے۔ اگر انہوں نے اپنے قدموں کی طرف دیکھا تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ فرمایا:

لا تحزن ان اللہ معنا (پارہ ۱۰ رکوع ۱۲)

"گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے"۔

"اللہ اکبر!!" یہ کمال فضل و شرف ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس محبت میں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لے لیا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی شامل فرما دیا۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابا تو تمام زر نقد جو پانچ چھ ہزار درہم تھا اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ ان کے چلے جانے کے بعد میرے دادا نے کہا۔ لڑکی معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر تمہیں بھوکا پیاسا چھوڑ گیا ہے اور تمہارے لیے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ (وہ نابینا تھے) میں نے کہا دادا جان! وہ ہمارے لئے کافی مال چھوڑ گئے ہیں۔

اسماء نے ایک پتھر لیا اور کپڑے میں لپیٹ کر اس گھڑے میں رکھ دیا جس میں مال رکھا رہتا تھا۔ پھر دادا کا ہاتھ پکڑ کر لے گئیں کہا ہاتھ لگا کر دیکھیے سب مال موجود ہے۔ ابی قحافہ نے ٹٹول کر کہا خیر اب ابوبکر کے چلے جانے کا زیادہ افسوس نہیں۔

اللہ اکبر! یہ قوت ایمانیہ بیشک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کی بیٹی کی ہو سکتی ہے۔ آج بڑے بڑے مشہور مدعیان علم وفضل اور صاحبان زہد وورع اور سخی و جواد ترین لوگ بھی ایسے وسیع الظرف اور عالی حوصلہ نہیں پائے جاتے وہ بھی آزمائش کے مقامات میں اکثر ڈگمگا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب اہل ایمان پر رحم فرمائے اور ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف عظام کے اسوہ نیک پر پیروی کی توفیق خیر سے بہرہ ور فرمائے۔

(آمین)

الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس غار میں تین دن رہے رات کے اندھیرے میں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر سے روٹی دے جایا کرتیں۔ عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اہل مکہ کی باتیں سنا جاتے۔ عامر بن فہیرہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بکریوں کے چرواہے تھے۔ شب کو ریوڑ لا کر بقدر ضرورت دودھ دے جاتے نیز ریوڑ سے وہاں آنے والوں کے آثار قدم کو بھی مٹا جاتے۔

تین روز کے بعد لوگوں میں یہ چرچا دب گیا چوتھی

شب عبداللہ بن ابی بکرؓ مکہ سے دو اونٹنیاں جن کو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کچھ عرصہ پہلے ہجرت کے لئے تیار کر رکھا تھا۔ لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ گھر سے راستہ کے لئے خوراک لائیں اسے اونٹ پر باندھ کر لٹکانے کے لئے رسی درکار تھی رسی تو وہاں نہ ملی حضرت اسماءؓ نے اپنا نطاق کو دو حصوں میں پھاڑا اور اس کے ایک حصہ سے زادِ راہ کو کجاوہ سے باندھ دیا اور دوسرا حصہ سے اپنی کمر کو باندھا اس موقع پر نبی ﷺ نے ذات النطاقین سے انہیں ملقب فرمایا۔

(1) اس سفر مبارک کا بیان بہ زبان صدیق حسب ذیل ہے:

"ایک اونٹنی پر نبی ﷺ اور میں، دوسری پر عامر بن فہیرہ (حضرت ابوبکرؓ کے غلام) اور عبداللہ بن اریقط (جسے راہبری کے لئے نوکر رکھ لیا تھا) سوار ہوئے اور صبح سویرے ہی شب کی تاریکی میں یہاں سے جانب مدینہ روانہ ہوئے۔ سارا دن اور ساری رات سفر مسلسل جاری رہا۔ دوسرے دن دوپہر کو جب دھوپ سخت ہو گئی تب ذرا ٹھہرے۔ میں نے نظر دوڑائی ایک چٹان دکھائی دی اس کے سایہ میں نبی ﷺ کے لئے جگہ صاف کر کے ایک کپڑا بچھایا۔ نبی ﷺ لیٹ گئے اور دودھ کی تلاش میں نکلا۔ اسی اثناء میں ایک چرواہا بکریاں چراتے ہوئے نظر آیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ ان بکریوں میں دودھ ہے؟ کہا ہاں ہے۔ تب میں نے اسے دودھ دوہنے کے لئے کہا اور اول اس کے ہاتھ صاف کرائے۔ پھر برتن کے منہ پر کپڑا باندھ کر اس کو دیا وہ دودھ لے آیا تو میں نے اسے خوب ٹھنڈا کیا اور اس میں قدرے پانی ملا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت مبارک میں لایا۔ حضور ﷺ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے دودھ پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے نوش فرمایا میں بہت شاداں تھا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

پھر میں نے عرض کی چلنے کا وقت ہو گیا ہے۔ پھر ہم وہاں سے سوار ہو گئے راہ میں سراقہ بن مالک ملا یہ اس وقت تک اسلام سے مشرف نہ ہوا تھا اور کفار سے ایک سو اونٹ کے انعام کا وعدہ لے کر حضور ﷺ کی گرفتاری کے ارادہ سے تلاش میں چلا آ رہا تھا۔ جب بہت نزدیک آ پہنچا تب نبی ﷺ نے زبان مبارک سے فرمایا اے اللہ جس طرح تجھے منظور ہو اسے روک لے زمین اگرچہ بہت سخت تھی مگر سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نیچے اتر پڑا اور حضور ﷺ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ حضور ﷺ نے معاف فرما دیا اور حضور ﷺ کی دعا سے اس کا گھوڑا نکل آیا اور وہ واپس لوٹ گیا۔

الغرض ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ سنہ ایک ہجری بوقت سہ پہر یہ دشوار گزار سفر ختم ہوا۔ اور آنحضرت ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے۔

نبی ﷺ مدینہ میں سیدنا ابوایوب انصاری کے ہاں فروکش ہوئے اور ابوبکر صدیق مقام سخ میں حبیب بن اساف اور بروایت زید بن خارجہ بن ابی زہیر کے ہاں ٹھہرے یہ ہر دو بزرگ قبیلہ بنی حسرت بن خزرج سے ہیں۔

مدینہ میں قیام فرما کر نبی ﷺ نے سنہ ایک ہجری میں باہمی ارتباط و نصرت کے لئے مہاجرین و انصار کے درمیان سلسلہ مواخات عقد فرمایا، ابوبکر صدیقؓ کے بھائی زید بن خارجہ بن ابی زہیر انصاری بنائے گئے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی آخری گھڑیاں

۲۲ جمادی الاخری ۱۳ ہجری بروز دوشنبہ کو مابین مغرب و عشاء اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف انتقال فرمایا اور شب انتقال ہی رسول اللہ ﷺ کے پہلوئے مبارک میں آپ کو دفن کیا گیا۔

انتقال سے پیشتر فرمایا:

مجھے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کرنا اور اسی چادر میں جو اس وقت پہنے ہوئے ہوں مجھے کفن دینا۔ کیونکہ زندہ کو مردہ کی نسبت نئے کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسماء بنت عمیس (زوجہ صدیقؓ) مجھے غسل دیں اور عبدالرحمٰن (پسر صدیقؓ) ان کی مدد کریں۔

پھر اپنے مال میں سے پانچواں حصہ فی سبیل اللہ خیرات کرنے کی وصیت فرمائی اور فرمایا:

اخذ من مالی ما اخذ اللہ من فی المسلمین

"جتنا حصہ مال فے میں اللہ تعالیٰ منظور فرماتا ہے میں اتنا ہی حصہ اس کی راہ میں خیرات کرتا ہوں"۔

پھر دریافت فرمایا دیکھو ابتدائے خلافت سے اس وقت تک میں نے کس قدر مال لیا ہے۔ اس قدر رقم کو میری طرف سے ادا کرو۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات پر صحابہؓ کی تقریریں

سیدہ صدیقہؓ کی تقریر:

آپؓ کے انتقال پر سیدہ عائشہؓ نے فرمایا:

"پیارے باپ! خدا آپ کے چہرہ کو نورانی کرے اور آپ کی کوششوں کا نیا پھل لائے۔ آپ نے اپنے اٹھ جانے سے دنیا کو ذلیل اور عقبیٰ کو عزیز کر دیا۔ اگرچہ آپؓ کی مصیبت رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد سب سے بڑی مصیبت ہے اور آپ کی موت تمام حوادث سے بڑھ کر حادثہ ہے۔ لیکن کتاب اللہ صبر پر نیک اجر کا وعدہ لاتی ہے۔ لہٰذا میں آپ پر صبر کر کے وعدہ الٰہی کے ایفاء کو پسند کرتی اور آپ کے لئے طلب مغفرت کرتی ہوں۔ خدا آپ کو اس رخصت کرنے والی کا سلام پہنچائے۔ جس نے نہ آپ کی زندگی سے نفرت کی اور نہ آپؓ کے حق میں قضائے الٰہی کو برا جانا۔"

تقریر سیدنا عمر فاروقؓ:

سیدنا عمر فاروقؓ نے فرمایا:

"اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے بعد قوم کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے۔ آپؓ کے گرد راہ تک پہنچنا مشکل ہے۔ پھر میں آپ تک کیونکر مل سکتا ہوں"۔

تقریر سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ:

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

"اے ابوبکرؓ خدا آپ پر رحم فرمائے، بخدا آپ تمام امت میں سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ ایمان کو اپنا خلق بنایا سب سے بڑھ کر کامل الیقین سب سے زیادہ غنی تھے۔ سب سے بڑھ کر اسلام کے خدمت گزار اور سب سے بڑھ کر اسلام کے دوستدار تھے اور خلق و فضل و سیرت و صحبت میں آنحضرت ﷺ سے آپ کو سب سے زیادہ نسبت حاصل تھی۔ خدا آپ کو اسلام اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے آپ نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب کی اور اس وقت غم خواری کی جب اوروں نے بخل کیا۔ جب لوگ نصرت وحمایت سے رک کر رہے آپ نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔ آپ کو خدا نے اپنی کتاب میں صدیق فرمایا اور آپ کی شان میں والذی جاء بالصدق (اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے تصدیق کی) فرمایا ہے۔ اس سے مراد آنحضرت ﷺ اور آپ ہیں بخدا آپ اسلام کا قلعہ تھے۔ نہ آپ کی حجت میں غلطی ہوئی اور نہ آپ کی بصیرت میں ضعف آیا۔ جبن آپ کو کبھی چھو بھی نہیں گیا۔ آپ پہاڑ کی مثل مضبوط تھے۔ جسے نہ تند ہوائیں ہلا سکتی ہیں اور نہ اکھاڑنے والے اکھاڑ سکتے ہیں۔ آپ ایسے ہی تھے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ یعنی ضعیف البدن، قوی الایمان، منکسر المزاج، اللہ کے ہاں آپ عالی مرتبت تھے۔ زمین پر بزرگ اور مومنوں میں افضل تھے۔ آپ کے سامنے کوئی بے جا طمع اور ناجائز خواہش نہ کر سکتا تھا۔ آپ کے نزدیک کمزور قوی اور قوی کمزور تھا۔ یہاں تک کہ طاقتور سے لے کر ضعیف کو اس کا حق دلا دیا جائے۔ خدا ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ کرے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے"۔ ☆☆☆☆☆☆

خمینی نے اسلام دشمن نظریات کو فروغ دیا

ایرانی پیشوا کو عالم اسلام کا رہبر کہنے والوں کیلئے لمحہ فکریہ

ترتیب: حافظ محمد ابوبکر

پاکستان میں بھی ہر سال 3 جون کو ایران کے مذہبی پیشوا خمینی کی برسی کے موقع پر قومی اور علاقائی اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے بڑے بڑے ایڈیشن شائع کرنے کا آغاز کئی سال پہلے ہوا تھا لیکن آہستہ آہستہ ایرانی پیشوا کے عقائد و نظریات منظر عام پر آنے اور پاکستان کے اندر ایرانی خانہ ہائے فرہنگ اور کلچرل سنٹروں کے اثر و رسوخ میں کمی آجانے کی وجہ سے ایرانی شیعہ پیشوا کو عالم اسلام کا رہبر ثابت کرنے کی مہم بھی کافی حد تک کمزور ہو چکی ہے لیکن پھر بھی بعض قومی اخبارات ہر سال خمینی کو عالم اسلام کا رہبر لکھ کر جمہور اسلام کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے سے دریغ نہیں کرتے اس کے علاوہ کئی نام نہاد مذہبی سکالر اور عسکری ماہر کے لاحقہ کے حامل دانشور اب بھی ایرانی شیعہ پیشوا خمینی کو بطور مسلم راہنما پیش کرنے کی ضد چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں اس سال چند قومی اخبارات میں ایسے مضامین شائع کرائے گئے ہیں جن میں خمینی کو روحانیت کا مہر منیر اور اسلام کا علمبردار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان متنازعہ مضامین کا جواب دینے کی بجائے خمینی کے عقائد و نظریات ان کی اپنی شائع شدہ کتابوں اور تحریروں کی روشنی میں پیش کر دیئے جائیں تاکہ خمینی کو عالم اسلام کا رہبر سمجھنے والے مسلمانوں کو خمینی کے اصلی چہرہ سے شناسائی ہو سکے۔

خمینی ایک شیعہ عالم اور مجتہد ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے خود ساختہ ایک نظریہ والایۃ الفقیہ کے مطابق امام غائب معصوم (امام مہدی) کے گویا قائم مقام بھی تھے۔ اس کے ساتھ اس دور میں دنیا بھر کے شیعہ مذہب کے سب سے بڑے نمائندہ سمجھے جاتے تھے۔ بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ خمینی نے چونکہ ایرانی انقلاب کی بنیاد یہ نعرہ بنایا تھا کہ:

لاشیعہ والاسنیہ اسلامیہ اسلامیہ

اس لئے شاید خمینی اپنے پیش رو مجتہدین کی طرح صحابہ کرام خصوصاً شیخین پر سب و شتم کے قائل نہ ہوں گے لیکن ان کی یہ غلط فہمی بھی ایرانی انقلاب کی کامیابی کے فوراً بعد ہی دور ہو گئی تھی جب خمینی نے پچاس ہزار کے قریب ایرانی فوجیوں کو صرف اور صرف سنی (مسلمان) ہونے کی بنا پر تہہ تیغ کر دیا تھا اس کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں حق پرست مسلمان علماء کو انقلاب دشمن ظاہر کر کے پاسداران انقلاب کے ذریعے قتل کیا گیا۔ پوری دنیا میں شیعہ مذہب کی نشر و اشاعت اور فروغ کیلئے ایرانی دولت اور اسلحہ کا بے دریغ استعمال کیا گیا۔ خانہ کعبہ پر قبضہ کرنے کی ناپاک سازش کی گئی اس بات میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ خمینی نے بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً شیخین اور ان کے تمام رفقاء سابقین اولین صحابہ کرام کے بارے میں تقیہ کی لاگ لپٹ کے بغیر وہی عقیدہ ظاہر کیا اور اس کی نشر و اشاعت کے لئے حکومتی ذرائع استعمال کئے جو ان کے پیشواؤں کلینی اور مجلسی کی نقل کی ہوئی شیعوں کے آئمہ معصومین کی بیان کردہ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

> **بعض قومی اخبارات ایرانی پیشوا خمینی کو عالم اسلام کا رہبر لکھ کر جمہور اہل اسلام کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے سے دریغ نہیں کرتے ہیں**

خمینی نے اپنی معرکۃ الآراء فارسی تصنیف کشف الاسرار کے صفحہ 112 سے 120 تک اس موضوع پر بہت طویل اور مفصل کلام کیا جو یہاں پر مضمون کی طوالت سے بچنے کیلئے مختصر انداز میں بیان کی جاتی ہے تاکہ قارئین خمینی کے نظریات اور عقائد سے کماحقہ واقف ہو سکیں۔

خمینی کی کتاب سے اقتباسات کا اردو ترجمہ:

(1) شیخین ابوبکر و عمر اور ان کے رفقاء عثمان، ابوعبیدہ وغیرہ دل سے ایمان ہی نہیں لائے تھے۔ صرف حکومت اور اقتدار کی طمع اور ہوس میں انہوں نے بہ ظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے کو چپکا رکھا تھا (یہ چپکا رکھنا خود خمینی صاحب کی تعبیر ہے، ان کے الفاظ آنہا یکہ سالہا در طمع ریاست خود ابدین پیغمبر چسپاندہ بودند)

(کشف الاسرار، صفحہ 113)

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت و اقتدار حاصل کرنے کا ان کا جو منصوبہ تھا اس کے لئے وہ ابتداء ہی سے سازش کرتے رہے اور انہوں نے اپنے ہم خیالوں کی ایک طاقتور پارٹی بنالی تھی ان سب کا اصل مقصد اور مطمع نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت پر قبضہ کر لینا ہی تھا اس کے سوا اسلام سے اور قرآن سے ان کا کوئی سروکار نہیں تھا۔ (کشف الاسرار صفحہ 114,113)

(3) اگر بالفرض قرآن میں صراحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامت و خلافت کے لئے حضرت علیؓ کی نامزدگی کا ذکر بھی کر دیا جاتا تب بھی یہ لوگ ان آیات قرآنی اور خداوندی فرمان کی وجہ سے اپنے اس مقصد اور منصوبہ سے دستبردار ہونے والے نہیں تھے جس کے لئے انہوں نے اپنے کو اسلام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چپکا رکھا تھا اس مقصد کے لئے جو حیلے اور جو داؤ پیچ ان کو کرنے پڑتے وہ سب کرتے اور فرمان خداوندی کی پرواہ نہ کرتے۔ (کشف الاسرار صفحہ 113)

(4) "قرآنی احکام اور خداوندی فرمان کے خلاف کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی، انہوں نے بہت سے قرآنی احکامات کی مخالفت کی اور خداوندی فرمان کی کوئی پرواہ نہیں کی اس سلسلے میں خمینی نے مخالفتہائے ابوبکر بانص قرآنی اور مخالفتہائے عمر با قرآن کے عنوانات قائم کر کے (اپنے خیال کے مطابق) ان کی مخالفت میں قرآن کی مثالیں بھی دی ہیں۔ (کشف الاسرار صفحہ 199,155)

(5) اگر وہ اپنا مقصد (حکومت و اقتدار) حاصل کرنے کیلئے قرآن سے ان آیات کو نکال دینا ضروری سمجھتے (جن میں امامت کے منصب پر حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) تو وہ ان آیتوں ہی کو قرآن سے نکال دیتے۔ وہ آیتیں ہمیشہ

کیلئے قرآن سے غائب ہو جاتیں اور وہ توریت و انجیل کی طرح تحریف شدہ ہو جاتا (کشف الاسرار صفحہ 114)

(6) اگر وہ ان آیات کو قرآن سے نہ نکالتے تب وہ یہ کہہ سکتے تھے اور یہی کرتے کہ ایک حدیث اس مضمون کی گھڑ کے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو سنا دیتے کہ آخری وقت میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ امام و خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ شوریٰ سے طے ہو گا اور علی جن کو امامت کے منصب کیلئے نامزد کیا گیا تھا اور قرآن میں بھی اس کا ذکر کر دیا گیا تھا ان کو منصب سے معزول کر دیا گیا

(کشف الاسرار 114)

(7) اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عمر، ان آیات کے بارے میں کہہ دیتے کہ یا تو خدا سے ان آیتوں کے نازل کرنے میں یا جبرائیل یا رسول خدا سے ان کے پہنچانے میں اشتباہ ہو گیا یعنی غلطی اور چوک ہو گئی۔ (کشف الاسرار 199، 120)

(8) خمینی صاحب نے (حدیث قرطاس کا ذکر کرتے ہوئے بڑے دردناک نوحہ کے انداز میں (حضرت عمر کے بارے میں) لکھا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کے آخری وقت میں اس نے ان کی شان میں ایسی گستاخی کی جس سے روح پاک کو انتہائی صدمہ پہنچا اور آپ ﷺ دل پر اس کا صدمہ داغ لے کر رخصت ہوئے" اس موقع پر خمینی نے صراحت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ "عمرؓ کا یہ گستاخانہ کلمہ دراصل اس کے باطل اور اندر کے کفر و زندقہ کا ظہور تھا اس موقع پر خمینی کے الفاظ یہ ہیں:

ایں کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ (کشف الاسرار 199)

(9) اگر یہ (شیخین اور ان کی پارٹی والے) دیکھتے کہ قرآن کی ان آیات کی وجہ سے (جن میں امامت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کی گئی ہوتی) اسلام سے وابستہ رہتے ہوئے ہم حصول حکومت کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے اسلام کو ترک کر کے اور اس سے کٹ کر ہی یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں تو یہ ایسا ہی کرتے اور (ابوجہل اور ابولہب کا موقف اختیار کر کے) اپنی پارٹی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو جاتے۔

(کشف الاسرار صفحہ 114)

(10) عام صحابہ کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی (شیخین کی) خاص پارٹی میں شریک و شامل، ان کے رفیق کار اور حکومت طلبی کے مقصد میں ان کے پورے ہم نوا تھے یا پھر وہ تھے جو ان لوگوں سے ڈرتے تھے اور ان کے خلاف ایک حرف زبان سے نکالنے کی جرات و ہمت نہیں تھی۔ (کشف الاسرار صفحہ 120)

خمینی کے بیانات جو ان کی کتاب (کشف الاسرار) کے حوالہ سے سطور بالا میں آپ نے ملاحظہ فرمائے ان کے سامنے آجانے کے بعد اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ حضرات شیخین اور ان کے خاص رفقاء سابقین اولین صحابہ کرام کے بارے میں ان کا عقیدہ بھی وہی ہے جو کلینی اور مجلسی کی نقل کی ہوئی روایات سے معلوم ہوا تھا کہ یہ سب (معاذ اللہ) کافر و منافق ایمان سے قطعی محروم خالص دنیا پرست تھے صرف حکومت اور اقتدار کی طمع میں انہوں نے منافقانہ طور پر صرف زبان سے اسلام قبول کر لیا تھا۔ باطن میں وہ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے دشمن تھے (استغفر اللہ، استغفر اللہ)

خمینی نے اپنی خودساختہ جلاوطنی کے دوران خطاب بہ نوجوانان کے نام سے ایک کتابچے میں لکھا ہے کہ میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے روضہ رسول کو دو بتوں سے پاک کروں گا۔

اس کے بعد آنحضور ﷺ سے متعلق ایرانی پیشوا کے نظریات ملاحظہ فرمائیں:

"اب تک کے سارے رسول، جن میں حضرت محمد ﷺ بھی شامل ہیں دنیا میں عدل کے اصولوں کی تعلیم کیلئے آئے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے حتیٰ کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے...... وہ واحد ہستی جو یہ کارنامے انجام دے سکتی ہے اور دنیا سے بددیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے امام مہدی کی ہستی ہے۔"

(بحوالہ تعمیر حیات لکھنو انڈیا 10 اگست 1980)

"خمینی نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ ایران عراق جنگ میں ایرانیوں کی جرات تاریخ ساز ہے ایرانی افواج کا مقابلہ دنیا کی کوئی فوج نہیں کر سکتی روح اللہ خمینی نے واضح کیا کہ شوق شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں اس کی کوئی مثال نہیں، عراق کے ساتھ لڑائی میں ایرانی افواج نے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے لئے صحابہ نے بھی ایسی قربانیاں پیش نہیں کیں، کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جب حضور ﷺ اپنے رفقاء کو بلاتے تو حیلے بہانے کرتے تھے جبکہ میری افواج اشارہ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ قم ایران بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی 2 نومبر 1982)

خمینی کی ایک تقریر پر مشتمل یہ رسالہ فرانس کی خودساختہ جلاوطنی کے دوران فرانس ہی سے فارسی زبان میں طبع ہوا اس تاریخی خطاب میں خمینی کا ایک یادگار جملہ ملاحظہ ہو:

"دنیا کی اسلامی اور غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا چونکہ یہ علاقہ مہبط الوحی اور مرکز اسلام ہے اس لئے اس پر ہمارا غلبہ و تسلط ضروری ہے میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہوگا کہ حضور ﷺ کے روضہ پر پڑے ہوئے دو بتوں (ابوبکر و عمر) معاذ اللہ کو نکال کر باہر کردوں گا (خطاب بہ نوجوانان)

عالم اسلام کا ہر فرد اس وقت ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا تھا جب ہر سال حج کے موقع پر اسے اخبارات کی شہ سرخیوں میں یہ بات نظر آتی کہ:

☆ دس ہزار ایرانیوں کا خانہ کعبہ کے سامنے مظاہرہ

☆ کئی ہزار ایرانی خواتین اور مردوں نے مسجد نبوی کے سامنے امریکہ مردہ باد کے نعرے لگائے

☆ تین سو ایرانیوں کو حج کے موقع پر نعرہ بازی کے جرم میں سعودی عرب سے نکال دیا گیا۔

☆ ایک لاکھ ایرانیوں نے خانہ کعبہ کے سامنے مظاہرہ کیا (ستمبر 1984 جنگ)

"ایرانی انقلاب کے قائد آیت اللہ روح اللہ خمینی نے پاکستانی عوام پر زور دیا کہ پاکستان کی موجودہ حکومت چونکہ امریکہ کے مفادات کی علمبردار ہے اس لئے عوام کو چاہئے کہ جنرل ضیاء الحق کی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔ (از تہران ٹائمز بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی)

خمینی کی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ ان کے برپا کئے ہوئے اس انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے قریباً ڈیڑھ سو صفحات کی اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بارہویں اور آخری امام (مہدی منتظر) کی غیبت کبریٰ کے اس زمانے

میں جس پر ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں فقہاء یعنی شیعہ مجتہدین کا حق بلکہ ان کی ذمہ داری اور ان کا فرض ہے کہ وہ امام آخرالزمان (امام غائب) کے نائب اور قائمقام کی حیثیت سے حکومت کا نظام اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد کریں اور جب ان مجتہدین میں کوئی ایسا فرد جو اس کی اہلیت و صلاحیت رکھتا ہو اس مقصد کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور جدوجہد کرے تو وہ معاشرے اور حکومت سے متعلق معاملات میں امام ہی کی طرح بلکہ خود نبی اور رسول ﷺ کی طرح واجب الاطاعت ہوگا۔

خمینی نے اس موضوع پر گفتگو کرتے الحکومۃ الاسلامیہ میں لکھا ہے۔

"ہمارے امام مہدی کی غیبت کبریٰ پر ایک ہزار سال سے زیادہ گزر چکے اور ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال اس وقت کے آنے سے پہلے اور گزر جائیں جب مصلحت کا تقاضا ان کے ظہور کا ہو اور وہ تشریف لائیں (صفحہ 26)

اسی کتاب میں ولایۃ الفقیہ کا عنوان قائم کر کے خمینی نے لکھا ہے:

"اور جب کوئی فقیہ (مجتہد) جو صاحب علم ہو عادل ہو حکومت کی تشکیل و تنظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہو تو اس کو معاشرے کے معاملات میں سارے اختیارات حاصل ہوں گے جو نبی کو حاصل تھے اور سب لوگوں پر اس کی سمع و طاعت واجب ہوگی اور یہ صاحب حکومت فقیہ و مجتہد حکومتی نظام اور عوامی و سماجی مسائل کی نگہداشت اور امت کی سیاست کے معاملات میں اسی طرح مالک و مختار ہوگا جس طرح نبی ﷺ اور امیر المومنین علیؓ مالک و مختار تھے۔ (صفحہ 49)

نیز اسی کتاب میں آگے خمینی نے ایک موقع پر یہ تحریر فرمایا ہے:

"فقہاء (یعنی مجتہدین) آئمہ معصومین کے بعد اور ان کی غیبت کے زمانے میں رسول خدا کے نائب ہیں اور وہ مکلف ہیں ان سب امور و معاملات کی انجام دہی کے جن کی انجام دہی کے مکلف آئمہ علیہم السلام تھے۔ (صفحہ 75)

خمینی نے اسی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ میں ایک جگہ آئمہ کی تعلیمات اور ان کے احکامات کے بارے میں لکھا ہے:

ترجمہ: "ہمارے آئمہ معصومین (بارہ اماموں) کی تعلیمات قرآن کی تعلیمات ہی کی مثل ہیں وہ کسی خاص طبقے کے اور خاص دور کے لوگوں کے لئے مخصوص نہیں ہیں وہ ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام انسانوں کیلئے ہیں اور تا قیام قیامت ان کی تعمیل اور ان کا اتباع واجب ہے۔ (صفحہ 113)

اپنے آئمہ معصومین کے بارے میں خمینی کے یہ چند معتقدات صرف الحکومۃ الاسلامیہ سے پیش کئے گئے ہیں اس کے بعد ہم خمینی اور اثناعشریہ کے ایک دوسرے اہم اور بنیادی عقیدے پر گفتگو کرتے ہیں۔

جو شخص شیعہ اثناعشریہ کے مذہب سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہوگا وہ اتنا ضرور جانتا ہوگا کہ اس مذہب کی بنیاد ہی اس عقیدے پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ ہی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت علی مرتضیٰؓ کو اپنے بعد امت کے لئے خلیفہ و جانشین اور امت کا دینوی اور دنیوی امام اور سربراہ نامزد فرمایا تھا اور انہی کی نسل میں سے گیارہ اور حضرات کو بھی قیامت تک کے لئے اسی طرح امام نامزد فرمایا تھا اور اس سلسلہ میں حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر ایک میدان کو صاف کرنے کا حکم دیا اور اپنے لئے ایک منبر تیار کرایا اس کے بعد خصوصی اعلان اور منادی کے ذریعے اپنے تمام رفقائے سفر کو (جن میں مہاجرین اور انصار اور دوسرے افراد سب شامل تھے اور ہزاروں کی تعداد میں صحابہ تھے) اس میدان میں جمع ہونے کا حکم فرمایا جب سب جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علیؓ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا تاکہ سب حاضرین دیکھ لیں کہ آپ نے اپنے بعد کے لئے ان کے خلیفہ و جانشین اور امت کے دینی و دنیوی سربراہ امام اور ولی الامر (یعنی حاکم و فرمانروا) ہونے کا اعلان فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ میری تجویز نہیں ہے بلکہ اللہ کا حکم ہے اور میں اس حکم خداوندی کی تعمیل ہی میں یہ اعلان کر رہا ہوں پھر آپ نے سب حاضرین سے اس کا اقرار اور عہد لیا اس سلسلہ کی مذہب شیعہ کی مستند ترین روایات میں یہ بھی ہے کہ اس موقع پر آپ نے خصوصیت سے شیخین (حضرت ابوبکر و عمرؓ) سے فرمایا کہ تم "اسلام علیکم یا امیر المومنین" کہہ کر علیؓ کو سلامی دو! چنانچہ ان دونوں نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسی طرح سلامی دی۔ (غدیر خم کے اس واقعے یا افسانے) کے بارے میں کتب شیعہ کی وہ روایات اور ان کے آئمہ معصومین کے وہ ارشادات جن میں پوری تفصیل سے وہ سب کچھ بیان کیا گیا ہے۔

﴿علامہ فاروقی شہید کی کتاب خمینی ازم اور اسلام میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے﴾

کئی نام نہاد عسکری ماہر اور مذہبی سکالر کے لاحقہ کے حامل دانشور اب بھی ایرانی راہنما خمینی کو مسلم پیشوا لکھنے کی ضد چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں۔

کتب شیعہ کی روایات جن کی خمینی نے اپنی کتاب کشف اسرار میں تائید کی ہے ان میں یہ بھی ہے کہ غدیر خم کے اس اعلان اور صحابہ کے اس اجتماعی عہد و اقرار کے قریباً 80 دن کے بعد ہی جب رسول ﷺ کا وصال ہو گیا (معاذ اللہ) ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان کے رفقاء سازش کر کے رسول اللہ کے قائم کئے ہوئے اس نظام کو جو آپ نے بعد قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کر دیا اور اپنے عہد و اقرار سے منحرف ہو کر حضرت علیؓ کی بجائے ابوبکرؓ کو آپ ﷺ کا خلیفہ و جانشین اور امت کا سربراہ بنایا۔

الحکومۃ الاسلامیہ میں الولایۃ التکوینیہ کے زیر عنوان خمینی نے تحریر فرمایا۔

فان للامام مقام محمود أ ودرجۃ سامیۃ وخلافۃ تکوینیۃ تخضع لولایتھا وسطوتھا جمیع ذرات الکون (ص ۵۲)

ترجمہ امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے۔

اس وقت ہمارا مقصد خمینی اور اس کے فرقہ شیعہ اثناعشریہ کے عقائد سے ناواقفوں کو صرف واقف کرانا ہے۔ ان کے بارے میں بحث و تنقید اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ تا ہم یہاں عرض کر دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ جمہور امت کے نزدیک یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر اس کی حکومت اور فرمانروائی ہے اور ساری مخلوق اس کی تکوینی حکم کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہے یہ شان کسی نبی و رسول ﷺ کی بھی نہیں۔ قرآن پاک میں بے شمار آیات میں اس کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ لیکن خمینی اور ان کا فرقہ اثناعشریہ کا عقیدہ اور ایمان یہی ہے کہ کائنات کے ذرے ذرے پر حکومت و اقتدار ان کے آئمہ کو حاصل کیا ہے۔

اسی عنوان "الولایۃ التکوینیہ" کے تحت اور اسی سلسلہ کلام میں خمینی آگے فرماتے ہیں

"اور ہمارے مذہب (شیعہ اثناعشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے معصومین کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی

نہیں پہنچ سکتا۔ (صفحہ 52)
آئمہ اس عالم کی تخلیق سے پہلے مرکز انوار وتجلیات تھے جو عرش الٰہی کو محیط تھے ان کے درجہ اور مقام قرب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی عنوان "الولایۃ التکوینیہ" کے تحت اسی سلسلہ کلام میں آگے خمینی نے تحریر کیا ہے۔

"اور جو روایات و احادیث (یعنی شیعی روایات و احادیث) ہمارے سامنے ہیں ان سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آئمہ اس عالم کے وجود میں آنے سے پہلے انوار تجلیات تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے عرش معلیٰ کے گرداگرد کر دیا اور ان کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا جس کو بس اللہ ہی جانتا ہے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا (صفحہ 52)

سہو ونسیان اور کسی وقت کسی معاملہ میں غفلت کا امکان بشریت کے لوازم میں سے ہے انبیاء علیہم السلام بھی اس سے محفوظ نہیں قرآن مجید میں بھی متعدد انبیاء علیہم السلام کے سہو ونسیان کے واقعات ذکر فرمائے گئے ہیں لیکن خمینی آئمہ کے بارے میں فرماتا ہے:

"ان (آئمہ) کے بارے میں سہو یا نسیان غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا (صفحہ 91)

"اور ہم ولایت (امامت) پر عقیدہ رکھتے ہیں اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی کیلئے ضروری تھا کہ وہ اپنے بعد کے لئے خلیفہ متعین اور نامزد کرتے اور آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔" (الحکومۃ الاسلامیہ 3 صفحہ 18)

"اور اپنے بعد کے لئے خلیفہ کو نامزد کر دینا ہی وہ عمل تھا جس سے آپ کے فریضہ رسالت کی ادائیگی کی تکمیل ہوئی۔ (ص 91)

یہی بات خمینی نے اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ دوسری جگہ ان الفاظ میں فرمائی ہے

"اگر رسول اللہ ﷺ اپنے بعد کے لئے خلیفہ نامزد نہ کرتے تو سمجھا جاتا کہ امت کو پیغام پہنچانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ذمہ کیا گیا ہے۔ وہ آپ نے نہیں پہنچایا اور رسالت کا فریضہ ادا نہیں کیا (صفحہ 23)

خمینی نے ان عبارتوں میں جو کچھ لکھا ہے اس کی بنیاد ایک روایت پر ہے اس روایت کا مضمون معلوم ہونے کے بعد ہی خمینی کی ان عبارتوں کو پورا مطلب سمجھا جا سکتا ہے یہاں اس کا صرف اتنا حاصل کرنا کافی ہے کہ امام باقر نے بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم ملا کہ اپنے بعد کے لئے علیؓ کی امامت وخلافت کا اعلان کر دیں تو آپ کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر میں نے ایسا اعلان کیا تو بہت سے مسلمان مرتد اور میرے خلاف ہو جائیں گے اور مجھ پر تہمت لگائیں گے کہ یہ کام میں نے علیؓ کے ساتھ اپنی قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ اللہ کی طرف سے اس کا حکم نہیں آیا ہے۔ اس لئے آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس حکم پر نظر ثانی فرمائی جائے اور یہ اعلان نہ کرایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی کہ:

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ الایۃ)

جس کا حاصل یہ ہے کہ "اے ہمارے رسول ﷺ جو کچھ آپ ﷺ پر آپ ﷺ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ آپ ﷺ لوگوں کو پہنچا دیں اور اعلان کر دیجئے اور اگر آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا تو آپ ﷺ نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور فریضہ رسالت ادا نہیں کیا" چنانچہ اس کے بعد ہی آپ ﷺ نے غدیر خم کے مقام پر وہ اعلان کیا۔

خمینی کی زندگی میں ایرانی دولت کے بل بوتے پر پوری دنیا میں شیعہ انقلاب برپا کرنے کی سازش کے ساتھ ساتھ خانہ کعبہ پر قبضہ کی ناپاک کوشش بھی کی گئی

اس سلسلہ میں یہ بھی ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دھمکی بھی دی گئی تھی کہ اگر تم نے علیؓ کی خلافت وامامت کا یہ اعلان نہیں کیا تو ہم تم پر عذاب نازل کریں گے۔ (نعوذ باللہ)

الغرض خمینی کی مندرجہ بالا عبارتوں میں انہیں روایات کی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ اگر آپ اپنے بعد خلیفہ نامزد نہ کرتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ ﷺ نے رسالت کا حق اور فریضہ ادا نہیں کیا۔

قارئین کرام! خمینی کی اس سلسلہ کی چند مزید تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

"اور رسول کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے وحی کے طور پر کلام فرمایا اور اس میں یہ حکم دیا کہ جو شخص ان کے بعد ان کا خلیفہ و جانشین ہوگا اور حکومت کا نظام چلائے گا اس کے بارے میں اللہ کا جو حکم ان پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو پہنچا دیں اور اس کی تبلیغ اور اعلان کر دیں تو آپ ﷺ نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور خلافت کیلئے امیر المومنین کو نامزد کر دیا (صفحہ 83)

آگے اسی کتاب میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"اور حجۃ الوداع کے دن غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے علی علیہ السلام کو اپنے بعد کیلئے حکمران نامزد کر دیا اور اسی وقت سے قوم کے دلوں میں مخالفت کا سلسلہ شروع ہو گیا (الحکومۃ الاسلامیہ 131)

"اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد کے لئے امیر المومنین (علی) کو لوگوں پر حاکم اور والی کی حیثیت سے نامزد کر دیا اور پھر امامت وولایت کا یہ منصب ایک امام سے اگلے امام کی طرف برابر منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ الحجۃ القائم یعنی امام غائب مہدی منتظر تک پہنچ کر یہ سلسلہ اپنی نہایت کو پہنچ گیا (صفحہ 98)

کیا کسی بھی ایسے شخص کو جس کو اللہ نے عقل وفہم سے بالکل ہی محروم نہ کر دیا ہو اس میں شبہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خلافت وامامت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کا وہ عقیدہ رکھتا ہو جو خمینی نے اپنی ان عبارتوں میں ظاہر کیا ہے (اور جو شیعیت کی اساس وبنیاد ہے) یقیناً اس کی رائے اس کا عقیدہ شیخین اور رسول اللہ ﷺ کے عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں وہی ہوگا جو مذہب شیعہ کی مستند کتابوں کی روایات اور ان کے آئمہ کے ارشادات کے حوالہ سے اوپر ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ کہ معاذ اللہ انہوں نے غداری کی اور وہ مرتد اور لعنتی وجہنمی ہو گئے......

کیا خمینی اور شیعہ کے اس عقیدہ ونظریہ سے عقیدہ ختم نبوت پر چھری نہیں چل جاتی ہے؟

اس سلسلہ کی ایک مختصر سی روایت یہاں اور پڑھ لی جائے شیعہ حضرات کی "اصح الکتب" الجامع الکافی کے آخری حصہ کتاب الروضہ میں ان کے پانچویں امام ابو جعفر یعنی امام باقر کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔

"رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے تین کے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ وہ تین کون تھے؟ تو انہوں نے فرمایا مقداد بن الاسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکات (صفحہ 115 طبع لکھنو)

خمینی کی دوسری کتاب تحریر الوسیلہ یہ غالباً ان کی سب سے بڑی تصنیف ہے اس کا موضوع فقہ ہے یہ بڑی تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں ہے ہر جلد کے صفحات ساڑھے چھ سو کے قریب

ہیں۔ یہ بلاشبہ اپنے موضوع پر بڑی جامع اور مبسوط کتاب ہے طہارت یعنی استنجا اور غسل و وضو سے لیکر وراثت تک کے تمام فقہی ابواب پر حاوی ہے۔

خمینی کے جو نظریات و معتقدات ان کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوئے ہیں وہ انہی کی عبارتوں اور انہی کے الفاظ میں ان صفحات میں قارئین کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں مقصد صرف یہ ہے کہ جو حضرات نہیں جانتے اور اس لاعلمی کی وجہ سے ان کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہیں وہ جان لیں۔

اب تک خمینی کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا وہ صرف ان کی کتابوں الحکومۃ الاسلامیہ اور کشف الاسرار ہی کی بنیاد پر لکھا گیا ہے اور اس کا تعلق اصول اور اعتقادات سے ہے۔ اب ذیل میں ان کی عظیم تصنیف تحریر الوسیلہ سے صرف دو تین ایسے فقہی مسئلے نقل کئے جاتے ہیں جن سے خمینی کی شخصیت اور مذہبی حیثیت کو سمجھنے میں انشاء اللہ ہمارے قارئین کو مدد ملے گی۔

"تحریر الوسیلہ" جلد اول کتاب الصلوٰۃ میں ایک عنوان ہے:

القول فی مبطلات الصلوة

"یعنی ان چیزوں کا بیان جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور ٹوٹ جاتی ہے۔"

اس عنوان کے تحت دوسرے نمبر پر مسئلہ لکھا گیا ہے

"دوسرا عمل جو نماز کو باطل کر دیتا ہے وہ نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھنا ہے جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگ کرتے ہیں ہاں تقیہ کی حالت میں کوئی مضائقہ نہیں (یعنی از راہ تقیہ یہ بالکل جائز ہے) تحریر الوسیلہ جلد اول صفحہ 186

اسی سلسلہ میں نمبر 9 پر تحریر فرمایا ہے:

"اور نویں چیز جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے وہ ہے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد بالعقد آمین کہنا البتہ تقیہ میں جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں (تحریر الوسیلہ جلد اول صفحہ 160)

متعہ مذہب شیعہ کا مشہور مسئلہ ہے خمینی نے تحریر الوسیلہ کتاب النکاح میں قریباً چار صفحے میں متعہ سے متعلق جزئی مسائل لکھے ہیں ان میں کئی مسئلے خاص طور سے قابل ذکر ہیں لیکن بخوف طوالت اس باب کا صرف ایک آخری مسئلہ ہی نذر قارئین کیا جاتا ہے۔ خمینی نے اس مسئلہ پر متعہ کے بیان کو ختم فرمایا ہے:

"زناکار عورت سے متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ خصوصاً جبکہ وہ مشہور پیشہ ور جسم فروش زانیات میں سے ہو اور اگر اس سے متعہ کرے تو چاہئے کہ اس کو بدکاری کے اس پیشہ سے منع کرے۔"

(تحریر الوسیلہ جلد دوم صفحہ 292)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خمینی نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ متعہ کم سے کم مدت کیلئے بھی کیا جا سکتا ہے (مثلاً ایک رات یا ایک دن اور اس سے کم وقت یعنی صرف ایک دو گھنٹے کیلئے بھی کیا جا سکتا ہے) لیکن بہر حال مدت اور وقت کا تعین ضروری ہے۔ (تحریر الوسیلہ جلد 2 صفحہ 260)

جیسا کہ عرض کیا تھا یہ مسائل اگرچہ فروعی ہیں ان کی وہ اہمیت نہیں ہے جو اصول اور معتقدات کی ہے تاہم ان کے مطالعہ سے بھی خمینی کی شخصیت اور مذہبی حیثیت کو سمجھنے میں ان حضرات کو مدد ملے گی جو سمجھنا چاہیں گے۔

واللہ الهادی وهو والی التوفیق

☆☆☆☆☆☆☆☆

دفاع صحابہ کانفرنس گلگت

رپورٹ: راشد اللہ گلگت

اہلسنت والجماعت گلگت بلتستان کے زیر اہتمام چلاس سے آگے تھر نالہ اور داریل میں دفاع صحابہ کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں مولنا محمد عبداللہ حیدری، حمائت اللہ (سابق ایم این اے)، چلاس سے مولنا عبدالحیط داریل سے مولنا محشر خاں ایبٹ آباد سے بھائی ساجد معاویہ اور نزاکت علی و دیگر جید علماء کرام شریک ہوئے۔ علماء کرام نے اصحاب رسول ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ اور دشمنان اصحاب رسول ﷺ کی مذمت کرنے کا عہد کرتے ہوئے اعلان کیا کہ مسلمان قوم اب بیدار ہو چکی ہے کسی دشمن کو اصحاب رسول ﷺ کی شان میں گستاخی نہیں کرنے دی جائے گی اور اصحاب رسول ﷺ کا دشمن آنحضور ﷺ اور ان کے اہلبیت کا بھی دشمن ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے.....؟

جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ (بانی و سرپرست)
شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہید (نائب سرپرست، ایم این اے)
شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ (سرپرست)
شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ (صدر / ایم این اے)
شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ
شہادت 17 اگست خیر پور سندھ (خیر پور جلسہ سے واپسی پر)

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا،، یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ "نظام خلافت راشدہ" کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا.....؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟

کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران ان کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہو گا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔

آپ جاگیردار ہیں یا کاشتکار، استاد ہیں یا طالب علم، آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔

اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجئے کہ

"میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں۔"

دستخط ....

اراکین پارلیمنٹ سازش کا جواب

قسط نمبر 5

از

ڈاکٹر علامہ خالد محمود (پی۔ایچ۔ڈی لندن)

گزشتہ بیان میں اس میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ تکمیل شریعت کے دوران کا ہے۔ضرورتیں پیدا ہوتی تھیں اور شریعت کے احکام کھلتے تھے اور صحابہ ؓ سے جب کبھی کوئی ایسی صورتحال واقع ہوئی وہ دوران تربیت کی ہے اور یہ ان کا بلند مقام ہے کہ وہ تکمیل شریعت میں استعمال ہوگئے،مگر یہ بغض صحابہ ؓ کے رسیا ہیں کہ انہیں سرکاری مال ہڑپ کرنے والا کہتے ہوئے کوئی شرم وحیا محسوس نہیں کرتے۔

میدان جنگ سے واپس ہونے اور قلعے کا محاصرہ نہ توڑ سکنے میں فرق

میدان جنگ سے واپس ہونے اور کسی قلعہ کو فتح نہ کرسکنے میں کھلا فرق ہے۔میدان جنگ سے واپس ہونا بیعت جہاد کو توڑنا ہے اور کسی قلعے کو فتح نہ کرسکنا اور اپنے مرکز میں واپس آنا کہ اس کے لئے کوئی اور صورت عمل تجویز کی جاسکے یہ جہاد سے بھاگنا اور بزدلی نہیں جن سے مقابلہ ہو وہ قلعہ میں بند ہیں باہر نکلتے نہیں،اب اگر قلعہ فتح نہیں ہوتا تو یہ صورت مزید تائید کی طلب گار ہے یہ میدان سے فرار نہیں۔

قرآن کریم نے دو صورتوں میں پیچھے ہٹنے کی اجازت دی ہے۔ان کے سوا کوئی جنگ سے پیٹھ پھیرے تو وہ بے شک اللہ کے غضب میں آ اترا:

ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفاً لقتال او متحیزاً الیٰ فئة فقد باء بغضبٍ من اللہ ۔ (پارہ9:الانفال)

ترجمہ: ”اور جو کوئی ان سے پیٹھ پھیرے اس دن مگر یہ کہ جنگ کے کسی ہنر کے طور پر یا جا ملے اپنی پوری فوج میں تو وہ اللہ کے غضب میں آیا۔“

پسپائی وہی لائق مذمت ہے جو جان بچانے کے لئے ہو۔مگر کمک حاصل کرنے کے لئے اپنے مرکز کی طرف لوٹنا یا امیر سے مزید ہدایات لینے جانا یہ ہرگز کوئی جرم نہیں۔

بیعت رضوان کے بعد سب سے پہلا غزوہ خیبر پیش آیا،پھر غزوہ حنین......خیبر کسی ایک قلعے کا نام نہیں۔وہاں یہودیوں نے بہت سے قلعے بنا رکھے تھے۔حضرت ابوبکر صدیق ؓ قلعہ وطیح اور سلالم کو فتح کرنے کے لئے آئے لیکن قلعہ فتح نہ ہوسکا،حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے پھر حضرت عمر ؓ کو بھیجا پھر بھی قلعہ فتح نہ ہوسکا جو صورتحال تھی انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کردی،حضور ﷺ نے پھر نئی تیاری کی حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ کی مہمات کے تجربات بھی سامنے تھے،اب جو مسلمانوں کو فتح ہوئی اسے صرف حضرت علی ؓ کی کارکردگی بتلانا اور اس میں ان پہلے حضرات کے تجربات اور مشوروں کو یکسر نظر انداز کرنا کسی منصف کا کام نہیں ہوسکتا۔

> **اصحاب رسول ﷺ کا میدان جنگ سے آنحضور ﷺ کے پاس ہدایات اور مزید تیاری کے لئے تشریف لانا جنگ سے فرار ہرگز نہیں ہے۔ اسے جنگ سے فرار کہنا پر لے درجے کی احمقانہ سوچ ہے**

خیبر کا آخری قلعہ حصن القموص تھا جو حضرت علی ؓ کی مہم میں فتح ہوا،اس کا محاصرہ بیس روز سے قائم تھا،پھر اس کا علم حضرت علی ؓ کو دیا گیا،پہلے بیس دن کی محنتوں میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھ شامل سب صحابہ ؓ کا حصہ تھا،جنگ خیبر میں فوج کی ترتیب اس طرح تھی:

مقدمة الجیش ..... اس پر حضرت عکاشہ بن محصن الاسدی متعین تھے۔

میمنہ.....اس پر حضرت عمر ؓ مقرر تھے علم بھی آپ ؓ کے ہاتھ میں تھا۔

ایک حصے کا علم حضرت ابوبکر ؓ کے ہاتھ میں،ایک حصے کا حضرت خباب بن المنذر کے ہاتھ میں اور ایک کا حضرت سعد بن عبادہ ؓ کے ہاتھ میں تھا،قلعہ حصن النطاۃ پر خود حضور ﷺ موجود تھیں،پھر ادھر محمد بن مسلمہ انصاری کو مامور فرمایا،ان دونوں مسلمانوں کے فوجی مرکز پر حضرت عثمان ؓ محافظ ٹھہرائے گئے تھے،یہ مرکز اہل خیبر اور بنو غطفان کے وسط میں تھا جسے رجیع کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔یہیں سب حضرات حضور ﷺ کے پاس جمع ہوتے،یہ جگہ فوجی نقطہ نظر سے بہت اہم تھی،بعض راتوں میں حضرت عمر ؓ بھی اس کا پہرہ دیتے رہے،ان تمام مہمات میں حضرت علی ؓ کہیں نظر نہیں آتے،وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے،آنحضرت ﷺ کے لعاب دہن سے آپ کی آنکھوں کی تکلیف دور ہوئی اور آپ ﷺ نے قلعہ حصن القموص فتح کرنے کے لئے آپ ؓ کو بھیجا،یہ خیبر کی آخری جنگ تھی،اس لئے حضرت علی ؓ فاتح خیبر کے نام سے موصوف ہوئے،ورنہ فتح خیبر کی پہلی محنتوں میں سب حضرات اپنے اپنے حالات کے مطابق حصہ لیتے رہے۔

اب اگر قلعہ وطیح اور سلالم بڑے حضرات سے فتح نہ ہوسکا اور وہ حضور ﷺ کے پاس مزید ہدایات اور تیاری کے لئے تشریف لے آئے تو اسے جہاد سے فرار کا نام دینا شیعی مجتہدوں کے سوا کسی کا کام نہیں ہوسکتا جن کے دل بغض صحابہ ؓ سے ہردم معمور رہتے ہیں۔

بشیر حسین موصوف اپنے پمفلٹ کے صفحہ 53 پر اپنے اس بغض کو یوں اگلتا ہے:

> ”تحت الشجرہ بیعت کرنے والے تبھی رضوان اللہ علیہم کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ثابت قدم رہنے کا ثبوت دیا ہو اور اس بیعت کے بعد کسی غزوہ سے راہِ فرار اختیار نہ کی ہو۔“ (صفحہ 54)

اور پھر مولانا شبلی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ غزوہ خیبر میں وطیح اور سلالم کے قلعے فتح نہ کرسکے تھے،معترض کو اتنی سمجھ بھی نہیں کہ مزید ہدایات اور مشوروں کے لئے مرکز کی طرف لوٹنا کبھی فرار عن الزحف نہیں کہلاتا،نہ کوئی سمجھدار شخص اسے میدان جہاد سے فرار کا نام دیتا ہے،شیعہ لوگوں کی صحابہ دشمنی ان سے ایسی غلط باتیں اگلوا رہی ہے اور ان کے ذاکر و مجتہد انہیں بغیر سوچے سمجھے ایسی باتیں کہتے ہیں۔

معزز ارکان اسمبلی! آگے ایک اور سرخی ملاحظہ فرماویں:

”بیعت رضوان والوں نے راہِ فرار کی تمام حدیں توڑ دیں“ صفحہ 54

یہ جنگ حنین کے متعلق ہے۔ جس کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

لقد نصر کم اللّٰہ فی مواطن کثیرة ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللّٰہ سکینتہ علیٰ رسولہ وعلی المومنین وانزل جنوداً لم تروھا.

(پارہ 10 التوبہ آیت 25)

ترجمہ: "بے شک مدد کی اللہ نے تمہاری کئی میدانوں میں اور حنین کے دن، جب تم اپنی کثرت پر خوش ہو رہے تھے پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ دے کر ہٹ گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین اپنے رسول پر اور مومنین پر اتاری وہ فوجیں جن کو تم نے نہ دیکھا اتار دیں۔"

وہ لوگ کون تھے؟ جن کو اس دن اپنی کثرت اچھی نظر آ رہی تھی؟ یہ وہی تھے جن کی مدد اللہ تعالیٰ پہلے کئی دفعہ کر چکے تھے ظاہر ہے کہ وہ اہل ایمان ہی ہو سکتے ہیں...... لوٹنے والے کون تھے؟ وہی جن پر اللہ تعالیٰ نے پھر فرشتے اتارے اور ان پر سکینہ اترا اور وہ مسلمان ہی ہو سکتے ہیں...... پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنین کہا ہے...... ان کو یہ تادیب صرف اس لئے ہوئی کہ انہوں نے اپنی کثرت پر ناز کیا تھا جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوا۔ یہ مکتب رسالت کے طالب علموں کا دور تربیت تھا اب انہیں اس بہانے اسلام سے نکالنا، یہ صرف انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جن کے سینے بغض صحابہ ؓ سے جلے ہوئے ہوں وہ فطری شعور سے محروم ہو چکے ہوں اور وہ شرم و حیا کی تمام حدوں کو بھی توڑ چکے ہوں۔

بشیر حسین موصوف اس صورتحال کو مومنین کو جو غزوہ حنین میں پیش آئی اس سرخی سے پیش کرتا ہے:

"بیعت رضوان والوں نے راہ فرار کی تمام حدیں توڑ دیں"

وہ اس بے ساختہ اضطراب اور ہزیمت کو بیعت رضوان کو ٹوٹنا سمجھتا ہے۔ قرآن کریم کی ان آیات پر جو شخص بھی توجہ سے نظر کرے گا وہ اسے ہرگز بغض بیعت نہ کہے گا، یہ اکھڑے ہوئے مسلمان پھر حضور ﷺ کے گرد آ جمع ہوئے تھے۔

حضرت ابو قتادہ ؓ کی آپ بیتی

حضرت ابو قتادہ (54ھ) سے مروی ہے کہ جنگ حنین کے دن مسلمانوں نے ہزیمت اٹھائی اور میں بھی اُن کے ساتھ پسپا ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے حضرت عمر ؓ آ گئے ہیں، میں نے آپ سے کہا مسلمانوں کو کیا ہو گیا، انہوں نے کہا اللہ کا حکم یہی تھا (اللہ کو یہی منظور تھا) ازاں بعد سب لوگ پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آئے (فوج پھر تیار ہو گئی)

انھم المسلمون وانھزمت معھم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت لہ ما شان الناس قال امر اللہ ثم تراجع الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بیعت رضوان کے حامل صحابہ کی کوئی معمولی فضیلت نہیں بلکہ جو اسے پا گیا اسے جہنم کی آگ کی ہوا تک نہ لگے گی ان میں سے صرف ایک منافق تھا جس کی نشاندہی آنحضور ﷺ نے خود فرما دی تھی

(صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 618)

ترجمہ: "مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور میں بھی ہزیمت پا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر ؓ سامنے ہیں لوگوں میں، میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے؟ آپ نے کہا حکم خداوندی، ہزیمت خوردہ لوگ اب پھر حضور ﷺ کی طرف لوٹ آئے۔"

ہزیمت کا معنی شکست ہے بھاگنا نہیں، شکست کھڑی فوج کو بھی ہو سکتی ہے حنین کے دن یہ شکست جنگ سے بھاگنے کی وجہ سے نہ ہوئی تھی، مسلمانوں کو جو اپنی کثرت پر ناز تھا، اس کے باعث ہزیمت ہوئی، اس ہزیمت میں سارا لشکر اسلام شریک تھا، ہاں حضرت عمر ؓ ان لوگوں میں تھے جو اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

بخاری شریف میں بین السطور علامہ قسطلانی ؒ کے حوالے سے لکھا ہے:

عمر ابن الخطاب فی الذین لم ینھزموا

ترجمہ: "حضرت عمر ؓ ان لوگوں میں تھے جو اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔"

بشیر حسین موصوف نے اس کے ترجمہ میں یہ کھلی خیانت کی ہے: "میں ہزیمت خوردہ لوگوں میں سے تھا اتنے میں، میں نے عمر ؓ کو دیکھا جو انہی لوگوں میں تھا۔"

(پمفلٹ مذکور صفحہ 55)

اس میں یہ جھوٹ کہا گیا ہے کہ حضرت عمر ؓ بھی ہزیمت خوردہ لوگوں میں تھے حالانکہ ان کے بارے میں محدثین نے صراحت سے لکھا ہے کہ وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے ہزیمت نہ اٹھائی۔

صحابہ ؓ کا پھر حضور ﷺ کے گرد جمع ہونا:

پھر اسی روایت میں صراحت سے مذکور ہے کہ یہ لوگ پھر حضور ﷺ کی طرف واپس لوٹ آئے اور فوج نئے سرے سے تیار کی گئی، اب بتائیے کہ شکوہ رہا...... اس گھبراہٹ اور عارضی پسپائی سے وہ اللہ کی دوستی سے تو نہیں نکل گئے، تھے نہ یہ شان کریمی ہے کہ کسی کو ذرا سی بشری کمزوری سے ایمان سے ہی باہر لا کھڑا کرے ایسی کمزوری کبھی مومن سے بھی سرزد ہو جاتی ہے۔

جنگ بدر میں: بنو سلمہ اور بنو حارثہ دو گروہ دل چھوڑ رہے تھے کمزوری دکھا رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ولایت سے نہ نکالا اور ظاہر ہے کہ اللہ مومنوں کا ہی ولی ہو سکتا ہے منافقوں اور بے عملوں کا نہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

اذ ھمّت طائفتان منکم ان تفشلا واللّٰہ ولیھما وعلی اللّٰہ فلیتوکل المومنون

ترجمہ: "جب قصد کیا تم میں سے دو گروہوں نے کہ نامردی کر دیں اور اللہ ان کا ولی تھا اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔"

یہ جن دو قبیلوں کی بزدلی کا بیان ہے ان کے بعض بزرگ کہا کرتے تھے کہ اس آیت میں گو ہماری ایک بڑی کمزوری کا ذکر ہے مگر:

"اس آیت کا نازل نہ ہونا ہم کو پسند نہ تھا کیونکہ اللہ ولیھما کی بشارت عتاب سے بڑھ کر ہے۔

(تفسیر عثمانی صفحہ 58)

اللہ مومنوں کا ہی ولی ہو سکتا ہے منافقوں کا نہیں

اللّٰہ ولیّ الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النّور.

(پارہ 3 البقرہ رکوع 34 آیت 256)

جنگ حنین کے دن یہ ہزیمت پانے والے پھر سے حضور ﷺ کے گرد کیوں جمع ہو گئے؟ یہ اس لئے کہ ان میں نور ایمان موجود تھا، انہیں حضور ﷺ نے کس حوصلہ بڑھانے والے لفظ سے واپس بلایا؟ وہ یہ کہ انہیں اصحاب السمرہ کے نام سے آواز دیں، حضرت عباس ؓ نے انہیں این

اصحاب السمرہ کے الفاظ سے آواز دی۔

(صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 100)

اس سے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کرنے والے مراد ہیں، اس سے واضح ہوا کہ اس تمام کمزوری کے باوجود ان کی بیعت رضوان باقی تھی، جنگ حنین اور غزوۂ خیبر میں نکثِ بیعت نہ ہوا تھا اور اسی پر حضور ﷺ نے انہیں ہمت دلائی اور وہ اپنے اسی عہد پر پھر چلے آئے اور مسلمانوں کو پھر فتح نصیب ہوگئی......اب یہ سمجھنا کہ اس ابتدائی ہزیمت میں وہ نکثِ بیعت رضوان کر چکے تھے علم و دیانت سے کس قدر دور کی بات ہے، یہ محض صحابہ دشمنی اور بغض باطنی نہیں تو اور کیا ہے؟......معزز ارکان اسمبلی ان شیعوں کی صحابہ دشمنی کا بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے جب انہیں اصحاب السمرہ کہہ کر بلوایا تو اس سے پہلے معرکہ خیبر اور ہزیمت حنین دونوں واقع ہو چکے تھے، اُن کے بعد حضور ﷺ کا انہیں اس بیعت رضوان پر قائم ماننا اور ان کا اس عنوان پر زیر اثر پھر سے جمع ہو جانا بتلاتا ہے کہ یہ حضرات بیعت رضوان سے ہرگز نہ نکلے تھے۔

بیعت رضوان پر جو عہد لیا گیا تھا:

بیعت رضوان کس لئے تھی؟ خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے، یہاں یہ بات چل نکلی تھی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے، اس مہم پر چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی بیعت کی تھی عملاً یہ جنگ عمل میں نہ آئی اور اہل مکہ اور مسلمانوں میں صلح ہوگئی جسے صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے......
سو یہ بیعت جس معرکے کے لئے تھی جب وہ عملاً پیش ہی نہ آیا تو اس بیعت سے کسی کا نکثِ بیعت کر کے نکل جانا اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہاں اس عظیم فضیلت کے آثار ان مومنین میں باقی رہنے چاہئیں اور اسی نسبت سے حضور ﷺ نے انہیں جنگ حنین کے دن پھر سے آواز دی تھی، مگر بشیر حسین مذکور کو اپنے اس رسالہ میں یہ سرخی جماتے ہوئے علم و دیانت کی کچھ ہوا تک نہ لگی تھی، غور فرمائیں یہ سرخی کس قدر دہشت انگیز ہے۔

"بیعت رضوان والوں نے تو راہِ فرار کی تمام حدیں توڑ دیں۔" (صفحہ 54)

بیعت رضوان کوئی معمولی فضیلت نہیں جو اسے پا گیا جہنم کی آگ اسے کبھی نہ چھوئے گی حدیبیہ میں حاضر ہونے والوں میں صرف ایک منافق تھا جسے جنت کی ہوا نہ لگے گی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لا یدخل النار احد شهد الحدیبیة الا واحد (الاصابہ جلد 1: صفحہ 320)

وہ ایک کون تھا؟ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حرقوص بن زبیر تھا......اب آیئے معیار صحابیت پر پھر سے غور کریں۔ تفصیل آئندہ آ رہی ہے۔ (خالد محمود عفا اللہ عنہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مولانا قاضی مفتی عبدالحلیم حقانی کی رحلت

سپاہ صحابہؓ کلاچی کے اہم رکن مولانا حافظ محمد یحییٰ احمد عاصم حقانی کے ماموں جان مولانا قاضی مفتی عبدالحلیم حقانی نور اللہ مرقدہ ۴ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ بروز بدھ انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون،، مرحوم شیخ الحدیث تلمید خاص حضرت مدنی، مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ مدیر نجم المدارس کلاچی کے بڑے فرزند ارجمند تھے۔ مرحوم نے ابتدائی تعلیم نجم المدارس کلاچی میں اپنے والد محترم سے حاصل کی ۱۹۷۰ میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب سے دورہ حدیث مکمل کیا مرحوم ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے بچپن لڑکپن جوانی اور تادم حیات قرآن وحدیث کے تعلیم وتعلم میں گزرا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ والد محترم کی نقاہت وضعف پیری کے باعث مرحوم نے مدرسہ ہذا کے تمام انتظامی امور کو سنبھالا ہوا تھا ایک کامیاب مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی ،قاضی اور خطیب کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے فراغت کے بعد ایک سال جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں مدرس و نائب مفتی کی حیثیت سے دینی خدمات سرانجام دیں جامعہ فریدیہ اسلام آباد اور جامعہ خانیوال میں بھی کامیاب مدرس کی صورت میں دینی خدمات انجام دے چکے ہیں تحریک ناموس صحابہؓ اور قائدین سپاہ صحابہؓ کے ساتھ والہانہ محبت وعقیدت رکھتے تھے مولانا اعظم طارق رح کی شہادت سے بہت متاثر ہوئے مولانا کی دردناک شہادت کی خبر ملتے ہی روتے ہوئے زبان سے پہلا بے ساختہ جملہ نکلا وہ یہ تھا کہ چھوٹی بڑی اسمبلیوں کے چھوٹے بڑے مولوی سب مر جاتے تو اتنا دکھ نہ ہوتا جتنا اب ہوا ہے یہ مضمون مولانا اعظم شہید نمبر کی بھی زینت بن چکا ہے مرحوم کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ صدیوں پر نہیں کیا جا سکتا مرحوم قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن اور مشہور مذہبی سکالر مولانا عبدالقیوم حقانی کے استاد بھی رہ چکے ہیں مرحوم کی نماز جنازہ انکے والد محترم مولانا قاضی عبدالکریم مدظلہ نے پڑھائی جس میں ہزاروں لوگ، علماء کرام مشائخ عظام صلحاء کرام حفاظ کرام شریک ہوئے پنڈی سے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی چکوال سے پیر عبدالرحیم نقشبندی اکوڑہ خٹک سے سید یوسف شاہ اور اضاخیل بالا پشاور سے مولانا رحیم اللہ باچا مولانا انوار اللہ باچا قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے بھائی حضرت مولانا لطف الرحمٰن اور ایم پی اے خلیفہ عبدالقیوم ایم پی اے نے شرکت کی۔ مرحوم سابق پارلیمنٹرین مولانا قاضی عبداللطیف مدظلہ کے بھتیجے اور داماد تھے قاضی محمد نسیم ناظم مدرسہ ہذا کے بڑے بھائی قاضی ریاض الدین کے ماموں تھے مرحوم نے پسماندگان میں دو بیویاں چھوڑی ہیں مرحوم کی کوئی اولاد نہیں تھی نظام خلافت راشدہ کی تمام ٹیم مرحوم کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتی ہے اور اس غم میں برابر کی شریک ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے (امین)

ادارہ

دینی مدارس... ایک تابندہ کردار

جمیل الرحمٰن عباسی (مدیر مجلہ تسکین الصدور بہاولپور)

قرآن و سنت کی تعلیمات اور فقہاء کرام کی تشریحات کی ترویج میں مصروف دینی مدارس، آج کل دین دشمن قوتوں کے طعن وتشنیع اور الزامات پر مشتمل نشتروں کا خصوصی ہدف ہیں۔ان مدارس کا وجود انہیں اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ نظر آتا ہے۔اس روڑے کو ہر حال میں اپنے راستہ سے ہٹانے کی فکر انہیں کھائے جارہی ہے۔روشن خیالی کے نام پر تاریکیاں پھیلانے والے کسی صورت بھی چراغ مصطفوی ﷺ کو فروزاں دیکھنے کیلئے آمادہ نہیں، اوراسے گل کرنے کیلئے تمام وسائل بروئے کار لارہے ہیں لیکن تیز وتند ہواؤں کا رخ موڑ دینے میں دینی مدارس ہراول دستے کا کردار ادا کررہے ہیں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت جو مغرب کی آنکھ میں کانٹا بن کر مسلسل چبھ رہی ہے اس کے پیچھے بھی مدارس کا کردار ہے دین حنیف کی وہ خوشبو جو یورپ کے ایوانوں میں بھی پھیلنے لگی ہے دینی مدارس کی چار دیواری سے ہی پھوٹ رہی ہے مسلمانوں کے افکار ونظریات کے منافی زہریلے لٹریچر پر مشتمل پرنٹ اورالیکٹرانک میڈیا کے بے شمار ذرائع رات دن مصروف عمل ہیں لیکن مسلمانوں کے افکار ونظریات بدلنے میں یہ سب حملے غیر موثر ثابت ہوئے اور نظریات کی اس عمارت میں دراڑ تک نہیں آسکی جس کی بنیادیں دینی مدارس کی تعلیمات پر استوار ہیں اس لئے دینی مدارس کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا یا انہیں دہشت گردی وانتہا پسندی کے مراکز قرار دے کر بدنام کرنے کی سعی لاحاصل کرنا اسلام دشمن طاقتوں کا اہم اور محبوب ترین مشغلہ بن چکا ہے۔ادھر بعض نام نہاد دانشور اور ارباب اقتدار اسلام کے دعویدار ہونے کے باوجود تخریب مساجد، انہدام حدود اللہ اور مدارس کی کردار کشی کے درپے ہیں اور اسلام دشمنوں کے ساتھ مل کر مشترکہ طور پر مدارس کے خلاف برسرپیکار ہیں۔بے شک اپنے ملک میں اس طرح کی کارروائیاں ، احسان فراموشی اور محسن کشی کی بدترین مثال اور بے دینی و تاریخی حقائق سے ناآشنائی کا کھلا اظہار ہیں۔

روشن خیالی کے نام پر تاریکیاں پھیلانے والے کسی صورت میں چراغ مصطفوی کو فروزاں دیکھنے کے لئے آمادہ نہیں اوراسے گل کرنے کے لئے وسائل بروئے کار لا رہے ہیں

انگریز ماہر تعلیم لارڈ میکالے نے کہا تھا ہندوستان میں ہماری تعلیمی پالیسی کا مقصد ایسے نوجوان تیار کرنا ہے جو شکل سے ہندوستانی اور دل و دماغ سے انگلستانی ہوں

رہے دینی مدارس تو انکی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اشاعت دین اور حفاظت اسلام کے مراکز کی حیثیت کے ساتھ حفاظت فرمائی ہے اوران شاءاللہ فرمائے گا کیونکہ دینی مدارس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود دین اسلام کی۔آنحضرت ﷺ کے مکی دور میں دار ارقم درسگاہ کا کام دیتا رہا، ہجرت کے بعد صفہ وہ پہلا مدرسہ ہے، جس کے نقش پر بعد میں دینی مدارس اور علوم اسلامیہ کی یونیورسٹیاں تعمیر ہوتی رہیں۔پھر عربوں اور بالخصوص عباسیوں نے دمشق اور بغداد میں علمی مراکز قائم کئے۔عجم میں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے غزنی میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی جسے لوگ ازراہ خوش طبعی عروس فلک یعنی آسمان کی دلہن کہتے تھے۔اس مسجد کے ملحق ایک مدرسہ تعمیر کرایا، سلطان شمس الدین التمش جو دہلی کا پہلا خود مختار تخت نشین تھا اس کے دربار میں علمی مباحثوں کی مجلسیں منعقد ہوتی تھیں، دہلی کے ایک اور تخت نشین فیروز شاہ تغلق نے بھی ایک مدرسہ فیروز شاہی تعمیر کرایا، دہلی کے تاجداروں میں آخری خاندان مغلوں کا ہے ان میں سے کئی بادشاہ اہل علم گذرے ہیں جن میں سے عالمگیر کے بارے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالمگیر کو چار ہزار متون حدیث یاد تھے انگریزوں کی آمد سے قبل مسلم سلاطین وامراء مدارس کی مکمل سرپرستی کرتے تھے، سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں مختلف علوم وفنون کے چار سو کالج تھے، محمد تغلق کے زمانہ میں صرف دہلی شہر میں ایک ہزار مدارس تھے، ایک انگریز مورخ کے بقول انگریزی علمداری سے پہلے بنگال میں (80) اسی ہزار مدارس تھے ایک اور مورخ کے مطابق روہیل کھنڈ میں پانچ ہزار علماء تدریسی خدمات سرانجام دیتے تھے اسی طرح مصر، شام، عراق اور خراسان کی درسگاہیں قابل فخر فقیہ اور یگانہ روزگار محدث پیدا کرتی رہیں۔

دہلی میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدرسہ جاری فرمایا تھا جو بعد میں مدرسہ رحیمیہ کے نام سے مشہور ہوا جس کا انتظام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کے فرزند جلیل شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالا اور اس میں درس حدیث کی خدمت سرانجام دیتے رہے ان کی وفات کے بعد ان کے نواسے شاہ محمد اسحاق نے مسند سنبھالی۔

1857ء کی جنگ آزادی میں بعض غداروں کی وجہ سے مسلمانوں کو کامیابی حاصل نہ ہوسکی اور دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا تو انہوں نے کھل کر انتقامی کارروائیاں کیں۔پانچ لاکھ ہندوستانی قربانی کی بھینٹ چڑھ گئے۔صرف ایک دن میں چوبیس مغل شہزادوں کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا، بہادروں کو توپ کے دہانے سے باندھ کر ان کے پرخچے اڑا دیے گئے، بعض لوگوں کو سؤر کی کھالوں میں سی کر دریا میں پھینک دیا گیا لال قلعہ کے قریب خوبصورت عمارتوں اور بازار کو مسمار کرکے چٹیل میدان بنا دیا گیا، سینکڑوں جید علماء کرام سولیوں پر لٹکا دیے گئے اور سلاطین دہلی کے علمی خزانے نظر آتش کردیے گئے۔

جب مسلمانوں کے ہاتھوں سے حکومت چھین لی گئی اور اسلامی سطوت خاک میں مل گئی تو اب ان کے دین ایمان پر ڈاکے پڑنے لگے، انگریز ماہر تعلیم لارڈ میکالے نے کہا تھا ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار کرنا ہے، جو رنگ ونسل کے

لحاظ سے ہندوستانی ہوں اور دل و دماغ کے لحاظ سے انگلستانی ،اس اعلان کا صاف مطلب یہ تھا کہ اب انگریزی تعلیم کے ذریعہ مسلمانوں کے دماغ کو بھی فتح کرنا چاہتا ہے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ نے جب دینی تمدن ختم اور اسلامی کلچر خاک میں ملانے کی اس طرح سازشیں ہوتی دیکھیں تو آگے بڑھے اور میکالے کے نعرے کے جواب میں یہ نعرہ بلند کیا ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار کرنا ہے جو رنگ و نسل کے لحاظ سے ہندوستانی اور دل و دماغ کے لحاظ سے اسلامی ہوں یہ اعلان کرنے کے بعد انہوں نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی تاکہ یہاں مسلمانوں کے دل و دماغ کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے ،دینی تعلیم کے ذریعہ ان میں آزادی کا جذبہ پیدا کیا جائے اسلامی تعلیم کی ترویج ،اسلامی تہذیب کی بقاء،اسلامی نظریے کی تبلیغ اور احیاء جہاد اسلامی کیلئے حقیقی کوششیں کی جائیں اور یہ مدرسہ واقعتہً قوم ،ملک او رمذہب کی حفاظت کیلئے اہم مورچہ ثابت ہوا،دارالعلوم دیوبند اور اس سے فکری ہم آہنگی رکھنے والے دینی مدارس نے ایسے رجال پیدا کیے جو ہر فتنہ کے مقابلہ سینہ سپر ہو گئے اسے جڑ سے اکھاڑ دیا جو بے سروسامانی کے باوجود وقت کے طاغوتوں اور فراعنہ سے بھڑ گئے ،درس و تدریس کی ہزاروں مسندیں بچھادیں لاکھوں سینوں کو قرآن و سنت کے نور سے منور کردیا،تصنیف و تالیف کے میدان میں اترے تو بے شمار تفسیریں ،احادیث کی شروحات ،کتابوں کے حواشی اطراف و اکناف عالم میں پھیلا دیئے،لاتعداد ایسی شخصیات پیدا کردیں جو فقہ ،ادب،نحو،لغت،شعر،فصاحت،زہد،تقویٰ،خموشی،قیام،لیل، ،جذب،شہسواری اور شجاعت جیسی متنوع صفات کی مرقع تھیں۔جنہوں نے بے شمار محدث،مفسر،محقق ،مدرس،مناظر ،مصنف ،مبلغ ،مورخ ،مدبر ،مفکر ،سیاستدان ،مجاہد ،شعراء، صحافی ،صوفیا،قراء اور حفاظ امت کو دیئے جنکی ملی ،دینی ،مذہبی ملکی،قومی،تصنیفی،تالیفی،تعلیمی اور اصلاحی خدمات ناقابل انکار حقائق ہیں جنہوں نے اشاعت دین اور دشمنان اسلام کے تعاقب میں شب و روز سعی پیہم کا مظاہرہ کیا،ستائش کی تمنا اور صلہ کی پرواہ کئے بغیر اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ انجام دیا،اپنی تصانیف ،تالیفات ،خطبات اور مواعظ سے کتب خانوں کو بھردیا،محققانہ اور فقیہانہ اسلوب تعبیر سے مسائل شرعیہ اور نظریات و عقائد اسلاف وقت کی زبان میں دنیا کے سامنے رکھے،جن کے مقالات نے اپنی تحقیق کا لوہا منوایا اور قبولیت

دینی مدارس کو دہشت گردی و انتہا پسندی کے مراکز قرار دے کر بدنام کرنے کی سعی لاحاصل اسلام دشمنوں کا محبوب ترین مشغلہ بن چکا ہے

عامہ کا اعزاز حاصل کیا۔جنہوں نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن ؒ جیسا آزادی کا ہیرو پیدا کیا،جو مولانا انور شاہ کشمیری ؒ جیسا محدث ،مولانا کفایت اللہ دہلوی ؒ جیسا فقیہ ،مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ جیسی جامع شخصیت ،مولانا محمد اشرف علی تھانوی ؒ جیسا امام تصوف ،مولانا محمد الیاس جیسا مبلغ ،مولانا شبیر احمد عثمانی ؒ جیسا مفسر ،مولانا مرتضی حسن چاند پوری ،مولانا منظور نعمانی ؒ جیسے مناظر ،مولانا مناظر احسن گیلانی ؒ جیسا ادیب ،مولانا مفتی محمود ؒ جیسا مفکر ،امام اہل السنۃ مولانا محمد سرفراز خاں صفدر ؒ جیسا محقق ،قاری فتح محمد جیسا قاری ،مولانا محمد علی جالندھری ؒ ،مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ ،مولانا حق نواز جھنگوی ؒ جیسے خطباء،مولانا عبید اللہ سندھی ؒ جیسا امام انقلاب اپنی گود میں پالتے رہے،جنہوں نے کبھی تو منبر و محراب کو زینت بخشی ،کبھی دار و رسن نے ان کی جلوہ سامانیوں سے عزت پائی ،کبھی طوق و سلاسل نے انکے قدموں کو چوما ،کبھی زندان کی کوٹھڑیاں ان سے منور ہوئی ،کبھی ان کے قال اللہ قال الرسول کے نغموں سے مسندیں اور درسگاہیں گونجیں ۔

جنہوں نے جہالت کی شب دیجور میں علم و حکمت کے چراغ فروزاں کئے ،ہندوستانی تاریخ کے کٹھن دور میں یورپی تہذیب کے امنڈتے سیلاب کے آگے بند باندھے ،فرنگیوں کی پشت پناہی سے اٹھنے والے ہر فتنہ کا بھرپور تعاقب کیا جنہوں نے طبقاتی نفرتوں اور قومی ،صوبائی ،لسانی کشمکش کا قلع قمع کر کے ایثار ،قربانی ،اخوت مودت و محبت کو فروغ دیا ،مسلمانوں میں قیام پاکستان کا شعور پیدا کیا ،تحریک پاکستان کی قیادت اور مشرقی و مغربی پاکستان کے جھنڈے لہرا کر پاکستان اور پاکستانی قوم کو اعزاز بخشا ۔یقیناً دینی مدارس کا وجود امت مسلمہ کی پشت پر احسان عظیم ہے اور مسلم قوم کی گردن ان کے احسانات سے سدا جھکی رہے گی کہ اگر دینی مدارس کی خدمات نہ ہوتیں تو برصغیر خصوصاً پاکستان کا نقشہ کچھ اور ہوتا ۔اقبال ؒ نے بجا کہا تھا :ان مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو ،غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہی مکتبوں میں پڑھنے دو اگر یہ ملا اور درویش نہ ہوں تو جانتے ہو کیا ہوگا ؟میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اگر ہندوستان کے مسلمان ان مکتبوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو جس طرح ہسپانیہ میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈروں اور الحمراء کے نشانات کے سوا اسلام کے پیرووں اور اسلامی تہذیب کا کوئی نقش نہیں ملتا ہندوستان میں بھی آگرے کا تاج محل اور دلی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کو آٹھ سو برس کی حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔

الغرض عہد گزشتہ اور دور حاضر میں دینی مدارس کا تابناک کردار اور روشن کارکردگی کسی حقیقت شناس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے ۔سیاسی ،اقتصادی ،دینی ،مذہبی ،ہر میدان کیلئے دینی مدارس نے بے مثال افراد مہیا کئے ہیں ۔آزادی ہند کی کاوشیں ہوں یا قیام پاکستان کی جدوجہد ،مغربی اور مشرقی پاکستان میں جھنڈے لہرانے کا اعزاز ہو یا قرارداد مقاصد پیش کرنے کی سعادت ،ہندوستان سے ہجرت کا عمل ہو یا وہاں رہ جانے والے اہل اسلام کے حقوق کا تحفظ ،قرآن مجید کی تفاسیر لکھنے کا شرف ہو یا احادیث کی شروحات تحریر کرنے کا نصیبہ ،عوام کو جدید فقہی مسائل وقت کی زبان میں سمجھانے کا فریضہ ہو یا بے رہروی سے بچانے کی ذمہ داری ،قرآن و سنت کی تعلیمات کا فروغ ہو یا دینی و مذہبی لٹریچر کی اشاعت ،رفاہی خدمات ہوں یا اصلاحی معاشرہ کی کوشش ،عدالتی نظام ہو یا معاشی نظم ،ملکی سرحدوں کی حفاظت کا معاملہ ہو یا نظریاتی حدود کی پاسداری ،داخلی امور ہوں یا خارجی معاملات ،اندرونی بحرانوں کے خاتمہ کی سعی ہو یا عالمی سازشوں کے قلع قمع کرنے کی جہد پیہم ،تصوف کا میدان ہو یا جہاد کا معرکہ ،ملکی استحکام کا موڑ ہو یا حدود و احکام خداوندی کے تحفظ کا موقع ،دستور سازی کا مرحلہ ہو یا قانون سازی کے نفاذ کی حکمت عملی ،جنگی تدبیریں ہوں یا امن کی قندیلیں ،لسانی کشمکش کا دفعیہ ہو یا علاقائی تعصب کا خاتمہ ،تبلیغ اسلام کی جہد مسلسل ہو یا دفاع اسلام کی لگاتار محنت ،کفر و ضلالت اور الحاد و زندقہ کا تعاقب ہو یا ان کے حملوں کا دفاع ،مغربی تہذیب کی یلغار کی روک تھام ہو یا اسلامی ثقافت کے فروغ و بقا کا کام ،پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے زہریلے اثرات مٹانے کی تدبیریں ہوں یا حیا و پاکدامنی کا دامن تھامنے کی ترغیبیں ،بے رہروی اور بدعملی کے

بقیہ صفحہ نمبر36پر

CamScanner

مفتی ابولبابہ

اسرائیل سے قادیان تک پھیلی ہوئی ابلیسی تحریک

نوجوان مسلمانوں کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی لرزہ خیز داستان

"یہ جولائی 2007ء کی بات ہے۔ لاہور کا ایک خوبرو نوجوان شہزاد ایک مشہور و معروف قومی اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اخبار کے ورق الٹتے ہوئے اچانک اس کی نظر کلاسیفائیڈ اشتہارات پر پڑی۔ پھر ان میں سے ایک اشتہار پر اس کی نگاہیں گڑ کر رہ گئیں: "دوستیاں کیجئے...... کامیاب بنیئے"، اشتہار میں بتایا گیا تھا کہ ہر نوجوان دیئے گئے رابطہ نمبروں پر کال کر کے نئے دوست تلاش کر سکتا ہے۔ جو لڑکے بھی ہو سکتے ہیں اور لڑکیاں بھی...... یہ نئے تعلقات اس کی زندگی میں نئی جان ڈال دیں گے۔

شہزاد ان دنوں ویسے بھی فارغ تھا۔ اس کی زندگی بے مزہ گزر رہی تھی۔ ایسے اشتہارات اس نے پہلے بھی دیکھے تھے مگر اب اس نے پہلی بار انہیں آزمانے کا ارادہ کیا۔ اس نے اشتہار میں دیئے گئے نمبروں پر رابطہ کیا۔ اس رابطے کے نتیجے میں اسے کئی لڑکوں اور لڑکیوں کا تعارف کرایا گیا۔ ان کے فون نمبر دیئے گئے۔ شہزاد نے ان میں سے ایک لڑکی "روحی" کو دوستی کیلئے منتخب کیا اور اس کے نمبر پر کال کی۔ دونوں میں ہیلو ہائے ہوئی، پھر باقاعدہ ملاقات کے لئے ایک جگہ کا تعین ہوا۔ لڑکی نے خود بتایا کہ وہ لاہور کے فلاں جوس سنٹر میں مل سکتی ہے۔

شہزاد وہاں پہنچ گیا۔ اس طرح روحی سے اس کی پہلی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات نے اسے ایک نئی دنیا کی سیر کرائی عیش و عیاشی کی دنیا، رنگ رلیوں کی دنیا، جہاں شرم و حیا نامی کوئی شے نہیں ہوتی۔ روحی اس دنیا میں داخلے کا دروازہ تھی۔ آگے لڑکیوں کی ایک لمبی قطار تھی۔ شہزاد کی دوستیاں بڑھتی چلی گئیں۔ اسے ہوش تب آیا جب اسے جسم میں شدید توڑ پھوڑ کا احساس ہوا۔ اس نے ڈاکٹروں سے معائنہ کروایا تو پتا چلا کہ وہ ایڈز کا مریض بن چکا ہے۔ شہزاد کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ وہ اپنا علاج کراتا۔ تب انہیں گروہ کے سرکردہ افراد نے علاج کی پیشکش کی مگر شرط یہ تھی کہ وہ ان کے گروہ کے لئے کام کرے۔ شہزاد کو موت سامنے نظر آ رہی تھی، وہ ہر خطرناک سے خطرناک اور ناجائز سے ناجائز کام کیلئے تیار ہو گیا، ویسے بھی حلال و حرام کا فرق تو وہ کب کا بھول چکا تھا۔

گروہ کے منتظمین خود سات پردوں میں تھے۔ وہ شہزاد کو اپنی لڑکیوں کے ذریعے مختلف کام بتاتے تھے۔ وہ کام عجیب و غریب تھے۔ شہزاد ایک پڑھا لکھا اور ذہین نوجوان تھا۔

> **اسے ہوش تب آیا جب اسے جسم میں شدید توڑ پھوڑ کا احساس ہوا اس نے ڈاکٹروں سے معائنہ کرایا تو پتہ چلا کہ وہ ایڈز کا مریض بن چکا ہے۔**

جلد ہی وہ گروہ کے کاموں کو خاصی حد تک سمجھ گیا۔ گروہ کے منصوبے آہستہ آہستہ اس پر عیاں ہونے لگے۔ یہ منصوبے بے حد خوفناک تھے۔ یہ گروہ ملک میں ایڈز کا وائرس پھیلا رہا تھا۔ ہیپاٹائٹس سی کی بیماری کو فروغ دے رہا تھا۔ ہزاروں افراد اس کا نشانہ بن چکے تھے۔ آزاد خیال نوجوان، ہسپتالوں کے مریض اور جیلوں کے قیدی اس کا خاص ہدف تھے آزاد خیال نوجوانوں کو دوستی کے اشتہارات کے ذریعے پھنسایا جاتا تھا۔ یہ اشتہارات میڈیا میں مختلف عنوانات سے آ رہے تھے۔ ان کے ذریعے نوجوانوں کا تعلق جن لڑکیوں سے ہوتا تھا وہ ایڈز اور دوسری مہلک بیماریوں میں مبتلا تھیں۔ ان سراپا بیمار عورتوں کو مختلف این جی اوز سے اکٹھا کیا گیا تھا۔ ان عورتوں کی بیماری اس درجے کی تھی کہ ان کے ساتھ اختلاط سے بھی انسان ایڈز میں مبتلا ہو سکتا تھا مگر گروہ کے لوگ اس پر اکتفا نہیں کرتے تھے۔ ان کا انتظام اتنا پختہ تھا کہ لڑکی سے پہلی ملاقات کے وقت نوجوان جو مشروب (جوس، کولڈ ڈرنک یا شراب) پیتا تھا اس میں پہلے سے خطرناک جراثیم ملا دیئے جاتے تھے۔ ایڈز کی کئی مریضائیں معقول علاج، بہتر معاوضے اور عیش و عشرت کی چند گھڑیوں کے عوض اس گروہ کے لئے یہ کام کرتی تھیں، جبکہ بہت سی عورتیں جو زمانے سے انتقام لینا چاہتی تھیں، رضاکارانہ طور پر سرگرم تھیں۔ ان میں سے کئی ایک کا تعلق بھارت سے تھا۔ بہت سی عورتیں مجبور ہو کر یہ کام کر رہی تھیں کیونکہ ان کے بچے اس گروہ کے قبضے میں تھے ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ احکام کی تعمیل کرتی رہیں، ایڈز پھیلاتی رہیں تو ان کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر ان کا مستقبل شاندار بنا دیا جائے گا۔

ان بے فکر نوجوانوں کے علاوہ ہسپتالوں، پاگل خانوں اور جیل خانوں کے مریض ان کا دوسرا ہدف تھے۔ یہ گروہ پاکستان کے طول و عرض میں ایسی لاکھوں سرنجیں پھیلا رہا تھا جو ایڈز ہیپاٹائٹس سی کے مریضوں کے خون سے آلودہ ہوتی تھیں۔ کئی بڑے ہسپتالوں میں اس گروہ کے ایجنٹ موجود تھے۔ وہاں آنے والی سرنجوں میں یہ ایڈز اور ہیپاٹائٹس زدہ سرنجیں ایک مخصوص تناسب سے ملی ہوتی تھی۔ اتنی سرنجوں کو آلودہ کرنے کے لئے گروہ نے پاگل خانوں میں سرگرم اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پاگل افراد کو اپنا نشانہ بنایا ہوا تھا۔ ان کو ایڈز یا ہیپاٹائٹس سی میں مبتلا کرنے کے بعد ان کا خون بڑی مقدار میں نکالتے رہنے کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

گروہ کا تیسرا ہدف جیل کے قیدی تھے۔ ان میں سے کم مدت کی سزا پانے والے حد درجے منفی اور لادینی ذہنیت رکھنے والے قیدیوں کو خاص تجزیئے کے بعد منتخب کر کے علاج کے بہانے ایڈز زدہ کر دیا جاتا تھا جب یہ قیدی رہا ہوتے تو بیماری کے باعث ان کا کوئی مستقبل نہ ہوتا تھا یہ گروہ ان سے رابطہ کر کے انہیں اپنا رضاکار بنا لیتا تھا۔ یہ قیدی ویسے ہی تخریبی ذہن کے ہوتے تھے، اپنی محرومیوں کا دنیا سے بدلہ لینے کے لئے وہ ایڈز پھیلانے پر آمادہ ہو جاتے تھے انہیں کانوں کان یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ انہیں ایڈز میں مبتلا کرنے والے "مہربان" یہی ہیں۔

گروہ کا ایک خاص کام دوسرے لوگوں کی اسناد کو اپنے کارکنوں کے لئے استعمال کرنا تھا۔ اس مقصد کے لئے اخبارات میں تبدیلی نام اور ولدیت کے اشتہارات شائع کر دیئے جاتے۔ گروہ کے کسی کارکن کو کسی ملازمت کے لئے جو مطلوبہ سند درکار ہوتی، اس کا انتظام اس طرح ہوتا تھا کہ

پہلے کمپیوٹر پر اپنے کارکن کی ولدیت سے ملتے جلتے ناموں

آزادانہ جنسی ملاپ کے عادی گورے بڑے سے بڑا انعام لے کر بھی اپنے بچے پالنے کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں

والی ولدیت سرچ کی جاتی، مثلاً ظفر ولد جمیل کو کہیں بھرتی کرانا ہوتا تو نیٹ سے جمیل نام کی ولدیت رکھنے والے افراد کی فہرست حاصل کرلی جاتی، پھر ظفر کا تبدیلی نام کا اشتہار شائع کرا کے تبدیل کردیا جاتا۔ اس طریقے سے گروہ کے ان گنت افراد کو ڈپلی کیٹ اسناد دلوا کر پولیس، خفیہ ایجنسیوں اور فوج میں بھرتی کیا جا رہا تھا۔ جیل خانوں، ہسپتالوں اور پاگل خانوں میں بھی ان کی خاصی تعداد پہنچا دی گئی تھی۔ گروہ کی آمدن کے کئی ذرائع تھے۔ شہزاد کو اتنا معلوم ہوسکا کہ بڑی گرانٹ اسے باہر سے ملتی ہے۔ دیگر ذرائع خفیہ تھے۔ ایک طرف تو خود یہ گروہ ان امراض کو پھیلا رہا تھا اور دوسری طرف ان کی ادویات منہ مانگے داموں فروخت کرکے بے تحاشا دولت کما رہا تھا۔

ایک مدت تک شہزاد بھی اپنا دین وایمان بھول کر اس گروہ کے لئے کام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ان کے قابل اعتماد کارکنوں میں شامل ہوگیا۔ تب ایک دن گروہ کے سرکردہ افراد نے اسے طلب کیا اور حیرت انگیز حد تک پرکشش مراعات کی پیشکش کی مگر ساتھ ہی ایک غیر متوقع مطالبہ بھی کیا "تم قادیانی بن جاؤ، مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مان لو" شہزاد ہکا بکا رہ گیا، آج اسے معلوم ہوا کہ یہ گروہ قادیانی ہے۔ اس نے سوچنے کی مہلت طلب کی اور اس کے بعد مزید کھوج میں لگ گیا۔ اس جستجو میں گروہ کی ایک پرانی کارکن "روبینہ" نے اس کی مدد کی۔ روبینہ نے جو انکشافات کئے وہ شہزاد کے لئے کسی ایٹمی دھماکے سے کم نہیں تھے۔ اس نے بتایا: "بلاشبہ یہ قادیانی گروہ ہے مگر اکیلا نہیں یہ ایک بیرونی خفیہ ایجنسی کی سرپرستی میں کام کررہا ہے۔ یہ کام ایک وسیع جنگ کے تناظر میں ہورہا ہے۔ اسے ہم حیاتیاتی جنگ کہہ سکتے ہیں۔

شہزاد کی یہ سچی کہانی چند روز قبل ہی سامنے آئی ہے۔ اسے پڑھ کر میں لرز گیا ہوں۔ میں اس پر یقین نہ کرتا شاید آپ بھی اسے سچ ماننے میں متذبذب ہوں کیونکہ یہ بات حلق سے اترنا واقعی مشکل ہے کہ آیا کوئی گروہ بلا تفریق لاکھوں کروڑوں پاکستانیوں کو اس طرح خفیہ انداز میں قتل کرنا کیوں چاہے گا؟ امریکا کی جنگ تو مجاہدین سے ہے۔ قادیانیوں کی لڑائی تو علماء اور ختم نبوت والوں سے ہے۔ انہیں عوام کے اس قتل عام سے کیا حاصل ہوگا؟ شہزاد کی کہانی میں اس کا جواب نہیں ملتا مگر اس کا جواب خود یورپی میڈیا پر آنے والی رپورٹوں سے مل سکتا ہے ان رپورٹوں کے مطابق اس وقت یورپ اور امریکا میں انسانی آبادی تیزی سے مٹنے کا خطرہ واضح طور پر محسوس ہورہا ہے۔ وہاں کے "فری سیکس" معاشرے میں اب کوئی عورت ماں بننا چاہتی ہے نہ کوئی مرد باپ۔ تقریباً ہر فرد کا یہ ذہن بن چکا ہے جب جنسی تسکین کے لئے آزاد راستے موجود ہیں تو شادی کا بندھن اور بچوں کا جھنجھٹ سر کیوں لیا جائے؟ اس بظاہر پُرفریب خیال کے پیچھے اجتماعی خودکشی کا طوفان چلا آرہا ہے۔ جس قوم کے اکثر لوگ بچے پیدا نہ کرنا چاہتے ہوں وہاں شرح پیدائش کیوں کم نہ ہوگی؟ چنانچہ وہاں اب آبادی تیزی سے سمٹنے لگی ہے۔ سابق امریکی صدارتی امیدوار پیٹرک جے بچاچن نے واضح طور پر لکھا ہے: "2050ء تک یورپ سے دس کروڑ افراد صرف اس لئے کم ہوجائیں گے کہ متبادل نئی نسل پیدا نہیں ہوگی۔" اس نے لکھا ہے "2050ء تک جرمنی کی آبادی 8 کروڑ سے گھٹ کر 5 کروڑ 90 لاکھ رہ جائے گی۔ اٹلی کی آبادی 5 کروڑ سے کم ہوکر صرف 4 کروڑ رہ جائے گی اسپین کی آبادی میں 25 فیصد کمی ہوجائے گی۔"

یہ وہ صورتحال ہے جس سے گھبرا کر مغربی دنیا کی حکومتیں عوام کو افزائش نسل کی ترغیبات دینے پر مجبور ہوگئی ہیں مگر کتے بلیوں کی طرح آزادانہ جنسی ملاپ کے عادی گورے اب کسی بھی قیمت پر یہ آزادی کھونا نہیں چاہتے۔ کوئی بڑے سے بڑا انعام انہیں بچے پالنے کی ذمہ داری قبول کرنے کیلئے سنجیدہ نہیں بنا سکتا۔ یہ بات درجہ یقین کو پہنچ چکی ہے کہ اس صورتحال کا تدارک نہ ہونے کے باعث 50، 60 سال بعد دنیا میں عیسائی اقلیت میں رہ جائیں گے اور کرہ ارض پر 60 سے 65 فیصد آبادی مسلمانوں کی ہوگی جو اپنی نسل مسلسل بڑھا رہے ہیں۔ خود یورپی ممالک میں کئی بڑے بڑے شہروں میں مسلم آبادی 50 فیصد کے لگ بھگ آجائے گی۔ اس صورتحال میں مغربی طاقتوں نے اپنے ہاں افزائش نسل سے زیادہ توجہ مسلم دنیا کی نسل کشی پر دینا شروع کردی ہے۔ پاکستان کو اس مقصد کے لئے پہلا ہدف اس لئے بنایا گیا ہے کہ یہ مسلم دنیا میں آبادی کے لحاظ سے تین بڑے ملکوں میں سے ایک ہے۔ پھر یہاں کی آبادی اپنی اسلام پسندی، علماء و مدارس کی کثرت اور جہادی پس منظر کی وجہ سے پہلے ہی مغرب کا خاص ہدف ہے۔ اس کے علاوہ یہاں مغرب کے مددگار قادیانیوں کا مضبوط نیٹ ورک ہے۔ چنانچہ یہودی لابی اس مقصد کے لئے متحرک ہوگئی ہے۔ اس کے لئے پاکستان کے قادیانی اس کے شریک کار بن گئے ہیں۔ شہزاد جیسے ہزاروں لڑکے اور روبی جیسی ہزاروں لڑکیاں ان کے چنگل میں ہیں۔ اپنے ایڈز زدہ جسموں کے ساتھ وہ طوعاً وکرہاً ان کے لئے کام کررہے ہیں۔ شہزاد کے بیان کے مطابق قادیانی گروہ ایک بیرونی خفیہ ایجنسی کے اس تعاون کو پاکستان کے سکیورٹی اہداف کے خلاف بھی استعمال کررہا ہے۔ جراثیم زدہ لڑکیوں کا نیٹ ورک ملٹری فورسز اور دوسرے خفیہ اداروں کے محب وطن افراد تک پھیلانے کی کوششیں پوری سرگرمی سے جاری ہیں جن کا نوٹس لینا ضروری ہے۔

مجھے یہ حساس ترین معلومات دیتے ہوئے شہزاد نے واضح طور پر آگاہ کیا کہ اسے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوچکا ہے قادیانیوں نے اسے مرزا پر ایمان لانے کی پیشکش کرکے اس کی سوئی ہوئی ایمانی غیرت کو جھنجھوڑ دیا تھا۔ شہزاد نے ان کی پیشکش ان کے منہ پر دے ماری اور اس گروہ کی جڑوں کو کھود کر ان کا کچا چٹھا صحافی برادری تک پہنچا دیا۔ شہزاد اپنا کام کرچکا، اب اس کا جو بھی انجام ہو وہ بھگتنے کے لئے تیار ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتے ہوئے یہ حقائق آپ تک پہنچا رہا ہوں۔

ہم چیف جسٹس، چیف آف آرمی سٹاف اور آئی ایس آئی کے سربراہ سے بطور خاص گزارش کرتے ہیں کہ اس بارے میں تحقیقات کرکے پاکستانیوں کی نسل کشی کے اس خوفناک منصوبے کو ناکام بنائیں۔ ورنہ مستقبل میں جہاں آبادی سے محروم یورپ و امریکا خودکشی کریں گے وہاں پاکستان بھی لق ودق صحرا بن کر اپنی پہچان سے محروم ہوجائے گا اللہ تعالیٰ اس برے وقت سے پہلے ہمیں سنبھلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اخبارات اور چینلوں پر آنے والے دوستی کے اشتہارات پر نظر رکھیں اور ان کے خطرات سے اپنے متعلقہ احباب کو خبردار کریں۔

قادیانی بن جانے کا مطالبہ سن کر شہزاد ہکا بکا رہ گیا۔ اب اس کے پاس اس مطالبہ کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا

بقیہ صفحہ نمبر39پر

اسلام دشمنوں کا مکروفریب

من گھڑت روایات کے ذریعے اسلام کو بدنام کرنے کی چال کی حقیقت

مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

روضۃ الاحباب مصنفہ جمال الدین عطاء اللہ شیرازی

ان کتابوں میں سے ہے کہ جنہیں شیعہ مصنفین نے اپنے مذموم عقائد ثابت کرنے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کرنے کے لئے ''اہل سنت کی معتبر کتاب'' کے عنوان سے پیش کیا۔ دوسری کتاب ''روضۃ الاحباب'' ہے۔

اس کتاب میں کئی ایک واہی تباہی روایات درج ہیں۔ مثلاً امام زین العابدینؓ کا غم حسینؓ میں گریبان چاک کرنا ثابت کیا گیا ہے۔ غلام حسین نجفی نے ماتم اور صحابہ نامی اپنی تصنیف میں اس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا:

ماتم وصحابہ ''امام زین العابدین کا غم حسین میں گریبان چاک کرنا اہل سنت کی معتبر کتاب روضۃ الاحباب میں موجود ہے از حاشیہ تاریخ احمدی

ترجمہ:

دربار یزید میں امام چہارم سید سجادؓ نے فرمایا کہ اے یزید تو نے مجھے یتیم کیا اور میرے جد کے دین میں رخنہ ڈالا اور حضرت نے ہاتھ بڑھایا اور گریبان خامہ کو چاک کیا۔

(ماتم اور صحابہ، صفحہ 164)

اس وضاحت کے بعد کہ اہل تشیع روضۃ الاحباب کو ''اہل سنت کی معتبر کتاب'' کے عنوان سے پیش کرتے چلے آ رہے ہیں، ہم اس کے ا[illegible] ر میں حقیقت حال و[illegible]ح کرنا چاہتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کتاب کو اہل سنت کی کتاب کہنا کس قدر بد دیانتی ہے اور مکروفریب ہے۔ اہل تشیع اس کتاب کے بارے میں کیا حقیقت بیان کرتے ہیں؟ ملاحظہ ہو۔

روضۃ الاحباب کا مصنف جمال الدین عطاء اللہ شیرازی پکا شیعہ ہے: شیخ شیعہ علماء کی وضاحت

الکنی والالقاب:

ترجمہ:

ایک اور جمال الدین نجامی سید عطاء اللہ بن امیر فضل اللہ شیرازی دشتکی ہے۔ جو محدث تھا اور روضۃ الاحباب کتاب کا مؤلف بھی تھا۔ یہ کتاب اس نے پیغمبر خدا کی سیرت اور آپ کے اصحاب و آل کی سیرت میں ہرات کے بادشاہ امیر علی شیر کے حکم سے لکھی۔ جمال الدین مذکور غیاث الدین منصور کا چچا

> **شیعہ ذاکر غلام حسین نجفی کی طرف سے "روضۃ الاحباب" کو اہلسنت کی معتبر کتاب کہنا بہت بڑی بد یانتی اور مکروفریب کی بدترین مثال ہے**

زاد بھائی ہے جو کہ نویں صدی کے مشہور علماء میں سے ہے اور اس کا لڑکا میر نسیم الدین مذکور غیاث الدین منصور کا چچا زاد بھائی لکھا جاتا ہے اس نے حدیث اور دیگر علوم وفنون میں بڑی مہارت پائی اور اپنے دور کا یکتا عالم تھا اس نے امام ذہبی کی کتاب المیز ان کی کچھ عبارات پر اعتراض بھی کئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص شیعہ تھا۔ روضۃ الاحباب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

(الکنی والالقاب جلد سوم صفحہ 146 مطبوعہ تہران طبع جدید)

الذریعہ

ترجمہ:

''روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی والآل والاصحاب'' فارسی میں تین جلدوں پر مشتمل ہے اور ا[illegible] سید امیر جمال الدین عطاء اللہ فضل اللہ نے تحریر کیا۔ جو امیر [illegible]ل الدین محدث شیرازی کے نام سے مشہور تھا۔ یہ کتاب اس [illegible] امیر علی شیر کے حکم سے لکھی، جو ہرات کا وزیر تھا، اس وزیر کا تذکرہ [illegible]ب ''اہل والامال'' میں مفصل موجود ہے۔ کتاب الریاض میں فاضل ہندی سے ایک سماعی روایت مذکور ہے کہ صاحب روضۃ الاحباب شیعہ تھا اور مسلک شیعہ پر کتابیں اس کے پاس موجود تھیں۔ ہراۃ میں نور اللہ شوستری کی طرح یہ بھی تقیہ کی زندگی بسر کرتا رہا اسی لئے روضۃ الاحباب میں بھی اس نے ''تقیہ'' کو چھوڑا نہیں۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد نمبر 11 صفحہ 285 مطبوعہ بیروت طبع جدید)

لمحہ فکریہ:

اہل تشیع کے عظیم محدث عباس قمی اور شیخ آقا بزرگ طہرانی نے کس قدر دو ٹوک انداز میں امیر جلال الدین کو اپنا ہم مسلک ثابت کیا اور اس کی روضۃ الاحباب میں بعض عبارات کو جن سے سنیت کا اظہار ہوتا تھا، اس کی صفائی بیان کر دی کہ اس نے یہ باتیں بطور تقیہ کہی ہیں۔ یہی وہ پکا شیعہ ہے کہ جسے نجفی اینڈ کمپنی اہل سنت کی صف میں کھڑا کر کے اپنے مسلک میں تقیہ پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ جس طرح امیر جلال الدین نے روضۃ الاحباب میں بعض عبارات کو تقیہ کے طور پر لکھا اسی طرح عقیدہ کی روشنی میں نجفی وغیرہ نے اپنے ہی ایک ''ماتمی اور عزادار'' کو سُنی بنا دیا، نہیں نہیں صرف یہی نہیں بلکہ بے چارے کو ''کتے اور خنزیر'' کے ساتھ ملا دیا گیا اصول کافی وغیرہ میں اہل سنت کو یہی کچھ کہا گیا ہے۔ دنیائے شیعیت میں ایک عجیب زلزلہ اور ایک عظیم انکشاف ہے کہ نجفی وغیرہ نے اپنے ہی ایک بڑے کی ٹانگیں پکڑیں اور اٹھا کر پھینکا کہ جنگلی درندوں میں سے بنا دیا لیکن اس پر حیرانی کی کوئی بات نہیں، مطلب برآری کے لئے ایسا کرنا ان شیعوں کے نزدیک کوئی جرم نہیں۔ ''تقیہ'' کی برکت سے ایسا کرنے پر بھی انہیں ثواب ملتا ہے۔

معارج النبوۃ مصنفہ ملا معین کاشفی:

''معارج النبوۃ'' ایک کتاب ہے جسے بعض سطحی لوگ اہل سنت کی کتاب کہتے اور سمجھتے ہیں اور اس میں موجود تحریر بطور حوالہ پیش کی جاتی ہے اور اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے شور مچایا جاتا ہے کہ دیکھو اہل سنت کی معتبر کتاب میں فلاں فلاں

مطلب براری کے لئے شیعوں کا اپنے بزرگوں کو کتے اور خنزیر سے ملا دینا جرم نہیں بلکہ اعلی درجے کی عبادت ہے

شیعہ عقیدہ اور عمل ثابت ہے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے ماتم اور صحابہ میں نجفی شیعی نے اسی کتاب کا اقتباس پیش کیا اور پھر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"وقت مصیبت حضرت عمر ؓ کا سر میں خاک ڈالنا"

(اہل سنت کی معتبر کتاب "معارج النبوۃ رکن چہارم باب پنجم میں ہے)

ترجمہ:

بی بی حفصہ اپنی تند مزاجی کی وجہ سے ازواج نبی میں خاصی شہرت رکھتی تھیں اور اس سے حضور ﷺ کو صدمہ ہوتا تھا جناب نے اسے طلاق دینے کا ارادہ کیا دوسری روایت میں ہے دے دی جب حضرت عمر ؓ کو معلوم ہوا تو روئے "سر میں خاک بھی ڈالی۔"

جواب:

کتاب معارج النبوۃ میں ہر طرح کی روایات اکٹھی کردی گئیں اس میں صحت وعدم صحت کا کوئی معیار نہیں رکھا گیا۔ اسی لئے اس کے بارے میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے احکام شریعت حصہ دوم صفحہ 82 میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس کتاب میں رطب ویابس سب اکٹھا کردیا گیا ہے یعنی مصنف کی اس روش نے کتاب کو قابل حجت نہ رہنے دیا۔ اور خود مصنف بھی مشکوک ہوگیا۔ اس کے علاوہ شیعہ برادری کے شیخ آقا بزرگ طہرانی کا کہنا ہے کہ یہ شخص (صاحب معارج النبوۃ ملا کاشانی) شیعہ معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی لکھا کہ اس نے بطور تقیہ اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا۔ الذریعہ جلد 21 صفحہ 184۔ ان حوالہ جات سے ظاہر ہوا کہ معارج النبوت اہل سنت کی معتبر کتاب نہیں جیسے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے لہٰذا اس کتاب کے مندرجات سے مسلک شیعہ کی تائید پیش کرنا بھی دھوکہ اور فریب ہے۔

حبیب السیر مصنفہ غیاث الدین
محمد ابن ہمام الدین

"حبیب السیر" کو نجفی شیعی نے "قول مقبول" میں کئی ایک مقام پر اہل سنت کی معتبر کتاب کے عنوان سے پیش کیا اور دیگر شیعہ مصنفین نے اس کتاب کو اہل سنت کی طرف منسوب کیا اور پھر اس سے ادھر ادھر کی لایعنی روایات سے اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ بطور نمونہ کتاب وفات عائشہ ملاحظہ ہو۔

کتاب وفات عائشہ:

ایک دن معاویہ نے سیدہ عائشہ ؓ سے کہلا بھیجا کہ آج آپ کی دعوت ہے اور دعوت کا سامان یہ کیا کہ اپنی قیام گاہ میں خفیہ طور سے ایک کنواں کھدوایا اور اس کا منہ خس وخاشاک سے بھر دیا اور اس پر آبنوس کی کرسی ڈال دی جب بی بی عائشہ اس مکان میں تشریف لائیں تو معاویہ نے اس کنویں کی طرف اشارہ کیا کہ اس پر تشریف رکھیں عائشہ قدم رکھتے ہی کنویں میں گر پڑیں، معاویہ نے اس کنویں کو چونے سے بھروادیا اور بند کردیا اور مدینہ واپس آگئے۔

(حبیب السیر جلد اول جز سوم صفحہ 85 مطبوعہ ممبئی بحوالہ وفات عائشہ مصنفہ مرزا یوسف لکھنوی صفحہ 112)

جواب:

"حبیب السیر" کس مذہب سے تعلق رکھنے والی کتاب ہے اس کا مصنف کون ہے؟ اس کا جواب شیخ آقائے بزرگ شیعی سے سنیئے:

حبیب السیر کا مصنف کٹر متعصب شیعہ ہے
آقا بزرگ شیعی کا بیان

الذریعہ:

ترجمہ:

"حبیب السیر" "فی اخبار افراد البشر" فارسی زبان میں لکھی گئی ایک بہت بڑی تاریخ کی کتاب ہے جس کی تین جلدیں ہیں اسے غیاث الدین محمد بن ہمام الدین نے تصنیف کیا..... اس کو پھر ایک بہت بڑی جلد میں اکٹھا کردیا گیا۔ اس کتاب کے شروع میں حضور ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنے کے بعد یہ کہا (خاص کر صلوٰۃ امام المسلمین امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب پر ہوں جو حضور ﷺ کے وصی، آپ ﷺ کے علم کے وارث اور خلیفہ ہیں۔ جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اور جن کو یہ اعزاز ملا کہ اے علی تو میرے نزدیک یوں ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون کا مقام ومرتبہ تھا۔ عجائب وغرائب کے مظہر اور مسلمانوں کے امیر دائما ہیں اس کے بعد بہت سے فارسی شعروں کے ذریعہ اور نثر کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی تعریف لکھی اور یوں لکھا:

اللهم صل علی المصطفیٰ وعلی المرتضیٰ وسائر الائمة المعصومين.

اسی مصنف کی ایک اور کتاب بھی ہے، جس میں امیر عالم سیر کے اخلاق اور کمالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ اس کی آخری تصنیف ہے۔ اور اس میں اس نے اپنے عقائد کھل کر بیان کئے جو اس سے پہلے تصانیف میں صراحت کے ساتھ نظر نہیں آتے۔ جلد اول کی جزء اربع میں لکھا: "یقیناً بہت سی احادیث نبویہ اس بات پر صراحت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد امارت اور خلافت حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے لئے تھی ان کے سوا کوئی دوسرا لائق امامت نہ تھا لیکن لوگوں نے بے اعتنائی برتی کیونکہ مشرکین کے ساتھ جہاد میں ان کے بہت سے رشتہ دار کام آگئے تھے امام برحق سے منہ موڑ کر لوگوں نے سیدنا ابوبکر ؓ کی بیعت کر لی ان کی سب سے پہلے بیعت کرنے والے سیدنا عمر بن خطاب تھے پھر جلد ثانی کی جزء اول میں حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے فضائل ومناقب تحریر کئے اور قرآن کریم واحادیث نبویہ سے ان کی امامت کے دلائل بھی ذکر کئے ان کے علاوہ بارہ ائمہ معصومین کے بھی فضائل کا تذکرہ کیا ہے ان کے اسمائے گرامی اور القابات کے ذریعہ نظم ونثر میں ان صفت امامت و عصمت کا تذکرہ بھی کیا ان کے علاوہ ان حضرات کے بارے میں کچھ ایسی باتیں بھی ذکر کیں جو غلو اور منکرات میں شامل ہیں۔ ان غلو اور منکرات کے قائل اہل سنت ہیں اور ان باتوں کا غلو اور منکر ہونا ان کی بہت سی تصانیف میں موجود ہے اور ان کے محاورات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

(الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ، جلد نمبر 6 صفحہ 244 تا 247 مطبوعہ بیروت طبع جدید)

لمحہ فکریہ:

صاحب الذریعہ نے حبیب السیر کے مصنف کو بالدلائل شیعہ ثابت کیا اور وہ بھی اس کی اپنی عبارات کی روشنی میں۔ مثلاً

(1) حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو وصی رسول کہا اور خلیفہ بلا فصل

بقیہ صفحہ نمبر 40 پر

وہ لوگ جو امر ہوگئے

مجاہد اسلام شاہین ناموس صحابہ

حاجی نذیر احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: محمد ہارون قاسمی۔ شورکوٹ

حمد وثنا پروردگار عالم کیلئے تمام درود وسلام جناب نبی کریم ﷺ کیلئے اور تحسین بھرے جذبات ان مقدس ہستیوں کیلئے جو ساری زندگی حضور ﷺ کے دست وبازو رہے اور دین کا پیغام من وعن ہم تک پہنچایا اور کروڑوں لعنتیں، ذلتیں اور گمراہیاں، بدبختیاں اس گروہ کیلئے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کائنات کو غموں اور خوشیوں کا مجموعہ بنایا ہے اگر کہیں خوشیوں کے شادیانے بج رہے ہیں تو ٹھیک اسی وقت کچھ لوگ غمزدہ بھی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے کچھ انسان ایسے بنائے ہیں جو زندہ رہتے ہیں تو لوگوں کے دلوں پر بادشاہی کرتے ہیں اور جب رخصت ہوتے ہیں تو بقول شاعر

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

کا مصداق بن جاتے ہیں حاجی نذیر احمد کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم سے نوازا تھا۔ مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جب آواز حق بلند کی تو حاجی صاحب ابتدائے جوانی میں تھے اور اس فکر میں تھے کہ میری جوانی دین کے کسی اچھے کام میں لگ جائے

> ان کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے مخالفین کو بھی ان کے قریب آ کر ہمارے مشن کو سمجھنے کا موقع ملا، ان کا تاریخ ساز جملہ آج بھی یاد ہے کہ: ”میں روزی کمانے کیلئے امیر عزیمت کا مشن نہیں چھوڑ سکتا۔“

چنانچہ فوراً لبیک کہا اور قافلہ حق میں شامل ہوگئے۔ 6 ستمبر 1985ء میں مولانا حق نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کی بنیاد رکھی تو بہت بڑا قافلہ لے جا کر شرکت کی اس کے بعد انتہائی لگن سے دفاع صحابہ کا کام شروع کر دیا، مشن سے وابستگی، لگن اخلاص، استقامت اور سخت جدوجہد کی وجہ سے قیادت مرکزیہ کی آنکھوں کا تارا بن گئے اور چند ماہ بعد قیادت مرکزہ نے انہیں شورکوٹ کا صدر منتخب فرمایا اس کے بعد گرفتاریوں، ہتھکڑیوں، بیڑیوں، ظلم وتشدد کا ایک نہ تھمنے والا سلسلہ چل نکلا، ملتان سنٹرل جیل کا دو سال کا طویل عرصہ اس میں شامل ہے لیکن اس مرد قلندر کے پائے استقلال میں لغزش نہ آسکی حاجی صاحب حسن اخلاق کا نمونہ تھے۔ رفاہ عامہ کے کاموں میں سب سے آگے آگے تھے، امن وامان کے سلسلہ میں حاجی صاحب نے بہت اہم کردار ادا کیا کارکن ان کے ایک اشارے کے پابند تھے، حاجی صاحب فجر کے وقت گھر سے نکلتے اور رات دس بجے تک مشن کا کام کرتے، اپنے پاس موٹر سائیکل رکھتے تھے، راستے میں مصروفیت کے باوجود ہر ادنیٰ واعلیٰ کو موٹر سائیکل روک کر سلام کرنا ان کے معمولات میں شامل تھا، ہر سُنّی کا ہر کام باعث سعادت سمجھتے تھے اعلیٰ قیادت نے ہمیشہ ان پر اعتماد کا اظہار کیا، مولانا اعظم طارق کا ان سے انتہائی قریبی تعلق تھا، حاجی صاحب ضلع جھنگ میں ہونے والی ہر کانفرنس میں بھرپور قافلہ کیساتھ شرکت کرتے تھے۔ مولانا اعظم طارق کی قیادت میں ہونے والی انٹرنیشنل حق نواز جھنگوی شہید کانفرنس 2000ء میں بھرپور محنت کی اور 200 کے قریب آدمیوں کا قافلہ لیکر شرکت کی ان کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے دشمن قوتوں کو قریب سے آ کر موقف سمجھنے کا موقع ملا، اپنے پرائے دوست، دشمن خواہ اس کا تعلق مشن سے تھا یا نہیں حاجی صاحب کے دیوانے تھے، یہ ان کے اخلاص اور مشن کی حقانیت کی واضح دلیل ہے، حاجی صاحب دو سال سعودی عرب میں رہے وہاں درزی کا کام کرتے تھے، خود فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ میں رہائش تھی اور دو سال کا عرصہ باجماعت مسجد نبوی ﷺ میں نمازیں ادا کیں فرماتے تھے ان نمازوں سے مجھے بہت روحانی فائدہ ملا ہے، تصنع بناوٹ سے بہت دور تھے، کبھی اپنی تعریف نہ کرتے تھے، بالکل سادہ کپڑا پہنتے تھے، ساتھیوں کے روکنے کے باوجود 84ء میں مشن کے کام کیلئے پاکستان تشریف لائے بعد میں کئی بار سعودیہ کے

> شورکوٹ میں امن وامان کے سلسلہ میں حاجی صاحب نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے، صبح فجر سے لیکر رات دس بجے تک کارکنوں کے کاموں کیلئے مشغول رہتے تھے

دوستوں نے فری ویزہ پر واپس سعودیہ آنے کی پیشکش کی لیکن اس مرد قلندر کا جواب آب زر سے لکھنے کے قابل ہے:

”میں روزی کمانے کیلئے امیر عزیمت کا مشن نہیں چھوڑ سکتا“

عوامی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ان کے حمایت یافتہ ہمیشہ بلدیاتی انتخاب میں جیتے ہیں دشمن نے جہاں مشن سے ہٹانے کیلئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے وہیں 2008ء میں ان پر قاتلانہ حملہ ہوا سُنیوں کی دعا اور صحابہ کی برکت سے صحت یاب ہوئے صحت مند ہونے کے بعد نئے عزم اور ولولے سے کام شروع کیا فرمایا موت کو قریب سے دیکھنے کے بعد موت کا خوف ختم ہوگیا ہے۔

اسیران ناموس صحابہ پر جان نچھاور کرتے تھے ان کے گھروں کی کفالت کرتے تھے، شہداء کے اہل خانہ کیلئے پرواز بن کر رہتے تھے، ہر سال مشن کا پیغام پہنچانے کیلئے عظیم الشان کانفرنس کروایا کرتے تھے جو ضلع جھنگ ضلع خانیوال اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ تک مشہور تھی اور تینوں اضلاع سے کارکن کانفرنس سننے آتے تھے ساری زندگی تکبیر اولیٰ قضا نہ ہوئی، فجر کے بعد گاؤں کے بچوں کو قرآن پاک پڑھانا برسوں کا دائمی معمول تھا، حاجی صاحب میں مولانا اعظم طارق والی تمام صفات تھیں، شورکوٹ کا اعظم طارق ان کا تعارف تھا لوگ انہیں شورکوٹ کا اعظم طارق کہتے ہیں ان کی زندگی غلامان صحابہ کیلئے اسوہ حسنہ ہے۔ **بقیہ صفحہ نمبر 36 پر**

حضرات شیخینؓ پر تبرّا کرنے کی سزا

حافظ یحییٰ عاصم
حقانی کلاچی

مشہور مصنف علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنے معرکۃ الآراء رسالہ ''من عاش بعد الموت'' میں کئی ایسے لوگوں کے واقعات لکھے ہیں کہ مرتے وقت انہوں نے آگ آگ چلانا شروع کردیا اور جب اُن کو کلمہ طیبہ کی تلقین کی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم کلمہ نہیں پڑھ سکتے۔ اس لئے کہ ہم ایسی جماعت سے متاثر تھے جو حضرات شیخین سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا حضرت عمر فاروقؓ پر سب و شتم کرتے تھے۔

اس طرح کے عبرتناک واقعات کتب تاریخ میں بکثرت موجود ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ سے بُغض و عداوت بد انجامی کا بڑا سبب ہے بعض واقعات اس طرح کے بھی ہیں کہ صحابہؓ سے بُغض رکھنے والوں کی صورتیں ذلیل جانوروں میں تبدیل کردی گئیں۔

محترم قارئین! آپ خود اس عبارت کو پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ جو لوگ سپاہ صحابہ کے خلاف بولنے سے انکی زبانیں نہیں تھکتیں کہ یہ دہشت گردوں کی جماعت ہے...... یہ تخریب کاروں کی جماعت ہے...... یہ شدت پسند جماعت ہے۔ سپاہ صحابہ تو اس مقدس جماعت کا دفاع کررہی ہے جن کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں بھی سخت سے سخت سزا سے دوچار کیا اور عبرت کا نشان بنایا۔

وہ جماعتیں چاہے سیاسی ہوں یا مذہبی جو صحابہ کرامؓ کے دشمنوں سے شیر و شکر اور ان کو اپنی محفلوں اور جلسوں میں شریک بناتے ہیں انکو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک یاد رکھنا چاہئے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ:

''میرے بعد ایک قوم آئے گی جو میرے اہل بیت سے محبت کا دعویٰ کرے گی حقیقتاً وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹی ہوگی اور اپنا نام شیعہ رکھے گی جس وقت تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ان پر سلام نہ کرنا اور جس وقت وہ بیمار ہوجائیں تو انکی بیمار پرسی نہ کرنا اور نہ ان کے ساتھ کھانا نہ ان کے ساتھ پینا جس وقت وہ مرجائیں تو انکی نماز جنازہ نہ پڑھنا کیونکہ وہ طعن کرتے ہونگے پہلے بزرگوں پر اور گالیاں دیتے ہونگے ابوبکرؓ اور عمرؓ کو۔''

(الطبری وکنز العمال)

محترم قارئین اسی طرح سینکڑوں واقعات ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ نے عبرت کا نشان بنایا لیکن سادہ لوح مسلمان بلکہ اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار اور اپنے آپ کو اسلام کا ہیرو کہنے والوں نے صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کو گود میں بٹھا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی مول لی اور اس کی نحوست اور سزا تمام عالم اسلام بھگت رہا ہے۔

سپاہ صحابہ کو دہشت گرد کہنے والے سوچیں! کہ یہ لوگ اس مقدس جماعت کی عزت و ناموس کا تحفظ کررہے ہیں جن کے دشمنوں کو اللہ پاک نے دنیا میں سخت سے سخت سزا دے کر عبرت کا نشان بنا دیا ہے۔

ذیل میں ایک عبرت ناک واقعہ تحریر کرتا ہوں کہ ان سے تو جنات بھی بہتر ہیں کہ: (فاعتبروا یاولی الابصار)

حضرت سلمہ بن مسیبؒ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ شریف منتقل ہونے کا پروگرام بنایا اور اپنا گھر بیچ دیا جب میں نے اس کو خالی کر کے سپرد کردیا اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر (جنات) کو کہا اے گھر والو ہم تمہارے ہمسائے رہے اور تم نے ہمیں اچھا پڑوس مہیا کیا (یعنی جن ہو کر بھی نہ ستایا) اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اجر عطا فرمائے، ہم نے تم سے خیر ہی پائی ہے، اب ہم نے اپنا گھر بیچ دیا ہے اور مکہ مکرمہ منتقل ہورہے ہیں۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تو گھر سے کسی نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہم بھی یہاں سے جارہے ہیں کیونکہ جس نے یہ گھر خریدا ہے وہ رافضی شیعہ ہے اس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو گالیاں دی ہیں۔

(تاریخ جنات وشیاطین: مصنف امام جلال الدین سیوطی صفحہ 304)

محترم قارئین! ہماری عبرت کیلئے صرف اور صرف یہ ایک واقعہ کافی ہے۔ اللہ پاک صحابہ کرامؓ کے ساتھ سچی محبت نصیب فرمائیں اور صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کا تعاقب نصیب فرمائیں۔ الحمد للہ سپاہ صحابہ نے سنی قوم میں اتنی بیداری پیدا فرمائی ہے کہ مجھے یقین ہے کہ قائدین سپاہ صحابہ علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ، علامہ ایثار القاسمی شہیدؒ، علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ، علامہ محمد ندیم شعیب شہیدؒ، علامہ اظہار الحق جھنگوی شہیدؒ، علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ اور خصوصاً علامہ محمد اعظم طارق شہیدؒ کی قربانیاں انقلاب لائیں گی۔

قارئین کرام! آپ حیران ہوں گے میرا چار سال کا بچہ محمد معاویہ جو شہید اسلام مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کی شہادت کے دو سال بعد پیدا ہوا ہے۔ بندہ راقم ایک روز کیسٹ کے ذریعہ علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی تقریر سن رہا تھا، معصوم بچہ مجھے کہتا ہے ابو (پشتو زبان میں) اعظم طارق صاحب وروا چو) اعظم طارقؒ کی کیسٹ لگا دو، وہ بہت مزہ کرتا ہے، جب گھر میں کھیلتا کودتا ہے تو اکثر زبان پر یہ وِرد جاری رکھتا ہے ''مولوی اعظم طارق زندہ باد'' اس لئے میں نے خصوصاً کا لفظ مولانا اعظم طارق کیلئے استعمال کیا۔ میں نے اپنے بچے محمد معاویہ سے کہا کہ مولانا اعظم طارق کو تو آپ نے دیکھا بھی نہیں ہے وہ تو آپ کی پیدائش سے دو سال قبل شہید ہوئے ہیں تو بچے نے کہا کہ نہیں میں نے دیکھا ہے۔ محترم قارئین بات لمبی ہوگئی۔ ایک دو واقعات صحابہ کرامؓ پر تبرّا کرنے کی سزا کے طور پر تحریر کرتا ہوں۔

توہین صحابہؓ کا انجام:

ابو اسحاقؒ ایک بڑے عالم گزرے ہیں ایک شخص مرگیا، بڑا آدمی تھا، ابو اسحاق کو غسل دینے کی دعوت دی گئی، جب ابو اسحاق نے آکر چادر اٹھائی تو مردے کے گلے میں ایک اژدھا لپٹا ہوا پایا، ڈر کر بھاگ گئے، تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص صحابہ کرامؓ کو گالیاں دینے والا تھا۔ ایک اور شخص نے حضرت حسنؓ کے مزار پر قصداً پیشاب کیا تو فوراً ہی کُتے کی طرح بھونکنے لگا۔ دیوانہ ہوگیا مرنے کے بعد بھی قبر سے کُتے کے بھونکنے کی آواز نکلنے لگی۔

(دعوات حق جلد دوم: شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ)

اللھم احفظنا منہ. نعوذ باللہ من ذلک

صحابہ کرامؓ پر طعن و تشنیع کرنے والے پر حضرت سعدؓ کی بد دُعا

عامر بن سعدؒ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت سعد بن ابی

بقیہ صفحہ نمبر 36 پر

جوابِ لاجواب

" اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِاَحَدِ الرَّجُلَیْنِ اَمَّا ابْنِ ھِشَّامُ وَاَمَّا عُمَرِ ابْنِ الْخَطَّابُ "

محمد اشرف ساجد شہینہ والوی

یہ دُعا، یہ درخواست، یہ سوال اُس زبانِ حق ترجمان کا، جس زبانِ نبوت کے متعلق کتاب الٰہی قرآن مقدس کی گواہی ہے (لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ) سنہ نبوی کے چھٹے یا ساتویں برس کی ایک شب حسب معمول اپنا سفر سمیٹ رہی ہے اہل عرب حسب دستور رات کے سناٹے میں نرم و ملائم گرم دسر دبستروں میں میٹھی نیند کے مزے لے رہے ہیں۔ ذہنی کیفیت ہر کسی کی جدا جدا ہے، کوئی دنیا و مافیہا سے بے خبر تو کسی ذہن پہ شب خوابی میں بھی کئی قسم کے خیالات و تفکرات کا ڈیرہ ہے، کسی ذہن میں دنیاوی امور سے متعلق خیالات ہیں تو کوئی تکالیف اُخروی سے نجات حاصل کرنے کیلئے اپنے پروردگار کے سامنے سربسجود، آہ و زاری، عجز و انکساری کیساتھ بدستِ دُعا ہے، کہیں فکر معاش کہیں فکر شادی بیاہ تو کہیں فکر آخرت اور جستجوئے حوران جنت ہو رہی ہے، الغرض یہ سلسلہ چل رہا ہے اور چلتا رہے گا...... لیکن ایک شخصیت وہ ہے جو مقصودِ کائنات ہے جو امام الکونین ﷺ ہے، جو سید البشر امام الانبیاء والمرسلین ہے جو کہ غلاف کعبہ کو پکڑ کر رات کے سناٹے میں اپنے خالق و مالک اپنے پروردگار و داتا کے حضور بدست دعا ہے، دعا کا موضوع اپنی سیاہ کار امت کی مغفرت، اپنی امت کیلئے بلندیٔ درجات، امت محمدیہ کیلئے ابدی سرخروئی، امت محمدیہ کیلئے استقامت دین و صراط مستقیم مانگنے کیساتھ ساتھ احکامات ربی شریعت نبوی اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلانے، اسلام کی عزت و آبرو اسلام کی وسعت و بقا کیلئے خصوصی طور پر ایک دعا گریہ و زاری کیساتھ زبان نبوت پہ جاری ہوتی ہے:

اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِاَحَدِ الرَّجُلَیْنِ اَمَّا ابْنِ ھِشَّامُ وَاَمَّا عُمَرِ ابْنِ الْخَطَّابُ......

دستِ نبوت چہرہ نبوت پہ پھرا ہی تھا کہ خطاب کے لخت جگر کا مقدر جاگ اٹھا اور حسن ﷫ کی روایت کی روشنی میں تو یہ دعا مانگی ہے ابن الخطاب کے لئے گئی تھی...... واللہ اعلم

(ابن سعد جلد 3 صفحہ 57)

اُدھر پیغمبر اعظم ﷺ بارگاہ پروردگار میں اپنی درخواست و اپنا سوال پیش کرتے ہیں، اِدھر ایوان کفار و مشرکین میں زلزلہ برپا ہو جاتا ہے کفر کے علمبردار، جو کہ شب و روز اسلام و پیغمبر ﷺ اسلام کیخلاف منصوبے گھڑنے میں مصروف تھے اپنے ناپاک عزائم کو آخری شکل دینے کے لئے ہنگامی اجلاس بلا لیا، پورا کفر متحد ہو کر سر جوڑے، بہت سے پہلوؤں پر غور کرتا ہے کہ...... سوشل بائیکاٹ...... ملک بدری...... زن زر کی پیشکش...... کرسی واقتدار چودھراہٹ بادشاہی وغیرہ وغیرہ...... لیکن بالاتفاق نعوذ باللہ منصوبہ قتل پہ دستخط ہی ہو جاتے ہیں...... انعام 100 اونٹ، تمغہ امتیاز (حقیقت میں تمغہ لعنت) جرأت و بہادری پورے عرب میں ناموں کی سند وغیرہ وغیرہ...... اپنے اکابرین کی طرح خطاب کا بیٹا پیغمبر اعظم ﷺ کے خلاف نفرت کی جو آگ سینے میں بسائے ہوئے تھا اسے ٹھنڈا کرنے کا موقع جان کر شمشیر برہنہ لے کر گھر سے نکلتا ہے، لیکن قدرت کے فیصلے قدرت ہی جانتی ہے۔ جانے والے کو بھی پتہ نہیں کہ...... میں قاتل نبوی نہیں بلکہ دُعا نبوی بن کر جا رہا ہوں اور ہاں دعا نبوی کا جوابِ لاجواب بن کر جا رہا ہوں۔

بازارِ عشق میں پتھر بھی موم ہوتے ہیں
جو قاتل بن کر آتے ہیں خلیفہ دوئم ہوتے ہیں

خطاب کا بیٹا خنتمہ کا لخت جگر بنو عدی کا یہ چشم و چراغ تلوار بکف نہایت ہی تکبرانہ انداز میں کاشیانہ نبوی ﷺ کی طرف گامزن...... لیکن حسن اتفاق کہ اپنے ہی قریبی جانے پہچانے خاندانی رشتہ دار نومسلم حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور مکالمہ ذیل ہو جاتا ہے۔

نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: عمر تیور بدلے ہوئے شمشیر برہنہ کہاں کا ارادہ ہے؟

عمر: محمد ابن عبداللہ کے فیصلے کا پختہ ارادہ ہے۔

نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: عمر اپنے گھر کا پتہ ہے؟

عمر: کیا ہوا؟

نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: وہ تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارا بہنوئی سعید؟؟

عمر: کیا ہوا ان دونوں کو؟

نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: وہ دونوں تو مسلمان ہو گئے ہیں

عمر: یہ نہیں ہو سکتا۔

نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: یہ ہو گیا ہے۔

چند ہی لمحوں میں بیت السعید میں پہنچ جاتے ہیں۔

عمر یہ کیا آواز تھی؟ بہن کچھ نہیں تھا۔

عمر میں نے سن لیا ہے بہن کیا سن لیا ہے؟

عمر یہی کہ تم مرتد ہو گئے ہو؟ بہن: نہیں، ہم مسلمان ہو گئے ہیں

بس اتنی ہی بات تھی کہ چند لمحوں بعد نومسلم سعید رضی اللہ عنہ بن زید اور نومسلمہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب لہولہان پڑے تھے،، بہن آخر بہن ہی ہوا کرتی ہے، بہتا ہوا خون چہرہ فاطمہ کی سرخی میں اضافہ کر رہا تھا لیکن زبان جرأت جذبۂ ایمانی کی ترجمان بن گئی اور کہنے لگیں کہ اپنے کفر کی آگ ایک ہی ذریعہ سے بجھا سکتے ہو کہ ہمیں قتل کر کے ہماری بوٹیاں کتوں کے آگے ڈال دو، لیکن اسلام نے ہمیں جو بلندی دی وہ کبھی پستی میں نہیں بدل سکتی...... کیا علم تھا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ تو خود ...... دُعاءِ نبوی ﷺ کا جوابِ لاجواب بن کر آ رہا ہے۔

حقیقی بہن کے چہرہ پہ لہو کی لڑیاں دیکھ کر عمر کا دل تو پسیج ہی چکا تھا بالآخر نسخۂ کیمیا، صحیفہ انقلاب قرآنِ مقدس کے اوراق لانے اور مطالعہ کرنے کے ارادہ کا اظہار کیا، جونہی صحیفہ اقدس پلٹا گیا تو پہلی نظر جس آیت طیبہ پہ پڑی وہ یہی تھی:

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

ایک ایک لفظ پہ دل مرعوب ہو رہا تھا کہ زبان پہ جاری ہو گیا (اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ) پھر ادھر بھی بے اختیار زبان پہ جاری ہو گیا:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کچھ ہی دیر پہلے قتل کی نیت سے آنے والا مرادِ نبوت بن کر دارِ ارقم میں ہادی اعظم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری کا اظہار کرتا ہے، جناب عمر شمشیر برہنہ دارِ ارقم کی طرف خراماں خراماں...... خدام و شاگردانِ محمد ﷺ نے دیکھا تو چہ می گوئیاں شروع ہو گئیں کہ عمر اور شمشیر برہنہ؟؟؟ اتنے میں ایک شیر گرجتا ہے کہ آنے دو ارادہ کے مطابق سلوک کیا جائے گا یہ گرج تھی سید الشہداء عم النبی ﷺ جناب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی،

عمر نہایت ہی عاجزی سے مقصودِ کائنات ﷺ کے سامنے

حاضر ہو گیا، مختصر سوال کا باادب جواب دیا۔ جناب ہادیٔ عالم ﷺ نے پوچھا کیسے آنا ہوا ،مؤدبانہ عرض کیا ،امام الانبیاء ﷺ خادم ،نوکر بن کر حاضر ہوا ہوں، امام الکونین ﷺ نے کلمہ پڑھا کر آغوشِ اسلام میں داخل فرما لیا۔ جناب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خوشی میں تکبیر کا جو نعرہ بلند ہوا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جناب عمر رضی اللہ عنہ کے نام کو بلند کر گیا۔

آج امام المعصومین ﷺ کی دُعا کا جواب لاجواب آنحضرت ﷺ کو مل چکا تھا، کچھ ہی دیر میں نماز کا وقت ہو گیا، جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھ کر ادھر اُدھر نماز کے جز و اول وضو کی تیاری میں مصروف ہو گئے ...... جناب عمر رضی اللہ عنہ کی حساسیت بول پڑتی ہے کہ میرے آنے پہ میرے بھائیوں کا یوں منتشر ہونا کچھ عجیب سا لگتا ہے؟ بتایا گیا نماز جو کہ پورے دین کا ستون ہے کی ادائیگی کا وقت ہے جناب عمر رضی اللہ عنہ کے استفسار پہ بتایا گیا کہ اسی دارِ ارقم میں ہی نماز باجماعت ادا کی جائے گی کیونکہ بیت اللہ میں کفار و مشرکین کے رؤسا مانع ہیں...... تھوڑی دیر پہلے کفر کی ترجمانی کرنے والی زبان اب اسلام کی ترجمان بن چکی تھی وہی تلوار جناب عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اور سردارانِ مکہ کو للکار رہے ہیں کہ اپنے بچوں کو یتیم اور بیگمات کو بیوہ کرنے کا جسے شوق ہے وہ آج پورا کر لے ......یعنی عمر رضی اللہ عنہ کا راستہ روک لے ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے مسلمانوں کی مسرت وشادمانی دیدنی تھی...... ہر چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا......آج عید کا سا سماں تھا۔ آج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہو کر امام الانبیاء ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہی ہے ......مسلمان مالکِ دو جہاں کے حضور سربسجود ہوئے ادھر کفر کا شور شرابہ واویلا ،غلغلہ جب بلند ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں عاص ابن وائل نے پناہ کی پیشکش کی لیکن جناب عمر رضی اللہ عنہ اب آغوشِ نبوت میں آ چکے تھے، حجر، شجر ،ہوا ،پانی ،سورج ،چاند ،ستارے، آگ ،مٹی بالخصوص 360 کو پوجنے والے اب ایک ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کے پجاری بن چکے تھے، اُس ذات کے آسرا کے علاوہ کسی کا سہارا لینا کہاں گوارہ کر سکتے تھے۔ آج ہی توحید کا پہلا سبق پڑھا تھا لہٰذا اس پیشکش کو ٹھکرا دیا، جماعت صحابہ کے ساتھ مل کر ہر دکھ، سکھ، رنج ،اَلم، تکالیف و مصائب حتیٰ کہ ایک دن ایسا بھی آیا کہ وسعت و سربلندی اسلام کے لئے ہادیٔ عالم ﷺ کی مقدس جماعت کے ساتھ اپنے پیارے وطن مکۃ المکرمہ کو بھی چھوڑنا پڑا لیکن اسلام کا یہ عظیم سپوت یہاں بھی (اپنے اسلام کے اظہار کی طرح اسی انداز میں تلوار ہاتھ میں لے کر کفار کو للکارتا ہوا اعلانیہ ہجرت کر جاتا ہے) لیکن کفر کی یہ جرأت کہ سامنے آئے ؟؟؟

مدینہ منورہ پہنچ کر آفتابِ رسالت ﷺ نے قبیلۂ بنی سالم کے سردار عتبان بن مالک کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا...... حق و باطل کے معرکۂ اول بدر...... سے لے کر وفات نبوی ﷺ تک تمام غزوات وسرایا میں بنفس نفیس شرکت کر کے جرأت و بہادری کے جوہر دکھلانے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ دورِ صدیقی میں جانشین پیغمبر ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص رہے ،حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بالاتفاق دستِ فاروقی پہ بیعت خلافت ہو گئی......اب علم اسلام مرادِ پیغمبر ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ علم اسلام کو کفرستانوں پہ گاڑنا شروع کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے شرقاً غرباً شمالاً جنوباً پرچم اسلام کو گاڑتے ہی چلے گئے۔ بائیس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کر لیا، گوردواروں ،مندروں ،کلیساؤں ،بت خانوں کو گرا کر نغمۂ توحید ترانہ بلالی سدائے اللہ اکبر کو بلند کرنے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا ،عراق ،مصر ،شام ،فارس ،آرمینیہ ،ایران پہ علم اسلام لہرا دیا، (وہی ایران جو کہ آج دن رات سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کے خلاف زہر اگلنا تبرّا کرنا سب سے اہم کارنامہ سمجھتا ہے کتنا احسان فراموش ہے ایران کہ اپنے محسن و فاتح تک کو معاف نہ کیا) وہ فاتح عظیم اور منصف اعظم کہ جن کے عدل و مساوات کے چرچے رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ بنے رہیں گے۔

عباداتِ الٰہی ،خوفِ الٰہی باوجود اس کے دنیا پہ ہی رب العالمین کی رضا کا ٹکٹ مل چکا ہے آج بھی جو جنت میں سویا ہوا ہے وہ بندگی و ریاضت ،عجز و انکساری سے اپنے پروردگار کے سامنے اس طرح حاضر ہوتا ہے۔

(بزبان مولانا قاضی حمید اللہ مدظلہٗ) ایک مرتبہ یمن سے ایک عورت کسی غرض سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے گھر حاضر ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ نے اس مہمان عورت کو ایک چٹائی پہ بٹھایا، وہ چٹائی ایک جگہ سے گیلی دیکھ کر ایک طرف سکڑ کر بیٹھ گئی (شاید اس کے دل میں خیال آیا کہ کسی بچے نے یہاں پہ پیشاب کر دیا ہو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے دیکھا تو فرمایا آپ بے فکر ہو کر بیٹھ جائیں اسی چٹائی پہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تنہائی میں اپنے پروردگار کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں ،دعا و استغفار کرتے ہیں تو چٹائی گیلی ہو جاتی ہے دن کے وقت میں دھوپ میں رکھ دیتی ہوں ابھی وہ سوکھ نہیں پاتی کہ پھر وہی وقت آ جاتا ہے دوسرا بھی اسی طرح کا ایک عجیب واقعہ (بقول حضرت قاضی صاحب) کہ ایک مرتبہ اپنے دورِ خلافت میں شام تشریف لے گئے وہاں نرخ معلوم کئے تو علم ہوا کہ یہاں انگور بہت مہنگا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کہاں کی پیداوار ہے، بتایا گیا کہ یہ یہیں کی پیداوار ہے، فرمایا یہیں کی پیداوار اور یہاں پہ ہی اتنا مہنگا؟؟؟ عرض کیا گیا یا امیر المؤمنین پیداواری وسائل نہ ہونے کی وجہ سے پیداوار بہت کم ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انشاء اللہ عمر رضی اللہ عنہ کا تم لوگوں سے وعدہ ہے کہ یہاں کے ہر باشندے تک عمر رضی اللہ عنہ انگور پہنچائے گا ،بیت المال سے بطور امداد لوگوں تک وسائل پہنچائے کہ انگور کے باغات لگائے جائیں، جب دوبارہ جانا ہوا تو دیکھا کہ ایک بکری انگور کا خوشہ کھا رہی ہے اور کافی مقدار میں اس کے سامنے انگور پڑے ہوئے ہیں۔

اسی جگہ پہ کھڑے ہو کر اپنے پروردگار کا شکر ادا کرتے ہوئے عرض کرنے لگے کہ باری تعالیٰ میں نے تو انسانوں سے وعدہ کیا تھا لیکن تو نے اپنی دوسری مخلوق تک یہ نعمت پہنچا دی ،مالک یوم الدین کی کتنی کرم نوازی ہے ،فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ اگر بولتا ہے یعنی رائے دیتا ہے تو احکم الحاکمین قرآن مقدس کی شکل میں حکم ربانی جاری کر دیتا ہے۔ اگر وہ وعدہ کرتا ہے تو مالک ارض وسماء وہ بھی پورا کر دیتا ہے۔

امیر المؤمنین کا لقب اختیار کرنے والا ،منصفانہ عدالتیں اور قاضی مقرر کرنے والا ،بیت المال قائم کرنے والا ،مردم شماری کا شعبہ اور نہریں کھدوانے والا ،عدالتیں اور قاضی مقرر کرنے والا، ،شہر آباد کرنے والا اور فوجی چھاؤنیاں قائم کرنے والا ،حاکم وقت ہو کر رات کو گشت کرنے والا ،مسافر خانے بنوانے اور غلام آزاد کرنے والا ،مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے بھی روزینے مقرر کرنے والا ،اپنے ماقبل کو جمع ترتیب قرآن مجید پہ آمادہ کرنے والا ،مکاتیب قائم کرنے ،ائمہ و مؤذنوں کی تنخواہ قائم کرنے والا ،محکمہ پولیس ،جیل خانہ جات اور دُرّہ استعمال کرنے والا ،مساجد میں روشنی کا انتظام کرنے والا اور بالآخر یہ دُعا مانگنے والا ”یا باری تعالیٰ مجھے موتِ شہادت دے اور اپنے محبوب ﷺ کے شہر اقدس میں، بالآخر ایک ایرانی النسل غلام ابو لؤلؤ فیروز مجوسی کے زہر آلود خنجر سے حالت نماز میں زخمی ہو کر بھی نماز کی تاکید کرنے والا...... بالآخر یکم محرم الحرام 23ھ کو جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے اپنے محسن اعظم ﷺ کے پہلوئے اقدس میں آرام پذیر ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوستی نبھانے والا

پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ نے دربار پروردگار میں جو درخواست پیش کی تھی جو سوال کیا تھا مالک ارض وسماء نے جواب وہ دیا جو کہ جوابِ لاجواب ہے۔ جو دنیا کا ساتھی مزار مبارک کا ساتھی ،بہشتِ بریں کا ساتھی...... ہے نا!

جوابِ لاجواب..........!!!

☆☆☆☆☆☆☆☆

فاضل دیو بند، استاذ العلماء، شیخ الحدیث

حضرت مولانا عبدالہادی میمن رحمۃ اللہ علیہ ٹھیڑھی شریف

خالد الحسینی گھوٹکی سندھ

حضرت مولانا عبدالہادی میمن رحمۃ اللہ علیہ علمی حلقے کی نامور شخصیت تھی، سندھ کے اکثر علماء کو آپ سے شرف شاگردی حاصل ہے، آپ مثالی اور مرجع اساتذہ میں سے تھے، آپ خصوصاً علم میراث، علم صَرف، علم حدیث کے امام تھے، حضرت علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے بخاری شریف جلد اول پڑھی تھی۔

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالہادی میمن رحمۃ اللہ علیہ حاجی غلام محمد بن محمد پنھل (سندھی زبان میں محبوب کو پنھل کہتے ہیں)، آپ 1918ء کو سندھ کے علمی تاریخی شہر ٹھیڑھی شریف میں پیدا ہوئے، یہ وہ زمانہ ہے جس سال طاعون (وبا) کی بیماری عام تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیماری سے محفوظ رکھا، جیسے آپ کو شعور آیا اسی وقت آپ نے قرآن مجید اور سندھی پرائمری کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد آپ نے مولانا عبدالمجید شاہل لدھانی والے اور مولانا محمد لقمانی پنوعاقل والوں سے چہار گلزار سے لے کر سکندر تک فارسی کی تعلیم حاصل کی، بعد میں آپ نے مادر علمی جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی میں مسلسل آٹھ سال تک عربی کی تعلیم حاصل کرتے رہے، آپ کے اساتذہ حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت مولانا قاضی حبیب اللہ (تلمیذ خاص حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری) (2) استاذ الکل مولانا محمد لغاری (3) شیخ الحدیث حضرت مولانا قطب الدین ہالیجوی (4) حضرت مولانا عبیداللہ انڈڑ ہالیجوی (5) مولانا محمود احمد ریاست بہاولپور۔

آپ کے ہم کلاس اس طرح ہیں:

(1) شاعر اسلام حضرت مولانا عبدالغنی مہجور (آپ بہت بڑے قادر الکلام شاعر تھے، آپ ہفت زبان شاعر تھے) (2) مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کراچی قابل ذکر ہیں، اساتذہ کی کمی کی وجہ سے آپ پڑھنے کے دوران مختلف طلبہ کو قدوری شرح تہذیب اصول شاشی اور مرقات پڑھاتے رہتے تھے، آپ 1359ء کو دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں پر مختلف اساتذہ سے معقول اور منقول کی کتابیں پڑھیں، وہ اسی طرح ہے، آپ نے کافی تعداد میں معقولات کی کتابیں حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی سے پڑھیں، مسلم العلوم مولانا عبدالسمیع کے پاس اور ملا حسن اور تلویح مولانا ظہور احمد کے پاس، بیضاوی مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے پاس اس کے علاوہ آپ نے کچھ کتابیں مولانا مفتی ریاض الدین اور شیخ الادب مولانا اعزاز علی کے پاس پڑھیں، دارالعلوم سے واپسی کے بعد آپ کو جامعہ دارالہدیٰ کے اندر عربی کا استاد مقرر کیا گیا، آپ دو سال تک دارالہدیٰ میں پڑھاتے رہے حالانکہ آپ نے دورہ حدیث نہیں پڑھا تھا لیکن آپ کی قابلیت کو دیکھ کر 1364ھ میں دارالہدیٰ ٹھیڑھی کے اندر آپ کو دستار بندی سے سرفراز کیا گیا

آپ کو دورہ حدیث مکمل کرنے سے پہلے ہی دستار فضیلت سے سرفراز کیا گیا

، بعد میں 1366ھ کو آپ دوبارہ دارالعلوم دیوبند دورہ حدیث پڑھنے کیلئے تشریف لے گئے، اسی دوران جو آپ کے اساتذہ کرام تھے جن سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا وہ حسب ذیل ہیں:

(1) بخاری شریف کامل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے۔

(2) سنن ترمذی مع شمائل ترمذی، ابوداؤد مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ (3) مسلم شریف کامل، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے (4) سنن نسائی مولانا فخر الحسن مراد آبادی سے (5) سنن ابن ماجہ قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے (6) طحاوی شریف مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اکوڑہ خٹک سے (7) موطا امام مالک، مولانا عبدالخالق کبیر والا سے جو دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے (8) موطا امام محمد، مولانا عبدالحق نافع گل، اسی دوران حضرت مولانا محمد شریف کاشمیری بھی دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے لیکن اتفاق سے ان کے پاس کوئی سبق پڑھنے کا موقع نہ ملا۔ دارالعلوم دیوبند میں طلبا کے مطالبہ پر آپ نے بہت سارے طلبا کو سراجی (علم میراث) پڑھائی، دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے باقاعدہ تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا جو اس طرح ہے:

(1) فراغت کے بعد مسلسل پانچ سال تک دارالہدیٰ ٹھیڑھی میں تعلیم دیتے رہے۔ (2) 16 سال تک مدرسہ مدینۃ العلوم حمادیہ پنو عاقل میں درس و تدریس کا کام کرتے رہے، اس مدرسہ کے بانی قطب الاقطاب حضرت حماد اللہ ہالیجوی نور اللہ مرقدہٗ ہیں۔ اسی مدرسہ میں آپ کو فارسی سے لے کر دورہ حدیث تک پڑھانے کا موقع ملا۔ (3) 1387ھ میں آپ نے مدینۃ العلوم پنو عاقل کو خیر آباد کہہ کر ایک سال مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی میں رہے، اسی دوران حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحئی الحسینی آپ کے ساتھ مدرس تھے۔ (4) اس کے بعد آپ تیسری بار جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی تشریف لائے اور مسلسل سات سال تک جامعہ دارالہدیٰ میں شیخ الحدیث رہے اور بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس دیتے رہے، اسی دوران ہر 20 سے لیکر 50 تک دورہ حدیث میں طلبا شریک ہوتے تھے۔ (5) اس کے بعد آپ 1396ھ میں مدرسہ بدر العلوم خیر پور میرس سندھ میں تدریس کا کام کرتے، اس کے بعد چوتھی بار جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی تشریف لائے اسی دوران آپ سے حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف جلد اول پڑھی۔ (6) اس کے بعد آپ نے جامعہ اشرفیہ سکھر کو اپنے لئے منتخب فرمایا، اسی دوران راقم الحروف نے اپنے والد محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحئی الحسینی

کے ساتھ جامعہ اشرفیہ سکھر کی خدمت میں زیارت ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، آپ بڑی محبت اور گرم جوشی سے ملے، دوران گفتگو حضرت شیخ الحدیث نے حضرت سے فرمایا کہ مجھے آپ کے ساتھ دو بار مل کر پڑھانے کا موقع ملا ہے۔ایک بار مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی میں اور پھر جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی میں اب بھی میرا دل کہتا ہے کہ میں دارالہدیٰ ٹھیڑھی کو چھوڑ کر جامعہ اشرفیہ سکھر آجاؤں اور اکٹھے مل کر حدیث پڑھائیں، اسی پر حضرت مولانا علامہ عبدالہادی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت یہ کیسے ممکن ہوگا کہ دو شیر ایک جنگل میں رہیں، اسی پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحئی الحسینی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت یہ دو شیر دو بار پہلے اکٹھے مل کر رہ چکے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالہادی رحمہ اللہ کی سیرت اور صورت مثالی تھی، آپ جب عبادت کرتے تو گھنٹوں کھڑے ہو کر عبادت کیا کرتے تھے، آپ صفائی کا بہت خیال کرتے تھے، ہمیشہ صاف ستھرے کپڑے پہنتے تھے، آپ قد کے ہلکے تھے اور ہاتھ میں عصا اٹھا کر چلتے، چلنے کا انداز یہ تھا کہ آہستہ آہستہ جھک کر چلتے تھے، بولنے میں آواز صاف ستھری تھی لیکن آہستہ آہستہ ٹھہر کر بولتے، آپ نے ایک اندازہ کے مطابق 45 برس تک درس حدیث دیا، آپ کا شمار سندھ کے بڑے بڑے محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ 18 ذوالقعدہ 1410ھ کو انتقال فرما کر واصل باللہ ہوگئے۔ آپ کے کچھ خاص شاگرد جو علمی اعتبار سے مشہور ہوئے:

(1) فقیہ سندھ محقق عالم حضرت مولانا عبدالرحمٰن دریاخان مری ضلع نوشہرو فیروز سندھ۔

(2) شیخ الحدیث مولانا غلام محمد کولاب جیئل ضلع خیرپور میرس سندھ (3) مولانا عبدالباری انڈڑ گھوٹکی سندھ (4) مفتی اعظم سندھ حضرت مولانا مفتی غلام قادر میمن نوشہرو فیروز سندھ (5) جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد بلال مورو جو کوٹ لالو نوشہرو فیروز۔

(6) حضرت مولانا حافظ محمود اسد ہالیجوی سجادہ نشین خانقاہ ہالیجی شریف سکھر سندھ۔

(7) امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ (8) محقق عالم حضرت مولانا سید خلیل احمد شاہ جیلانی گھوٹکی سندھ (9) محقق عالم شیخ الحدیث مولانا عبداللطیف پٹھان گھوٹکی سندھ (10) حضرت مولانا مفتی عبدالوہاب چاچڑ روہڑی سکھر سندھ۔ (11) حضرت مولانا محمد مراد شیخ الحدیث جامعہ مظہر العلوم حمادیہ سکھر سندھ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ حضرات شیخینؓ پر تبرا کرنے کی سزا

وقاصؓ ایک ایسی جماعت پر گزرے جو سب کسی شخص کی گفتگو غور سے سر جھکا کر سننے میں مشغول تھے۔ آپ ﷺ نے بھی تحقیق حال کیلئے سر اندر ڈال کر اسکی بات سنی تو دیکھا کہ وہ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ پر لعن وطعن کر رہا تھا۔ حضرت سعدؓ نے اسے اس حرکت سے منع کیا۔ مگر وہ باز نہیں آیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو میں تجھ پر بددعا کردوں گا اس نے کہا کہ آپ تو ایسے دھمکی دے رہے ہیں گویا کہ آپ ﷺ نبی ہوں اس کے بعد حضرت سعدؓ گھر تشریف لے گئے، وضو فرمایا، دو رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر ان الفاظ میں بددعا کی کہ:

"اے اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص ایسے لوگوں پر سب وشتم کر رہا ہے جن کے نیک اعمال تیرے دربار میں پہنچ چکے ہیں اور اس نے انہیں برا بھلا کہہ کر تیرا غصہ مول لیا ہے تو اسے تو آج ہی عبرت ناک نشانی بنادے۔"

اب عامر بن سعدؓ کہتے ہیں کہ بددعا مانگتے ہی ایک بدکا ہوا بختی اونٹ سامنے سے نکل کر مجمع کو چیرتا پھاڑتا سیدھا اس شخص تک پہنچا، لوگ ڈر کے مارے دور بھاگ گئے اور اس بدکے ہوئے اونٹ نے صحابہ کرامؓ کی شان میں زبان درازی کرنے والے شخص کو اپنے پیروں تلے روند ڈالا اور منہ سے اس کے اعضاء چبا چبا کر برسرعام ہلاک کر ڈالا۔ یہ عبرتناک منظر دیکھ کر لوگ دوڑتے ہوئے حضرت سعدؓ کے پاس پہنچے اور انہیں خبر سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بددعا کی قبولیت ظاہر کردی ہے۔ (البدایہ والنہایہ: 470/7)

یہ چند واقعات ہماری آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہیں ورنہ تاریخ کے ہر دور میں ایسے واقعات پائے گئے ہیں کہ جن بدنصیبوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ستایا ہے ان کا حشر برا ہوا ہے۔ سوئے خاتمہ کے منجملہ اسباب میں سے ایک بڑا سبب اولیاء اللہ سے بغض اور انکی شان میں ہرزہ سرائی بھی ہے

حدیث قدسی میں وارد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ ۲

(بخاری شریف صفحہ 2)

اللہ پاک ہم سب کو بد انجامی سے محفوظ رکھے (آمین)

اللہ پاک شہدائے ناموس صحابہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما کر شہادت کی موت سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

واہ مولا کیسی سزا ہے قتل حسین کی
اپنا ہی جسم نوچتے ہیں محبت کی آڑ میں

☆☆☆☆☆

بقیہ حاجی نزیر احمد شہید

3 مارچ 2010ء جھنگ روڈ پل سنڈھیاں والی ایک مدرسہ کی زمین خریدنے کے سلسلہ میں تشریف لے گئے، واپسی پر اپنے ساتھی قاری محمد ارشد (مدرسہ کے ذمہ دار) کے ہمراہ باوضو، روڈ ایکسیڈنٹ میں موقع پر ساتھی سمیت شہید ہوگئے۔ ساری زندگی صحابہ کیلئے کام کیا، اسیران شہدا کے گھروں کی کفالت کی، خدمت کی لیکن اپنے بچوں کیلئے کچھ نہ کیا، ہنرمند تھے چاہتے تو حلال ذریعہ سے لاکھوں کما سکتے تھے لیکن شہر سے دور گاؤں میں چھوٹا سا کچا گھر ان کی گزری ہوئی زندگی کی گواہی دے رہا ہے۔

پسماندگان میں بیوہ دو بیٹیاں دو بیٹے (عمر 5 سال 13 سال) چھوڑے ان کے جانے کے بعد دل غمزدہ جگر چھلنی ہے، دماغ ہوش وحواس کام نہیں کر رہے یوں لگتا ہے جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہے، آسمان دنیا نے نیا منظر دیکھا، شورکوٹ کی تاریخ میں ان جیسا جنازہ آج تک نہیں ہوا، بلامبالغہ 40 ہزار لوگ جنازے میں شریک تھے۔ کارکنوں کی حوصلہ افزائی کیلئے جنازہ میں ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا معاویہ اعظم اور ضلعی صدر جھنگ مولانا عبدالغفور جھنگوی اور بہت سے علماء قائدین تشریف لائے۔ نماز جنازہ مولانا عبدالرحیم شیخ الحدیث جامعہ محمودیہ جھنگ نے پڑھائی۔ سنیوں کو غمزدہ چھوڑ کر امیر عزیمت کا تھکا ہوا نوکر سنیوں کا محسن ابدی نیند سو گیا۔☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ دینی مدارس

طوفانوں کا سدباب ہو یا سنت کے چراغ بانٹنے کا جنون، مساجد کو آباد رکھنے کا ولولہ ہو یا بروقت اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرنے کا جذبہ، نکاح اور جنازے پڑھانے کی ضرورت ہو یا روز مرہ پیش آنے والے مسائل میں رہنمائی کی حاجت، ارباب اقتدار کے ظالمانہ رویہ کے آگے سد سکندری بنتا ہو یا جابرانہ قوانین کے آگے سیسہ پلائی ہوئی دیوار، امراء کے مظالم کے خلاف آواز ہو یا غرباء کے حقوق کی جنگ۔ ہر مقام، ہر مرحلہ، ہر موقع اور ہر موڑ پر دینی مدارس کا کردار تابندہ اور درخشندہ ہے، تاباں اور عیاں ہے ملک وقوم کے ہر فرد کی گردن اصحاب مدارس کے احسانات سے جھکی ہوئی اور فضلاء مدارس کی نوازشات کے زیر بار ہے۔

دینی مدارس کی انہیں خدمات کے باعث مسلم قوم فطرتاً ان سے عقیدت ومحبت رکھنے پر مجبور ہے نہ حکومت کی طاقت اس کو روک سکتی ہے نہ مغربی تہذیب کی گرد آلود اور متعفن فضا ان دین کے صاف وشفاف چشموں کو گدلا کر سکتی ہے۔ البتہ امت مسلمہ سے گزارش ہے کہ وہ اسلام کے محفوظ قلعہ میں پناہ حاصل کرنے کیلئے مدارس، مساجد اور خانقاہوں کے دامن مضبوطی سے تھام لیں، ان سے تعلق میں پختگی پیدا کریں ورنہ (خدانخواستہ) یورپ سے برآمد ہونے والی لائق صد نفرین تہذیب سے خود کو بچانا مشکل ترین ہوجائے گا اور اسلام سے وابستگی خطرہ میں پڑجائے گی۔☆☆☆☆☆☆

انتخاب
بھائی ارشاد حیدری پشاور

زندگیاں صحابہ رض کی

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ

صور من حیاۃ الصحابہ رض عربی کتاب کے ترجمہ سے ماخوذ

نوجوان سعید بن عامر جمحی رض ان ہزاروں انسانوں میں سے ایک تھا جو سرداران قریش کی دعوت پر مکہ سے باہر صحابی رسول ﷺ حضرت خبیب رض بن عدی کے قتل کا تماشا دیکھنے کیلئے اکٹھے ہوئے تھے جنکو کفار نے غداری سے گرفتار کیا تھا۔ وہ اپنی بھرپور جوانی اور پرجوش شباب کے بل پر مجمع کو دھکیلتا ہوا رستہ بناتا ہوا ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جیسے روساء قریش کے پہلو بہ پہلو جا کھڑا ہوا وہ اس مجمع میں نمایاں مقام پر کھڑے تھے اسطرح اسے اس بات کا موقع ملا کہ وہ قریش کے قیدی کو دیکھ سکیں جو وہاں پابہ زنجیر لایا گیا تھا جسکو قریش کی عورتیں اور بچے جوان دھکیلتے ہوئے موت کے میدان کی طرف لا رہے تھے تاکہ اسے قتل کر کے محمد ﷺ سے انتقام لے سکیں اور جنگ بدر میں مارے جانے والے اپنے عزیز واقارب کا بدلہ چکا سکیں۔ جب یہ زبردست ہجوم اپنے قیدی کو لیے ہوئے اس جگہ پر پہنچ گیا جو اسکے قتل کے لئے بنائی گئی تھی تو نوجوان سعید بن عامر ایک جگہ رک کر ہجوم کے درمیان سے حضرت خبیب رض کو دیکھنے لگا اس نے دیکھا کہ خبیب کو تختہ دار کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ اس نے دیکھا کہ خبیب کہہ رہا ہے!

"اگر تم لوگ چاہو تو قتل سے پہلے
مجھے دو رکعت نماز کا موقع دے دو"

پھر سعید نے دیکھا کہ خبیب رض بن عدی رض نے قبلہ رو ہو کر دو رکعتیں پڑھیں آہ کیسی حسین اور کتنی مکمل تھیں وہ دو رکعتیں پھر اس نے دیکھا کہ خبیب رض نے زعماء قریش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ۔۔۔ واللہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ تم میرے متعلق اس بدگمانی میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ میں موت کے ڈر سے نماز کو طول دے رہا ہوں تو میں لمبی اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھتا۔۔۔ پھر سعید نے بہ چشم سر اپنی قوم کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ زندہ ہی خبیب رض کا مثلہ کر رہے ہیں اور انکے اعضاء جسم کو یکے بعد دیگرے کاٹ رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے چلے جا رہے ہیں کہ۔۔۔ کیا خبیب رض تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ محمد ﷺ تمھاری جگہ یہاں ہوتے۔ اور تم اس تکلیف سے نجات پا جاتے۔۔۔ تو خبیب رض نے جواب دیا (اور اس وقت انکے جسم سے بے تحاشہ خون جاری تھا)۔۔۔ واللہ مجھے تو اتنا بھی گوارا نہیں ہے کہ میں امن واطمینان کے ساتھ اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہوں اور آقا ﷺ کے پاؤں کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو فضا میں بلند کرتے ہوئے چیخنا شروع کیا۔۔۔ مار ڈالو اسے قتل کر ڈالو اسے۔۔۔

پھر سعید بن عامر رض کی آنکھوں نے یہ منظر دیکھا کہ خبیب رض نے تختہ دار ہی سے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا۔

اللھمہ احصھم عددا واقتلھم بددا ولا تغادر منھم احدا

خدایا انہیں ایک ایک کر کے گن لے انہیں منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔ پھر انہوں نے آخری سانس لی اور روح پاک اپنے رب کے حضور کے پاس پہنچ گئی اس وقت ان کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے ان گنت زخم تھے۔ اسکے بعد قریش مکہ لوٹ آئے اور بڑے بڑے واقعات وحادثات کے ہجوم میں خبیب رض اور ان کے قتل کا واقعہ ان کے ذہنوں سے اوجھل ہو گیا لیکن نوجوان سعید بن عامر جمحی رض کی مظلومیت اور انکے دردناک قتل کے اس دل خراش منظر کو اپنے لوح ذہن سے ایک لمحہ کے لئے محو نہ کر سکا وہ سوتا تو خواب میں انکو دیکھتا اور عالم بیداری میں اپنے خیالات میں انکو موجود پاتا یہ منظر ہر وقت انکی نگاہوں کے سامنے رہتا کہ خبیب رض تختہ دار کے سامنے بڑے سکون واطمینان کے ساتھ کھڑے دو رکعتیں ادا کر رہے ہیں اور اسکے پردہ سماعت سے ہر وقت انکی وہ درد بھری آواز ٹکراتی رہتی جب وہ قریش کے لئے بددعا کر رہے تھے اور اسکو ہر وقت اس بات کا ڈر لگا رہتا کہ کہیں آسمان سے کوئی بجلی یا کوئی چٹان گر کر اسے ہلاک نہ کر دے۔ خبیب رض نے اسے بتایا کہ حقیقی زندگی یہی ہے کہ آدمی ہمیشہ سچے عقیدے کے ساتھ چمٹا رہے اور زندگی کی آخری سانس تک خدا کی راہ میں جدوجہد کرتا رہے خبیب رض نے سعید کو یہ بھی بتلایا کہ ایمان واضح راسخ کیسے کیسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیتا ہے اور اس سے کتنے محیر العقول افعال ظہور پزیر ہوتے ہیں خبیب رض نے سعید کو ایک اور بڑی حقیقت سے آگاہ کیا کہ وہ شخص جسکے ساتھی اور جانثار اسطرح کٹ کر محبت کرتے ہیں واقعی برحق رسول ﷺ اور سچا نبی ہے اور اسے آسمانی مدد حاصل ہے۔ اس وقت اللہ تعالی نے سعید بن عامر رض کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیا وہ قریش کی ایک مجلس میں پہنچا اور وہاں کھڑے ہو کر اس نے قریش اور انکے کالے کرتوتوں سے اپنی بے تعلقی ونفرت اور انکے معبودان باطل سے اپنی بے زاری وبرات اور اپنے دخول اسلام کا برملا اور کھلم کھلا اعلان کیا۔ اسکے بعد حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اور مستقل طور پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی اور غزوہ خیبر اور اسکے بعد کے تمام غزوات میں آپ ﷺ کے ہمراہ رہے اور جب حضور ﷺ اپنے رب کے جوار رحمت میں منتقل ہو گئے تو حضرت سعید بن عامر رض آپ ﷺ کے دونوں خلفاء حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض کے ہاتھوں میں شمشیر برہنہ بن گئے انہوں نے اپنی تمام جسمانی اور نفسانی خواہشات کو اللہ تعالی کی مرضیات کے تابع کر کے اپنی زندگی کو اس مومن صادق کی زندگی کا نادر اور بے مثال نمونہ بنا کر پیش کیا جس نے دنیوی عیش وعشرت کے عوض آخرت کی ابدی ولافانی کامیابی وفائز المرامی کا سودا کر لیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے یہ دونوں جانشین انکی نصیحتوں کو بہت غور وتوجہ سے سنتے اور انکی باتوں پر پورا پورا دھیان دیتے تھے ایک بار حضرت عمر فاروق رض کے دور خلافت کے ابتدائی ایام میں انکی خدمت میں حاضر ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے ان سے کہا۔۔۔ عمر رض میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ رعایا کے بارے میں ہمیشہ اللہ تعالی سے ڈرتے رہیے اور اللہ تعالی

بارے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں لوگوں کا کوئی خوف مت کیجئے اور آپ کے اندر قول و عمل کا تضاد نہ آنے پائے اور بہتر قول وہی ہے جسکی تصدیق عمل سے ہوتی ہو۔ انہوں نے سلسلہ وار گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ عمرؓ دور و نزدیک کے ان تمام مسلمانوں پر ہمیشہ اپنی توجہ مرکوز رکھنا جنکی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے آپ پر ڈال دی ہے اور انکے لئے وہی باتیں پسند کیجئے جو آپ خود اپنے اور اپنے اھل و عیال کیلئے پسند کرتے ہو اور حق کی راہ میں بڑے سے بڑے خطرے کی پرواہ نہ کیجئے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کو خاطر میں نہ لائیے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے یہ ساری باتیں سن کر فرمایا کہ یہ ساری باتیں کس کے بس کی ہیں تو سعیدؓ نے فرمایا کہ یہ سب آپکے بس کی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمد ﷺ کا ذمہ دار بنایا ہے جسکے اور خدا کے درمیان کوئی دوسرا حائل نہیں ہے۔ اس گفتگو کے بعد خلیفہ نے حضرت سعید بن عامرؓ سے حکومت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلے میں تعاون کی خواہش ظاہر کی اور فرمایا کہ سعید میں تم کو حمص کو گورنر بناتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ میں آپکو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے آزمائش میں نہ ڈالیئے۔ انکا یہ جواب سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا اور قدرے خفگی کا اظہار کیا" خدا تمھارا بھلا کرے تم لوگ حکومت کی بھاری ذمہ داریاں میرے سر ڈال کر خود کو اس سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہو خدا کی قسم میں تمھیں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا" پھر حضرت عمرؓ نے حمص کی گورنری انکے سپرد کی اور فرمایا کہ میں تمھارے لئے تنخواہ مقرر کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ امیر المومنین مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے بیت المال سے جو وظیفہ مجھے ملتا ہے وہ میری ضروریات سے فاضل ہے حضرت سعیدؓ نے کہا اور وہ حمص کے لئے روانہ ہو گئے اسکے کچھ ہی دنوں کے بعد اہل حمص کے کچھ قابل اعتماد لوگوں پر مشتمل ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت حاضر ہوا حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ مجھے اپنے یہاں کے فقراء اور حاجت مندوں کے نام لکھ کر دے دو تا کہ میں انکی ضروریات کی تکمیل کا کوئی بندوبست کرسکوں تعمیل حکم میں انہوں نے خلیفہ کے سامنے جو فہرست پیش کی اس میں فلاں بن فلاں اور سعید بن عامر وغیرہ نام تھے حضرت عمرؓ نے حیرت سے پوچھا" سعید بن عامر تمھارا گورنر ۔۔۔۔" کیا تمھارا گورنر فقیر ہے"؟ حضرت عمرؓ نے مزید حیرت سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں امیر المومنین خدا کی قسم کتنے دن ایسے گزر جاتے ہیں کہ ان کے گھر میں آگ نہیں جلتی وفد نے مزید وضاحت فرمائی۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ رو پڑے اور دیر تک روتے رہے حتی کہ انکی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر وہ اٹھے اور ایک ہزار دینار کی تھیلی اس وفد کو دیدی اور فرمایا سعید سے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ امیر المومنین نے یہ مال آپکے لئے بھیجا ہے اس سے اپنی ضروریات پوری کرلو ۔ وفد کے لوگ دیناروں کی تھیلی لے کر حضرت سعیدؓ کی خدمت میں پہنچے اور اسے انکے سامنے پیش کر دیا انہوں نے اس تھیلی میں رکھے ہوئے دیناروں کو اپنے سے دور ہٹاتے ہوئے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون جیسے ان پر کوئی مصیبت آن پڑی ہو انکی یہ آواز سن کر انکی بیوی گھبرائی ہوئی انکے پاس آئی اور بولی سعید" کیا بات ہے کیا امیر المومنین کا انتقال ہو گیا" سعیدؓ نے کہا نہیں اس سے بھی بڑا حادثہ ہو گیا بیوی نے کہا کیا مسلمانوں کو کسی جنگ میں شکست ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا اس سے بڑی افتاد آپڑی ہے بیوی نے کہا کہ اس سے بڑی افتاد کیا ہوسکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ دنیا میں گھر داخل ہو گئی ہے تا کہ وہ میری آخرت کو برباد کرسکے تو بیوی نے ہمدردانہ مشورہ دیا کہ اس سے چھٹکارا حاصل کرلو تو حضرت سعیدؓ نے بیوی سے کہا کہ تم اس معاملے میں میری مدد کرسکتی ہو اس نے کہا ہاں کیوں نہیں پھر سعیدؓ نے تمام دیناروں کو بہت ہی چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں رکھ کر انہیں غریب اور حاجتمند مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اس بات کو ابھی کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ حضرت عمر بن خطابؓ شام کے دورے پر وہاں کے حالات معلوم کرنے کیلئے تشریف لے گئے اس دورے میں جب آپ حمص پہنچے (اس زمانے میں حمص کو کوفہ بھی کہا جاتا تھا کیونکہ وہاں کے باشندے بھی اہل کوفہ کی طرح اپنے عمال اور حکام کی بہ کثرت شکایتیں لگایا کرتے تھے) تو جب اہل حمص خلیفہ سے ملاقات کیلئے انکی خدمت میں حاضر ہوئے تو خلیفہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے اس نئے گورنر کو کیسے پایا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ امیر المومنین ان سے ہمیں چار شکایتیں ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ۔۔۔ میں نے انکو اور سعیدؓ کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ سعید کے متعلق میرے حسن ظن کو صدمہ نہ پہنچائے کیونکہ میں انکے متعلق بہت زیادہ خوش گمان تھا جب شکایت کرنے والے اور انکے امیر سعیدؓ یکجا ہو گئے تو میں دریافت کیا کہ تم کو اپنے امیر سے کیا شکایات ہیں انہوں نے کہ کہا۔۔۔ جب تک خوب دن نہیں ہوتا یہ اپنے گھر سے باہر نہیں نکلتا میں نے سعیدؓ سے دریافت کیا اس شکایت کے بارے میں کیا کہتے ہو سعیدؓ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد بولے خدا کی قسم میں اس بات کو کبھی ظاہر نہ کرتا مگر اس کو ظاہر کئے بغیر چارہ نہیں ہے بات یہ ہے کہ میرے گھر میں کوئی خادمہ نہیں ہے اسلئے ذرا سویرے اٹھتا ہوں تو پہلے آٹا گوندھتا ہوں پھر تھوڑی دیر انتظار کرتا ہوں کہ اسکا خمیر اٹھ جائے پھر روٹیاں پکاتا ہوں اسکے بعد وضو کر کے لوگوں کی ضرورت کیلئے باہر نکلتا ہوں۔ پھر میں نے اہل حمص سے دوسری شکایت کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا کہ۔۔۔۔ یہ رات کے وقت کسی کا جواب نہیں دیتا۔ میں نے سعیدؓ سے دریافت کیا اس شکایت کے بارے میں کیا کہتے؟ ہو سعیدؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس بات کو بھی ظاہر نہ کرتا میں دن کے اوقات میں لوگوں کے کام کرتا ہوں اور رات کو میں نے اللہ کے لئے وقف کیا ہے۔ میں نے معترضین سے دریافت کیا تیسری شکایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ۔۔۔۔ یہ مہینہ میں ایک بار دن بھر گھر سے باہر نہیں نکلتا ۔ میں نے دریافت کیا سعید تم اس شکایت کا کیا جواب دیتے ہو سعیدؓ نے فرمایا امیر المومنین میرے پاس کوئی خادم نہیں ہے اور جسم کے ان کپڑوں کے سوا میرے پاس کوئی کپڑا بھی نہیں ہے میں انکو مہینے میں صرف ایک بار دھوتا ہوں اور انکے خشک ہونے کا انتظار کرتا ہوں اور سوکھنے کے بعد دن کے آخری حصے میں اسکو پہن کر باہر آتا ہوں ۔ میں نے معترضین سے کہ کہا اب تم اپنی آخری شکایت بیان کرو تو انہوں نے کہا کہ۔۔۔ ان کو رہ رہ کر غشی کے شدید دورے پڑتے ہیں اور یہ اپنے گرد و پیش کے حالات سے بے خبر ہوتا ہے۔ میں نے سعیدؓ سے دریافت کیا اس شکایت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سعیدؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت خبیبؓ بن عدی کے قتل کے وقت میں موقع پر موجود تھا اور اس وقت میں مشرک تھا میں نے قریش کو دیکھا کہ وہ انکے جسم کا ایک ایک عضو کاٹتے جارہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ کیا خبیبؓ تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ محمد ﷺ تمھاری جگہ یہاں ہوتے اور تم اس تکلیف سے نجات پا جاتے ۔۔۔ تو خبیبؓ نے جواب دیا (اور اس

وقت انکے جسم سے بے تحاشہ خون جاری تھا)۔۔واللہ مجھے تو اتنا بھی گوارا نہیں ہے کہ میں امن واطمینان کے ساتھ اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہوں اور آقا ﷺ کے پاؤں کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے اور پھر اس نے بددعا دی۔۔خدا کی قسم جب تجھے وہ منظر یاد آجاتا ہے تو ساتھ ہی مجھے یہ ضمیر ملامت کرتا ہے کہ میں نے اس وقت اسکی مدد کیوں نہیں کی تو مجھے یہ خطرہ لاحق ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالی مجھے ہرگز معاف نہ کریگا اور اس وقت مجھ پر غشی طاری ہوجاتی ہے یہ سن کر میں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے سعید بن عامرؓ کے متعلق میرے حسن ظن کو صدمہ نہیں پہنچایا۔۔۔اسکے بعد حضرت عمرؓ نے انکے لئے ایک ہزار دینار بھیجے تاکہ ان سے وہ اپنی ضروریات پوری کرسکیں جب انکی اہلیہ نے ان دیناروں کو دیکھا تو بولیں کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو آپکی خدمات سے بے نیاز کردیا اب آپ اس رقم سے ہمارے لئے ایک غلام اور ایک خادمہ خریدیئے یہ سن کر حضرت سعیدؓ نے کہا کہ کیا تم کو اس بہتر چیز کی خواہش نہیں ہے اس سے بہتر کیا چیز ہے اہلیہ نے پوچھا یہ رقم ہم اسکے پاس جمع کردیں جو اسے ہم کو اس وقت واپس کردے جب ہم اسکے زیادہ ضرورت مند ہوں حضرت سعیدؓ نے بات سمجھائی اہلیہ نے کہا کہ اسکی کیا صورت ہوگی حضرت سعیدؓ نے فرمایا کہ ہم یہ رقم اللہ تعالی کو بطور قرض حسنہ دے دیتے ہیں اہلیہ نے کہا ہاں یہ بہتر ہے اللہ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ پھر سعیدؓ نے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے ان تمام دیناروں کو بہت سی تھیلیوں میں بند کرکے اپنے گھر کے ایک آدمی سے کہا کہ انہیں فلاں قبیلے کی بیواؤں فلاں قبیلے کے یتیموں اور فلاں قبیلے کے مسکینوں میں بانٹ دو۔اللہ تعالی حضرت سعید بن عامرؓ سے راضی ہو وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خود محتاج اور ضرورت مند ہوتے ہوئے بھی اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔(اللہ تعالی ہمیں صحابہؓ کرام کی سچی غلامی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالی ہماری زندگیوں کو بھی صحابہ کرامؓ کی طرز پہ ڈال دیں آمین۔

ارشاد حیدری i_m_hadri@hotmail.com

☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ اسرائیل سے قادیان تک

شہزادی کی یہ کہانی مجھے ملک کے ایک معروف لکھاری اور مصنف نے لکھ کر بھیجی کہ آپ کے موضوع سے تعلق رکھتی ہے اسے شائع کردیجئے۔میں نے ان سے اصرار کیا کہ میں کہانی کے اصل کردار اور راوی سے ملنا چاہتا ہوں۔انہوں نے تلاش کے بعد بتایا کہ وہ رابطے میں نہیں ہے۔بھیس بدل کر مفروروں

روحی جیسی ہزاروں لڑکیاں اپنے ایڈز زدہ جسموں کے ساتھ اپنی خفیہ ایجنسیوں کے اہداف پاکستان کی سیکورٹی کے خلاف بھی استعمال کر رہی ہیں۔

جیسی زندگی گزار رہا ہے۔اس پر میں نے مطالبہ کیا کہ اس کا اصل خط بھیجا جائے۔انہوں نے اصل خط روانہ کردیا میں نے بنظر غائر کئی مرتبہ اس کا مطالعہ کیا اور قیافہ شناسی کے جو گر آتے تھے انہیں بروئے کار لاتے ہوئے نقل واصل میں فرق اور داستان وزیب داستان میں امتیاز کی بھرپور کوشش کی، سچ کا پلڑا بھاری محسوس ہوتا تھا......لیکن مبینہ حقائق وواقعات اتنے تہلکہ خیز تھے اور بہت سے ایسے چہروں سے پردہ اٹھتا کہ زلزلہ آجاتا۔زلزلے کے یہ جھٹکے اتنے لطف آور اور حوصلہ آزما ہوتے کہ ان کا دیا ہوا جھولا جھولنے کی پہلے سے تیاری ضروری قرار پاتی تھی۔لہٰذا بندہ نے یہ خط لاہور بھیج دیا۔وہاں کے کچھ اللہ والوں نے جب خط میں نشان زدہ جگہوں کا گشت کیا تو انہیں بھی حقیقت کا شبہ، گمان کے اندیشے پر غالب محسوس ہوا۔اس پر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ خود موقع واردات پر جانا چاہئے اور جائے وقوعہ پر پہنچ کر شواہد وقرائن اکٹھے کرنے چاہئیں تاکہ سند رہیں اور بوقت ضرورت کام آئیں۔کہانی کی سچائی کو زمینی حقائق کی کسوٹی پر پرکھنے کا عمل بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف تھا......لیکن اسلام اور پاکستان کیخلاف مصروف کار ان بھڑوں کا ڈنگ اس کے بغیر نکالنا بھی ممکن نہ تھا لہٰذا بندہ نے اللہ کا نام لیا ،رخت سفر باندھا اور لاہور جا پہنچا،یہ داستان المناک بھی ہے اور توجہ طلب بھی۔اگر ایمان کی رمق انسان میں باقی ہو اور غیرت کی چنگاری بالکل بجھ نہ گئی ہو تو یہ پڑھنے سننے والے کو اس داستان کے مکروہ کرداروں کے خلاف اپنے حصے کا کام کرنا چاہئے۔یہ ہمارے ایمان وغیرت کا تقاضا بھی ہے اور ہمارے تحفظ وبقا کا مسئلہ بھی۔

کیا آپ چاہتے ہیں......؟

محترم مکرم جناب ____

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے ہم آپ کو (پیغام شہداء) ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کی شکل میں آپ کے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں

☆ اعلی حکومتی عہدیداروں تک

☆ قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک

☆ ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک

☆ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک

☆ دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک

☆ ملک بھر کی سیاسی، مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک

یا آپ خود پتہ جات فراہم کرکے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹوسٹیٹ کرواکر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کردیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس -/300 روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک پیغام شہداء پہنچانا چاہتے ہیں۔

1 5 10 50 100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائے گا۔

میں ____

پتہ ____

مبلغ ____ روپے بذریعہ ____ دینا چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ ____ دستخط ____

منجانب

نظام خلافت راشدہ

جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد

کراچی اہل سنت والجماعت کی احتجاجی ریلی کے شرکاء پر فائرنگ سے 2 کارکن شدید زخمی

رپورٹ:
تصور معاویہ اٹھارہ ہزاری

28 مئی بروز جمعۃ المبارک کو سنی ایکشن کمیٹی سندھ کی طرف سے علماء اہل سنت کی مسلسل ٹارگٹ کلنگ کے خلاف جلسہ سنی ایکشن کمیٹی سندھ نے ایک اجلاس جامعہ حیدریہ خیر پور سندھ میں طلب کیا جس کی صدارت سنی ایکشن کمیٹی سندھ کے صدر سائیں غازی پریل شاہ بخاری اور ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کی۔ اس اجلاس میں سنی ایکشن کمیٹی کے تمام ارکان شامل تھے۔ اس کمیٹی میں اہل سنت والجماعت دیوبند مکتبہ فکر کی تمام جماعتیں شامل ہیں، تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام گروپ، جمعیت علماء اسلام گروپ، وفاق المدارس اور اہلسنت والجماعت ان تمام جماعتوں کا مجموعہ سنی ایکشن کمیٹی کے جو دیگر صوبوں کی طرح صوبہ سندھ میں بھی اپنے اجتماعی حقوق کی بحالی کیلئے خواہ وہ حقوق مذہبی ہوں یا کسی اور معاملے سے وابستہ ہوں تو یہ حضرات ایک پلیٹ فارم پر اور ایک مٹھی کی طرح اپنے حقوق کی بحالی کی آواز بلند کرتے ہیں یوں تو ہر دور میں حق والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹتے رہے ایک ہی شہر میں صبح اور شام رات، دن کسی نہ کسی عالم دین اور سرکردہ شخصیت سے قوم محروم ہو رہی تھی حکمرانوں اور عدالتوں کی طرف سے قوم کو محرومی ہی محرومی دکھائی دے رہی تھی اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ امت اور قوم کے پیشواؤں کو بھرے روڈوں پر اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا جائے کبھی مفتی نظام الدین شامزئی، کبھی مولانا یوسف لدھیانوی اور کبھی تو مفتی حبیب اللہ مختار اور کبھی مولانا سعید احمد جلال پوری اور کبھی تو علامہ علی شیر حیدری اور کبھی تو علامہ عبدالغفور ندیم شہید سے محروم کر دیا جائے چند دنوں میں ظلم کی یہ داستان قوم کو پیش کی گئی۔ بالآخر قوم نے میدان میں اتر کر اپنے علماء کرام اور قائدین کی مسلسل شہادتوں کے سلسلے کو روکنے اور قاتلوں کی گرفتاری کے مطالبات لیکر میدان میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ جس کا فیصلہ کن دن 28 مئی بروز جمعۃ المبارک صبح دس بجے کراچی کے تاریخی نشتر پارک طے پایا، حکومت نے 28 مئی کو نشتر پارک میں جلسہ کرنے کے لئے سنی ایکشن کمیٹی کو مذاکرات کی دعوت دی جس پر انتظامیہ نے پھر وہی باتیں کیں کہ ہم مطالبات تسلیم کرتے ہیں تو جواباً کمیٹی کے حضرات نے حکومت کو بارہ مارچ کو ہونے والے مذاکرات اور ان پر حکومت کی عدم توجہ کو یاد دلایا اور واضح کر دیا کہ اس کے بعد بھی کراچی میں جمعیت علماء اسلام کے قاری عبدالحفیظ کے علاوہ اہل سنت کے بھائی نثار

> **اہلسنت والجماعت کی احتجاجی ریلی کے شرکاء پر فائرنگ کرنے والے ایم کیو ایم کے شیعہ نوجوان تھے**

، بھائی اطہر جدون اور بھائی عامر خان کے جنازے اٹھائے ہیں تمہارے مذاکرات کہاں گئے؟ حکومت دوبارہ ٹال مٹول سے کام لے رہی تھی مگر سنی ایکشن کمیٹی کے حضرات نے انتظامیہ کو محدود وقت کا وقت متعین کر دیا کہ ایک مہینے تک ہمارے مطالبات کو عملی شکل ملنی چاہیے وہ مطالبات یہ ہیں:

(1) ختم نبوت کے امیر مولانا سعید احمد جلال پوری انکے بیٹے داماد اور دیگر رفقاء کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

(2) اہل سنت والجماعت کراچی کے امیر مولانا عبدالغفور ندیم اور انکے بیٹوں کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

(3) جمعیت علماء اسلام (ف) گروپ اورنگی ٹاؤن کراچی کے امیر قاری عبدالحفیظ اور انکے ساتھ شہید ساتھی اور زخمی ہونے والے کے قاتلوں کو گرفتار کر کے سزا دی جائے

(4) قائدین اور تمام جماعتوں کے ذمہ داران کی حکومت سکیورٹی کا انتظام کرے۔

(5) اصحاب رسول اور ختم نبوت کے خلاف دراز ہونے والی زبانوں کو لگام دی جائے۔

سنی ایکشن کمیٹی سندھ نے انتظامیہ کو اپنے مطالبات کی لسٹ دینے کے بعد یہ واضح کر دیا کہ ایک مہینے کے اندر اندر یعنی 28 مئی سے 28 جون تک یہ مطالبات پورے نہ ہوئے تو 28 جون کے بعد آنے والا جمعۃ المبارک جو کہ 2 جولائی کو ہوگا ہم پھر نشتر پارک میں اپنا احتجاج ریکارڈ کروانے کیلئے حاضر ہونگے اور حالات خراب ہونے کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ بہر حال سنی قوم نے اپنے قائدین کے حکم پر احتجاج ملتوی کر دیا ہے جسکی کھلی مثال 28 مئی کے پروگرام کو موخر کرنے کے وقت ہر ایک نے دیکھی تھی کہ کارکنان قائدین کے حکم پر بھاری تعداد میں بجائے نشتر پارک کے 28 مئی کو مرکز صدیق اکبر میں جمع ہو گئے۔ ان مذاکرات کے بعد یہ طے پایا کہ 28 مئی ہی کے دن مرکز صدیق اکبر میں شہدائے اسلام کے عنوان سے کانفرنس ہوگی جس میں سنی ایکشن کمیٹی کے تمام جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اپنے شہداء کو خراج عقیدت پیش کریں گے اور قوم کو آگے کا لائحہ عمل دیا جائے گا جمعہ کے دن فجر سے قافلے آنا شروع ہو گئے اندرون سندھ اور بلوچستان سے آنے والے قافلوں کو انکی روانگی سے قبل 27 مئی کی شام کو روک دیا گیا اور نئی پالیسی کے ساتھ انہیں 2 جولائی کے پروگرام کی اطلاع دی گئی کراچی کے علاوہ دوسرے صوبوں کے کارکنان نے بھی اپنے قائدین کے فیصلے کو خندہ پیشانی سے قبول کر لیا غرض 28 مئی کو صرف کراچی ڈویژن اور شہر کے مضافات سے آئے ہوئے کارکنان نے شہدائے اسلام کانفرنس کو کامیاب بنایا اور اپنے شہداء کو پر امن طریقے سے خراج عقیدت پیش کیا دن کو گیارہ بجے انتظامیہ نے مرکز صدیق اکبر کے ارد گرد تمام شاہراہوں کو سیل کر دیا ہر طرف سے قافلے آرہے تھے پر امن طریقے سے جمعۃ المبارک کی نماز ہوئی اس موقع پر کراچی ڈویژن اہل سنت والجماعت کے صدر مولانا اورنگزیب فاروقی نے خطاب فرمایا اور قوم کو پوری تفصیل سے آگاہ کیا اور کانفرنس کو کامیاب بنانے کیلئے ہدایت جاری کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر ایک ساتھی کیلئے ضروری ہے کہ خود بھی پر امن رہے اور اپنے ارد گرد شر پسندی کرنے والوں پر خوب نظر رکھے کہ وہ کون شخص ہے جو پر امن ماحول کو تباہ کر کے حکومت اور سنی قوم کے درمیان

تصادم کرانا چاہتا ہے حضرت نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ

مذاکرات میں طے ہوا کہ 28 جون تک مطالبات منظور نہ ہوئے تو اس کے بعد آنے والے جمعہ 2 جولائی کو نشتر پارک میں احتجاجی جلسہ ہوگا۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ کراچی میں موجود ایک گروہ جو سنی تحریک کے نام سے مشہور ہے نے بھی 28 مئی کو نشتر پارک آنے کا اعلان کیا ہے تو مجھے اس پر بہت خوشی ہوئی ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو سنی کہلواتا ہے اس کے ساتھ ہماری کوئی لڑائی نہیں ہے کیونکہ وہ بھی تو صحابہ کرام کی عظمت اور انکی عزت کا احترام اپنے اوپر ضروری سمجھتا ہوگا، ورنہ وہ سنی نہیں ہوگا ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو سنی کہلواتا ہے وہ پاکستان کو سنی اسٹیٹ بنانے میں ہمارا ساتھ دے اور پاکستان میں اس وقت موجودہ حالات کو بہتر بنانے کیلئے صرف نظام خلافت راشدہ ہی کا سہارا لیا جاسکتا ہے اس مہینے میں 22 جمادی الثانی کو یوم وفات خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی سیرت اور آپ ﷺ کے ساتھ وفاء کو بیان فرماتے ہوئے کہا کہ صدیق ؓ کے کردار اور گفتار پر چل کر ہی موجودہ، خراب اور پریشان کن حالات کو بہتر بنایا جاسکتا ہے نماز جمعہ کے موقع پر کارکنان کی کثیر تعداد کی وجہ سے نماز پڑھنے کیلئے جگہ بھی ختم ہوگئی تھی اتنی بڑی مسجد صدیق اکبر کا اندر کا ہال اوپر کا حصہ باہر گلیوں میں اور سیڑھیوں پر اسکے علاوہ مسجد کے اوپر کڑک دھوپ میں کھڑے ہوکر لوگوں نے نماز جمعہ ادا کی تھی نماز سے فارغ ہوکر جلسہ گاہ میں پرامن طریقے سے صفوں کی صورت میں پوری سنی قوم جنکی کم از کم تعداد میڈیا کے مطابق ڈیڑھ لاکھ تھی اپنے پرچم کو لہراتے ہوئے حاضر ہوئے اور اپنے شہدائے قائدین اور کارکنان کی ظالمانہ شہادت کے خلاف احتجاج ریکارڈ کرواتے ہوئے انہیں سلام عقیدت پیش کررہے تھے اب ہر

حکومت ناکام ہوچکی ہے ہم اپنے اکابرین کا خون رائیگاں نہیں جانے دیں گے اتحاد ویکجہتی کی حدود میں رہ کر کراچی میں علماء کرام کے قتل عام کا سلسلہ فی الفور بند کریں گے اور سنی حقوق کی بحالی کیلئے سنی حقوق کمیٹی سندھ کی طرف سے آنے والے ہر فیصلے میں ہم انکے شانہ بشانہ چلیں گے۔ جمعیت علماء اسلام مولانا سمیع الحق گروپ کے کراچی ڈویژن کے جنرل سیکرٹری مفتی عثمان یار تشریف لائے وہ اپنے خطاب میں فرمارہے تھے کہ سنی قوم کے سامنے حکومت نے ایسے حالات پیدا کردیئے جنہوں نے سنی حقوق کو پامال کردیا گیا ہے حالانکہ سنی طبقہ پاکستان کا اکثریتی طبقہ ہے 95 فیصد سنی آبادی ہے سنی قوم کو اپنے مطالبات پورے کروانے اور اپنے حقوق کی بحالی کیلئے سنی متحدہ ایکشن کمیٹی کے تحت کام کرنا ہوگا اور وہ حکومت کی ناکام پالیسی سے قوم کو آگاہ کررہے تھے، اہل سنت والجماعت کی بھی مرکزی قیادت اور صوبہ سندھ کے ذمہ داران نے اس پروگرام میں بھرپور شرکت کی اس قافلے کے سالار اعلیٰ ناموس صحابہ کے جانشین حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے نہ صرف شرکت فرمائی بلکہ کانفرنس میں شرکت فرماکر وارث کا اصل حق ادا کردیا۔ صوبہ سندھ کے ذمہ داران میں سے صوبہ کے جنرل سیکرٹری نجم الدین مجاہد، بھائی سکندر شاہ، مولانا عبدالرحمٰن سندھی نے بھی شرکت فرمائی، مولانا عبداللہ سندھی چاروں زبانوں میں اردو، انگلش، پنجابی اور پشتو میں اپنے مخصوص انداز میں عوام سے مخاطب ہوئے اور حکومت پر واضح کردیا کہ ہم نے آپکو جوالٹی میٹم دیا ہے اس کے بعد انشاء اللہ ہم پھر میدان میں اتریں گے اورنگزیب فاروقی نے حکومت سے کہا ہم ہر پرامن راستہ پر چلنے کیلئے تیار ہیں اور ہر طرح کا تعاون کررہے ہیں اس سے زیادہ کیا تعاون ہوگا کہ 22 جنازے اٹھا کر اب تک پرامن ہیں آج تک کسی کا کوئی

شہید کی قبر کھولتا ہوں فیصلہ عوام پر چھوڑ دو، مجھے خدا پر یقین ہے کہ صحابہ کرام کا دشمن قبر میں انسان رہ ہی نہیں سکتا وہ خنزیر پڑا ہوگا نہ کہ انسان اس کے علاوہ حکومت کو بھی مختلف پروگراموں میں فرمارہے ہیں کہ حکمرانوں ہمیں انصاف دو، انصاف دو ورنہ پھر ہمارے کارکنوں کے جذبات اور صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی اور ایک مثال دیکر حضرت نے وضاحت فرمائی کہ جب 1990ء اور 1991ء میں یکے بعد دیگرے سپاہ صحابہ کی اعلیٰ قیادت کو شہید کردیا گیا تو اس وقت جماعت کی مرکزی قیادت نے حکومت سے پرامن احتجاج کی صدا میں اپنے مطالبات اور قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا مگر حکومت ٹال مٹول سے کام لیتی رہی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ کارکنوں نے مرکزی قیادت کے فیصلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے پرزور اپیل کی کہ اب ہم ظلم کا جواب ظلم سے دیں گے امن کے دروازے بند کرتے ہیں مگر مرکزی قیادت مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی اور مولانا اعظم طارق کے فیصلے کو جو کہ انکے فیصلے تھے کہ ظلم اچھا نہیں ہے، ہم حکومت سے پرامن طریقوں سے اپنے مطالبات پورے کروائیں گے مگر چند کارکنوں نے جماعتی پالیسی سے ہٹ کر دوسرا راستہ اپنالیا جس سے پاکستان اور سپاہ صحابہ سمیت بہت سارے افراد پریشان ہوئے جو لشکر جھنگوی کے نام سے موصوف تھے خود قیادت نے بھی ان کارکنوں سے پریشان ہوکر جماعت سے انہیں الگ کردیا تھا۔ یہ لوگ باغی ہوئے اپنی جماعت سے یہ سراسر حکومت کی ناکام پالیسیوں کا نتیجہ تھا موجودہ حالات میں بھی حکومت ہمارے ساتھ سابقہ پالیسی اختیار کئے ہوئے ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے کارکن ہماری جماعت سے بغاوت کرنے پر مجبور ہوجائیں جس سے ہم خود پریشان ہوجائیں۔ حضرت فاروقی 28 مئی والے پروگرام میں پھر اپنی امن پالیسی کی کھلی مثال پیش کی اور میڈیا کو بھی گواہ بنالیا کہ ہماری پرامن پالیسی کو ریکارڈ کرکے حکام بالا تک لے جائیں اور انہیں باور کروادیں کہ ہم خود دہشت گردی کا شکار ہیں نہ کہ ہم دہشت

اپنے آپ کو سنی کہلانے والے کسی شخص یا گروہ کے ساتھ ہماری کوئی لڑائی یا دشمنی نہیں ہے

ایک جماعت کا ترجمان اپنی جماعت کی طرف سے حاضر ہوکر سنی قوم سے مخاطب ہوتا رہا جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمٰن گروپ کراچی ڈویژن کے مرکزی ترجمان غلام مصطفیٰ فاروقی نے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کراچی شہر میں علماء کرام کا مسلسل قتل عام اور قاتلوں کی گرفتاری میں

نقصان نہیں ہوا اور حضرت موصوف نے اپنے مختلف پروگراموں میں اپنے فریق مخالف کو بھی چیلنج کیے ہیں کہ آؤ اگر میں یا میری جماعت اور عبادت جھوٹی ہے اور دہشت گرد ہے تو اب فیصلہ قبروں پر جاکر کرتے ہیں کہ آپ لاہور میں جاکر غلام حسین نجفی کی قبر کھولو اور میں کراچی میں علامہ عبدالغفور ندیم

گرد ہیں۔ اس پروگرام میں سب سے آخر میں قائد اہل سنت حضرت علامہ محمد احمد لدھیانوی اپنی قوم سے مخاطب ہوئے اور حضرت نے سب سے پہلے کراچی میں فریق مخالف کی طرف سے ہونے والی زیادتیوں کے باوجود کراچی کی اہلسنت والجماعت کے امن اور منظم ہونے پر حضرت مولانا اورنگزیب

فاروقی کو مبارکباد اور شاباش دی اسی طرح 28 مئی کے پروگرام کیلئے کراچی کی عوام جو دن رات محنت کر کے اپنے احتجاج کو ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں سب کو شاباش دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ صحابہ کے غلام ہیں اور آپ کی قدر و منزلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ میں حال ہی میں عمرہ کیلئے بیرون ملک کے سفر پر تھا تو حرم شریف میں اور مدینہ منورہ میں عرب علماء سے میری تفصیلی ملاقات ہوئی وہ مجھے بار بار کہہ رہے تھے کہ آپ لوگ بڑے ہی خوش قسمت ہو جس مشن و کاز پر آپ متعدد جانیں قربان کر کے پھر بھی نہ جھکے اور نہ بکے ہو وہ مشن ایسا ہے کہ جسکی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے اس لئے آپ وطن واپس جا کر اپنے ساتھیوں کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے مشن و موقف سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں سب کو سلام ہماری طرف سے عرض کر دینا اور انہیں خبر کر دینا کہ ہم حرم شریف اور مسجد نبوی میں آپ کی کامیابی اور آپ کی استقامت کیلئے دعا کرتے ہیں۔ پھر حضرت قائد نے خود حضرت علامہ علی شیر حیدری کے مخصوص انداز میں حضرت حیدری کی زبان سے نکلنے والا جملہ پانچ مرتبہ نعرہ کے طور پر بلند کیا صحابہ کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے (فرمان حیدری)

اس کے بعد قائد محترم نے سنی ایکشن کمیٹی کے تمام ارکان کے نمائندگان کو جو اسٹیج پر موجود تھے مبارک باد دی اور انکی جماعتوں کا شکریہ ادا کیا اور آگے ہر موقع پر سنی حقوق کی بحالی کیلئے متحد ہو کر رہنے کا اعلان بھی کیا گیا۔ اس کے بعد قائد محترم نے حکومت کی ناکام پالیسیوں پر میڈیا کو گواہ بناتے ہوئے فرمایا کہ ہم ایک بار پھر اپنی مضبوط طاقت اور ہمت کے باوجود ملک و شہر کی سلامتی کی خاطر اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہیں کب تک ہم حکومت سے تعاون کریں گے۔ صحابہ کے غلامو! مایوس نہ ہو، ہم نے حکومت کو ایک الٹی میٹم دیا ہے کہ ایک مہینہ تک ہمارے سب مطالبات کو پورا کیا جائے ورنہ پھر 2 جولائی کو نشتر پارک میں بھرپور احتجاج ہوگا سنی قوم اور حکومت کے درمیان اور شہر کے جو بھی حالات خراب ہونگے انکی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ عوام نے قائد محترم سے وفاداری کا وعدہ کیا اور زندگی قائد محترم کی قیادت میں رہ کر دشمن کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کیا اور کراچی کی سطح پر اپنے آپ کو حضرت مولانا اورنگزیب فاروقی کے حکم اور حضرت کی کال کے جواب کا پابند کیا ہماری یہ کانفرنس مین ناگن چورنگی چوک پر واقع ہوئی تھی جس کا مین روڈ جانبین سے سیل کر دیا گیا تھا مین ناگن کے فلائی اوور کے نیچے اسٹیج تھا اور فلائی اوور پر پولیس اور رینجرز کی بھاری نفری تعینات تھی شام چھے بجے تک پروگرام جاری رہا لوگوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے دو لاکھ کے قریب تھی اہل سنت عوام کی توقعات کے عین مطابق کانفرنس کامیاب ہوئی تھی یہاں پر یہ بھی واضح رہے کہ 28 مئی نشتر پارک کا جلسہ ملتوی نہیں ہوا تھا بلکہ 2 جولائی تک موخر ہو چکا تھا نظریہ اور کاز وہی ہے نہ لچک دکھائی ہے اور نہ ہی سودے بازی کی ہے یہ وہ سبق ہے جو مولانا اعظم طارقؒ اور حضرت فاروقی نے سکھائے تھے پروگرام شام چھ بجے اختتام پذیر ہوا اور کارکنوں کو پرامن طور پر واپس جانے کی ہدایت دی گئی۔ تمام کارکن اپنے قافلوں کی صورت میں واپس چلے گئے جب اورنگی ٹاؤن سیکٹر یونٹ نمبر 24 کے ساتھی اپنے ٹاؤن میں داخل ہو رہے تھے تو راستہ میں اسلام چوک حبیب بینک کے قریب محمدیہ حبیب ٹرسٹ امام باڑہ کے سامنے سے جب گزر رہے تھے تو شیعہ غنڈوں نے اندھا دھند فائرنگ کر دی اور گاڑی نمبر JF2669 کو آگ لگا دی جس کے نتیجے میں جوابی کاروائی میں دو حملہ آور ہلاک اور دو تین زخمی بھی ہوگئے۔ ہلاک ہونیوالا شہزاد عرف تجو ہے جس کا تعلق متحدہ قومی موومنٹ سے ہے یونٹ نمبر 120 سے اسکی ہلاکت کی خبر پر ایم کیو ایم کے لوگ عباسی شہید ہسپتال میں جمع ہوگئے اور اسکی لاش بغیر قانونی کاروائی کے لے گئے امام باڑہ میں 29 مئی کو روزنامہ اسلام کی خبر کے مطابق اہل سنت کا کوئی بھی کارکن شہید نہیں ہوا زخمی ہونے والے چار ساتھی بھائی عمران، شاہ طفیل، بلال اور احسان ولد گلزار ہیں ان میں سے دو ساتھیوں کی حالت زیادہ خراب تھی جب بھی کبھی کسی جلسہ سے اہلسنت کے کارکن واپس آتے ہیں تو راستہ میں شیعہ غنڈے گھات لگا کر بیٹھے ہوتے ہیں جب یہ قافلہ قریب آئے تو طالبان۔ طالبان کہتے ہوئے فائرنگ چلا دیتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ربیع الاول میں بھی پیش آیا ہے جس کے نتیجے میں ایک ساتھی سفیر حیات نامی مدرسہ کا طالب علم جس کا تعلق کشمیر سے تھا وہ شہید ہوگیا تھا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اہلسنت والجماعت کے شرکاء پر فائرنگ کرنے والے غنڈوں پر جلوس کے شرکاء کی طرف سے جوابی فائرنگ ہوئی اور دو غنڈے موقع پر جہنم رسید ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مولنا اورنگ زیب فاروقی نے کہا ہم دہشت گرد نہیں بلکہ خود دہشت گردی کا شکار ہیں۔ ہمارے قائدین اور کارکنوں کے قاتل گرفتار نہ کیے گئے تو حالات ہمارے بس میں نہیں رہیں گے

بقیہ اراکین پارلیمنٹ سازش کا جواب

کہا۔

(2) حضرت علی المرتضیٰ ؓ پر صلوٰۃ وسلام کا شیعی انداز۔

(3) امامت اور خلافت کے حقیقی حق دار حضرت علی المرتضیٰ ؓ تھے۔

(4) لوگوں نے حقیقی خلیفہ کو چھوڑ کر سیدنا ابوبکر ؓ کی بیعت کر لی۔

(5) حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی امامت وخلافت پر دلائل لکھے

(6) تمام ائمہ اہل بیت معصوم تھے۔

(7) ان کے فضائل ومناقب میں ایسی باتیں بھی لکھیں جسے سُنّی ''منکرات'' میں سے مانتے ہیں۔

ان عقائد و نظریات کا حامل ''اہل سنت کا معتبر عالم'' کب ہوسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حبیب السیر کا مصنف پکا شیعی امامی ہے۔ اب ایسے شخص کی عبارت سے حضرت امیر معاویہ ؓ اور سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کے بارے میں اچھی توقع رکھنا عبث ہے۔ اس لئے نجفی وغیرہ نے امیر معاویہ ؓ کے بارے میں جو یہ اعتراض کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ ؓ کو دھوکے سے گڑھے میں گرا کر مارا تھا بالکل ناقابل یقین بات ہے۔ یہی اعتراض شیعہ لوگ تقریباً ہر کتاب میں بیان کرتے اور اس پر بغلیں بجاتے ہیں۔ ہم نے اس کی تفصیل بحث مطاعن امیر معاویہ ؓ میں ذکر کر دی ہے۔ اس مقام کے مناسب اس اعتراض کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ یہ اعتراض کسی سُنّی نے نہیں بلکہ غالی شیعہ نے لکھا ہے لہٰذا اس کا جواب دینا ہمارے ذمہ نہیں کیونکہ اس نے بلا دلیل اپنے بغض کا اظہار کیا ہے۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆

عالم اسلام کی سب سے بڑی چھاؤنی بنانے والے

فاتح مدائن، والی کوفہ

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حافظ منظور احمد فاروقی ٹنڈو آدم سندھ

قادسیہ کی عظیم الشان فتح کے بعد حضرت سعدؓ بن وقاص نے بابل تک ایرانیوں کا تعاقب کیا اور آس پاس کے سارے علاقے پر قبضہ کرلیا، ایران کا پایہ تخت مدائن یہاں سے قریب ہی تھا، حضرت عمرؓ کی ہدایت کے مطابق حضرت سعدؓ مدائن کی طرف بڑھے، راستے میں ایرانیوں نے جگہ جگہ مزاحمت کی اور چھوٹے چھوٹے معرکے ہوئے لیکن بلند حوصلہ مجاہدین یلغار کرتے ہوئے مدائن تک جا پہنچے اور اس کے مغربی حصے (بہرہ شیر) کا محاصرہ کرلیا، یہ محاصرہ دو ماہ تک جاری رہا، آخر سارے ایرانی خاص مدائن میں جو دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر آباد تھا، سمٹ کر جمع ہوگئے انہوں نے دریا کا پل توڑ دیا اور تمام کشتیاں دوسرے کنارے کی طرف لے گئے اس وقت دریا میں خوفناک طغیانی آئی ہوئی تھی اور اسکو پار کرنا بظاہر ناممکن نظر آتا تھا، حضرت سعدؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو اللہ کا نام لے کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا، دوسرے مجاہدین نے بھی ان کی پیروی کی گویا!

"بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے"

دریائے دجلہ کے پھنکارتے ہوئے پانی پر مجاہدین رکاب سے رکاب ملائے اس طرح بڑھ رہے تھے کہ گویا چمن میں گشت کررہے ہوں ایرانی یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کچھ دیر تک ٹکٹکی باندھے مسلمانوں کو دیکھتے رہے اور پھر:

دیواں آمدند۔ دیواں آمدند (دیو آگئے۔ دیو آگئے)

کہتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے، یزدگرد اپنا حرم اور خزانے کا ایک حصہ پہلے ہی حلوان بھیج چکا تھا خود بھی مدائن کے در و دیوار پر حسرت کی نظر ڈالتا بھاگ کھڑا ہوا، حضرت سعدؓ مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف عبرتناک سناٹا چھایا ہوا تھا اور کسریٰ کے پُرشکوہ محلات، دوسری عظیم الشان عمارتیں اور سرسبز و شاداب باغات زبان حال سے دنیائے فانی کی بے ثباتی کا اعلان کررہے تھے، یہ منظر دیکھ کر حضرت سعدؓ کی زبان پر یہ آیات جاری ہوگئیں۔

ترجمہ: "کتنے لوگ بہت سے باغات، چشمے، کھیت، عمدہ مکانات اور نعمتیں چھوڑ گئے جن میں وہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے یونہی ہوتا تھا اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنادیا، پس نہ ان پر آسمان رویا اور نہ زمین اور انہیں مہلت دی گئی۔ (القرآن)

مدائن سے مسلمانوں کو کروڑوں دینار کا مال غنیمت حاصل ہوا اس میں ایسی ایسی نادر و نایاب چیزیں شامل تھیں کہ عقل انسانی انہیں دیکھ کر دنگ رہ جاتی تھی ان میں کچھ چیزیں یہ ہیں:

نوشیرواں کا زرنگار تاج، شاہان سلف کے جڑاؤ خنجر، زرہیں، خود اور تلواریں، خاص سونے کا بلند و بالا گھوڑا جس کے سینے پہ یاقوت جڑے ہوئے تھے اس پر سونے کا بنا ہوا ایک سوار تھا جس کے سر پر ہیروں کا تاج تھا، اسی طرح کی ایک طلائی اونٹنی اور اس کا طلائی سوار، ایوان کسریٰ کا طلائی فرش جس کا رقبہ ساٹھ مربع گز تھا جو بیش قیمت جواہرات سے آراستہ تھا وغیرہ وغیرہ، مسلمانوں نے اس قیمتی مال غنیمت کے جمع کرنے میں ایسی دیانت داری کا ثبوت دیا کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اگر کسی مجاہد کو ایک معمولی سوئی ملی یا بیش قیمت جواہر اس نے بلا تامل اسے امیر کے پاس جمع کرادیا، یہ وہی عرب تھے جن پر اہل ایران بھوکے اور ننگے کی پھبتی کسا کرتے تھے، حضرت سعدؓ نے مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ منورہ روانہ کردیا اور باقی سب مجاہدین میں تقسیم کردیا،

مدائن کی فتح کے بعد مسلمانوں نے آگے بڑھ کر جلولا، حلوان تکریت، موصل، ہیت اور ماسبذان وغیرہ بھی فتح کرلئے اور عراق عرب کی آخری حد تک ان کا استیلا بن گیا، اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا اور سعدؓ کو مفتوحہ علاقے کا والی بنا کر اس کے نظم ونسق کی طرف توجہ کرنے کا حکم دیا، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے مدائن کو اپنا مستقر بنا کر امارت کے فرائض ایسی لیاقت اور عدل کے ساتھ انجام دیئے کہ تمام رعایا گرویدہ احسان ہوگئی مسلمانوں کے پاکیزہ اور پسندیدہ اخلاق نے ایرانیوں کے دل موہ لئے اور وہ دھڑا دھڑ اسلام قبول کرنے لگے، حضرت سعدؓ نے نہایت قلیل عرصہ میں مفتوحہ علاقے کی مردم شماری اور زمین کی پیمائش کرائی، زمین کے اصل مالکوں کا قبضہ اس پر برقرار رکھا اور دور افتادہ زمین پر مستحق اور اہل لوگوں کو قابض ہونے کی اجازت دی، مالیہ اور جزیہ کے نہایت منصفانہ قوانین وضع کئے اور رفاہ عامہ کے بے شمار کام کرائے، تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ملک میں امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگیا، اس طرح اپنے حسن انتظام سے حضرت سعدؓ نے ثابت کردیا کہ وہ صرف ایک قابل سپہ سالار ہی نہیں بلکہ بہترین گورنر بھی ہیں۔ مدائن میں مسلمانوں کے قیام کو جب ایک عرصہ گزر گیا تو حضرت سعدؓ نے محسوس کیا کہ وہاں کی آب و ہوا مسلمانوں کو راس نہیں آئی انہوں نے یہ کیفیت حضرت عمر فاروقؓ کو لکھ بھیجی، وہاں سے حکم موصول ہوا کہ سرحد عرب کے اندر کوئی مناسب جگہ تلاش کرکے ایک نیا شہر آباد کرو جہاں کی آب و ہوا خوشگوار ہو چنانچہ حضرت سعدؓ نے 17ھ میں کوفہ کا شہر آباد کیا اور دار الامارت بھی مدائن سے کوفہ منتقل کردیا، کوفہ آکر حضرت سعدؓ نے رفاہ عامہ کے کاموں پر اور زیادہ توجہ دی، چھوٹی چھوٹی نہریں کھدوا کر پانی کی بہم رسانی کا نہایت عمدہ انتظام کیا اور بہت سے پل اور مسافر خانے بنوائے اور اپنے ذاتی سرمائے سے کئی مکاتب اور مدارس قائم کئے، فوج میں تنخواہ کی تقسیم کا نہایت عمدہ انتظام کیا اور کوفہ کو فوج کی تعداد اور سامان حرب وضرب کے لحاظ سے عالم اسلام کی سب سے بڑی چھاؤنی بنادیا، حضرت سعدؓ کے قیام کوفہ کے دوران اہل کوفہ کی ایک جماعت ان کے مخالف ہوگئی اور اس نے حضرت عمر فاروقؓ کے پاس شکایت کی کہ حضرت سعدؓ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے، حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو بھیج کر تحقیق کروائی تو یہ الزام بالکل بے بنیاد اور لغو ثابت ہوا تاہم 21ھ میں حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو ملکی مصالح کی بنا پر منصب امارت سے سبکدوش کردیا اور وہ مدینہ منورہ واپس آگئے۔ ☆☆☆☆☆

فیس بک کی شر انگیزیاں

از قلم: فیض رسول گجراتی

(نوٹ) ایوری باڈی ڈرا (..........) ڈے ڈیلش میں لفظ "محمد" ﷺ ہے۔ ادب کا تقاضا کرتے ہوئے یہاں لفظ "محمد" ﷺ نہیں لکھا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

عالم کفر نے کبھی بھی مسلمانوں کو ستانے کا کوئی موقعہ ضائع نہیں کیا، انہیں جب بھی موقع ملا انہوں نے وافر دا کیا اور وہ بھی اس ہستی پر جنہیں مسلمان اپنی ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں، فیس بک ایک امریکی ویب سائٹ ہے جس کا بظاہر مقصد سماجی رابطوں کا کام ہے اور دنیا بھر میں اس سائٹ کے استعمال کرنے والے موجود ہیں جس میں ظاہر ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے ہیں اس سائٹ کے کرتا دھرتا خالصتاً عیسائی ہیں اور بالعموم اسی کا پرچار کرتے ہیں وہ فیس بک کو کبھی بھی بڑے ایف (F) سے شروع نہیں کرتے بلکہ چھوٹے ایف (f) سے شروع کرتے ہیں کیونکہ چھوٹا ایف صلیب کی شکل ظاہر کرتا ہے دوسرا وہ ہر کام کرتے ہیں جس سے مسلمانوں میں غم و غصہ پھیلے جس کی ایک واضح مثال ایوری ڈے ڈرا (......) ڈے منانے کی تجویز تھی ۔اس سارے فساد کی اصل جڑ مولی نورس نامی مصنفہ ہے اس کی کہانی بھی دلچسپ ہے۔

امریکہ میں ایک مقبول ٹی وی شو ساؤتھ پارک ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے اس پروگرام کی ایک قسط متنازع خاکہ کی وجہ سے منسوخ کر دی گئی کہ اس سے مسلمانوں میں اضطراب کا خدشہ تھا۔ مولی نورس نے اس پر احتجاج کرتے ہوئے اپریل میں ایک خاکہ بنایا اور ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ بیس مئی کو ایوری باڈی ڈرا (......) ڈے ہوگا۔ اور تمام لوگوں کو دعوت دی کہ سب خاکے بنائیں اور باقاعدہ مقابلہ ہوگا۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق بارہ ہزار بدبختوں نے اس میں شمولیت کا اعلان کیا جوں ہی خبر میڈیا کے ذریعے عام ہوئی دنیا بھر کے مسلمان سڑکوں پر آ گئے اور اس ڈے کے خلاف اپنا احتجاج کا حق ادا کیا۔ لاہور ہائیکورٹ نے فوراً فیصلہ سنایا کہ اس سائٹ کو بند کر کے امریکہ سے حکومتی سطح پر احتجاج کیا جائے۔ حکومت نے سائٹ کو تو فوری طور سے بند کر دیا بلکہ اس سے متصل ایک ہزار لنکس بھی فوراً بند کر دیئے لیکن امریکہ سے باضابطہ احتجاج نہیں کیا۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ دنیا بھر میں مسلمان عوام نے تو خوب احتجاج کیا لیکن کہیں بھی حکومتی سرپرستی نہ تھی ۔ستاون سے زائد اسلامی ممالک میں ایک بھی حکمران نبی کریم ﷺ کا عاشق نہ نکلا۔ ستر لاکھ آرمی، ستر فیصد سے زیادہ وسائل کے مالک، مسلم حکمران سرکاری سطح پر امریکہ سے احتجاج نہ کر سکے کہ اس قسم کی حرکتیں کرنے والوں کو سزا دی جائے یا کم از کم اس سائٹ کو بند کر دیا جائے بلکہ امریکہ نے الٹا حکومت پاکستان سے احتجاج کیا ہے کہ آپ نے یہ سائٹ اور اس سے متصل لنکس کیوں بند کئے ہیں۔ عالم کفر عالم اسلام کا دوست نہیں ہو سکتا اللہ کرے مسلم حکمرانوں کو اس بات کی سمجھ آ جائے اور وہ کفر کے دست بازو نہ بنیں، مسلمانوں کا احتجاج دیکھتے ہوئے مولی نورس نے فوراً اپنی تجویز کو بدلا اور اپنے بیان میں کہا کہ نہ تو میں نے کوئی صفحہ شروع کیا ہے اور نہ کوئی خاکہ وصول ہوا ہے یہ سب غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ میں مسلمانوں سے معافی مانگتی ہوں کہ میری وجہ سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ پہلے تو فیس بک کی انتظامیہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتی رہی اور اپنی سائٹ سے خاکے نہ ہٹائے لیکن جیسے ہی مولی نورس نے معافی مانگی انہوں نے فوراً خاکے ہٹا دیئے ۔اب سے کچھ عرصہ پہلے یورپی اخبارات نے بھی یہ حرکت کی تھی اور اسے وہ آزادی صحافت کا نام دیتے رہے اور غیر مسلم حکمران انہیں سپورٹ کرتے رہے۔ کیا یہ ہم مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ نہیں ہے؟ کہ کائنات کی سب سے مقدس ترین ہستی کا انتخاب ہی کیوں اس کام کے لئے کیا جاتا ہے؟ انہیں کوئی اور نہیں ملتا جس کے خاکے بنائیں۔ شاید وہ جان گئے ہیں کہ مسلم قوم بے حس ہو گئی ہے اور انہیں پیٹ بھرنے کے سوا اب کوئی اور کام نہیں۔ اب یہ ہم سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ کاش! ہم میں سے کوئی انہیں غازی علم دین شہید ؒ بن کے دکھائے اور اس قسم کی گستاخی کرنے والے کو صفحہ ہستی سے مٹائے۔

بچ نہیں سکتے سزا سے یہ گستاخ رسول (ﷺ)
خاک ہو جائیں گے خاکوں کو بنانے والے

☆☆☆☆☆☆

اس سارے فساد کی اصل جڑ مولی نورس نامی مصنفہ ہے۔ جواب نیٹ سے غائب ہو چکی ہے

لاہور ہائی کورٹ نے توہین آمیز خاکوں والی سائٹ بند کرنے کے ساتھ امریکہ سے احتجاج کرنے کا حکم بھی دیا تھا لیکن اس پر مکمل طور پر عمل نہیں کیا گیا

CamScanner

صحابہ کرام کی استقامت

تحریر: حافظ عبدالرحمٰن

نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین متین کی خاطر سختیاں، تکالیف، بھوک اور پیاس اور جلا وطنی کو برداشت کیا اور دین حق کو ہم تک پہنچانے میں اپنی جانوں تک کو قربان کر دیا لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں کبھی پیچھے نہیں ہٹے، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاص اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تعلق ہی کی برکت ہے جس کی وجہ سے آج ہم تک دین پہنچا ہے اور ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی خاطر بھوک، پیاس، تکالیف اور مصائب کو برداشت کر کے ابدی جنت کے مستحق ٹھہرے۔

کس کس عاشقان رسول ﷺ کا تذکرہ کیا جائے ہر ایک حضور ﷺ کا سچا عاشق اور سچا مرید تھا۔

ان عاشقان رسول (صحابہ رضی اللہ عنہم) میں اولاً اسلام لانے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اسلام لانے کے بعد لوگوں کو خفیہ طور پر کلمہ حق بیان کرتے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دعوت حق دینے کی وجہ سے لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہے جب صحابہ کی تعداد تقریباً 38 ہو گئی تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اس بات کا اصرار کیا کہ اب کھل کر اسلا کی دعوت دی جائے، آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ابھی ہم لوگ تھوڑے ہیں لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اصرار کرتے رہے جس پر حضور ﷺ نے ان کو اجازت دیدی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھلم کھلا اسلام کی دعوت دی تو مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خوب مارا اور پاؤں تلے روندا، ایک کافر عتبہ بن ربیعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب آ کر ان کو تلے والے دو جوتوں سے مارنے لگا اور ان جوتوں کو ٹیڑھا کر کے مارتا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر کودتا بھی تھا زیادہ مار کھانے کی وجہ سے اتنا ورم آ گیا تھا کہ ان کا چہرہ اور ناک پہچانا نہیں جا رہا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنو تیم والے دوڑتے ہوئے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشرکین کو ہٹایا اور ان کو ایک کپڑے میں ڈال کر ان کے گھر لے گئے اور انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرجانے میں کوئی شک نہیں تھا پھر قبیلہ والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (حضرت ابوبکر کے والد) ابوقحافہ اور قبیلہ بنو تیم والے ان سے بات کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ بیہوش تھے، انہوں نے سارا دن کوئی جواب نہ دیا تو دن کے آخر میں ہوش آنے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات کی تو یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا ہوا تو وہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے لگے اور انہیں ملامت کرنے لگے اور اٹھ کر چل دیئے اور ان کی والدہ ام خیر سے کہہ گئے کہ ان کا دھیان رکھیں اور انہیں کچھ کھلا پلا دیں جب وہ چلے گئے اور ان کی والدہ اکیلی رہ گئیں تو وہ کھانے پینے کے لئے اصرار کرنے لگیں مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہی پوچھتے رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا ہوا ان کی والدہ نے کہا اللہ کی قسم مجھے تمہارے حضرت کی کوئی خبر نہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ام جمیل بن الخطاب کے پاس جائیں اور ان سے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھ کر آئیں چنانچہ وہ ام جمیل کے پاس گئیں اور ان سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تم سے محمد بن عبداللہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ام جمیل نے کہا میں نہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبداللہ کو ہاں اگر تم کہو تو میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کے پاس چلی چلتی ہوں انہوں نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ حضرت ام جمیل ان کے ساتھ ان کے گھر آئیں تو دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ زمین پر لیٹے ہوئے ہیں (ان میں بیٹھنے کی بھی سکت نہیں ہے اور سخت بیمار ہیں حضرت ام جمیل ان کے قریب جا کر زور زور سے رونے لگیں اور انہوں نے کہا اللہ کی قسم آپ کو جن لوگوں نے ایذا پہنچائی ہے وہ بڑے فاسق اور کافر لوگ ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے آپ کا بدلہ ضرور لے گا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا بنا، حضرت ام جمیل نے کہا یہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ان سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے حضرت ام جمیل نے کہا کہ حضور ﷺ ٹھیک ٹھاک ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حضور ﷺ کہاں ہیں انہوں نے کہا کہ دار ارقم میں (حضرت ارقم کے گھر میں) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم جب تک میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا حضرت ام خیر اور حضرت ام جمیل دونوں ٹھہری رہیں یہاں تک کہ کافی رات ہو گئی اور لوگوں کا چلنا پھرنا بند ہو گیا پھر یہ دونوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سہارا دیتے ہوئے لے کر چلیں یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئیں، حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ان پر جھک گئے اور ان کا بوسہ لیا اور سارے مسلمان بھی ان پر جھک گئے اور ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کی یہ حالت دیکھ کر حضور ﷺ پر انتہائی رقت طاری ہو گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھے اور تو کوئی تکلیف نہیں ہے بس اس فاسق نے میرے چہرے کو بڑی تکلیف پہنچائی ہے اور یہ میری والدہ ہیں جو اپنے بیٹے کے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہیں اور آپ بہت برکت والے ہیں آپ میری والدہ کو اللہ کی طرف دعوت دیں اور ان کے لئے اللہ سے دعا کریں شاید اللہ تعالیٰ ان کو آپ کے ذریعے آگ سے بچا دے چنانچہ حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کو اللہ کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے ساتھ اس گھر میں ٹھہرے رہے اور ان کی تعداد انتالیس تھی جس دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مارا گیا اس دن حضرت حمزہ بن عبدالمطلب مسلمان ہوئے تھے اور حضور ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب اور ابوجہل بن ہشام کی ہدایت کے لئے دعا مانگی تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی، آپ نے بدھ کے دن دعا کی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعرات کو مسلمان ہوئے تھے ان کے مسلمان ہونے پر حضور ﷺ اور گھر میں موجود صحابہ نے اس زور سے اللہ اکبر کہا جس کی آواز مکہ کے اوپر والے حصہ میں بھی سنائی دی۔

> حضرت ابوبکر صدیقؓ کو انتہائی زخمی حالت میں دیکھ کر آنحضور ﷺ پر رقت طاری ہو گئی

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی کلمہ حق بلند کیا جس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مظالم ڈھائے گئے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جرأت و استقامت میں کوئی فرق نہیں آیا اسی طرح جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کو ان کے چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ نے پکڑ کر رسی میں مضبوطی

سے باندھ دیا اور کہا کہ تم اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین کو اختیار کرتے ہو اور اللہ کی قسم جب تک تم اس دین کو نہیں چھوڑو گے میں اس وقت تک تمہیں بالکل نہیں کھولوں گا حضرت عثمان ؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس دین کو کبھی نہیں چھوڑوں گا جب حکم بن ابوالعاص نے دیکھا کہ حضرت عثمان ؓ اپنے دین پر بڑے پکے ہیں تو ان کو چھوڑ دیا اسی طرح حضرت عثمان ذوالنورین ؓ کو دوسرے مقامات پر بھی کفار نے اذیتیں پہنچائی لیکن حضرت عثمان ذوالنورین ؓ کی جرأت واستقامت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوئی۔

ان عاشقان رسول ﷺ میں حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کا نام بھی قابل ذکر ہے جنہوں نے دین کی خاطر سختیاں مصیبتیں اور مظالم برداشت کیے لیکن حضور ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ان عاشقان رسول ﷺ میں حضرت زبیر بن العوام بھی ہیں، حضرت زبیر بن العوام آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اور اٹھارہ سال کی عمر میں انہوں نے ہجرت کی ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ دیتے اور ان کو آگ کی دھونی دیتے اور کہتے کفر کی طرف لوٹ آؤ حضرت زبیر ؓ فرماتے کہ اب میں کبھی کافر نہیں بنوں گا ان عاشقان رسول ﷺ میں حضرت بلال ؓ کا نام بھی ہے حضرت بلال ؓ جب مسلمان ہو گئے تو انہیں مسلمان ہونے کی وجہ سے تکالیف پہنچائی جاتی تھیں۔

جب دوپہر کی تیز گرمی ہو جاتی تو امیہ حضرت بلال ؓ کو لے کر باہر نکلتا اور مکہ کی پتھریلی زمین پر ان کو کمر کے بل لٹا دیتا پھر وہ کہتا کہ ایک بڑا پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا جائے چنانچہ ایک بڑا پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا جاتا پھر حضرت بلال ؓ سے کہتا تم ایسے ہی (ان تکلیفوں میں مبتلا) رہو گے یہاں تک کہ یا تو تم مر جاؤ یا محمد (ﷺ) کا انکار کر کے لات وعزیٰ کی عبادت شروع کرو لیکن حضرت بلال ؓ ان تکلیفوں کے باوجود احد احد کہتے رہتے کہ معبود تو ایک ہی ہے۔

ان عاشقان رسول ﷺ (صحابہ ؓ) میں حضرت عمار بن یاسر اور ان کے گھر والے بھی ہیں اور اسی طرح حضرت خباب بن ارت اور حضرت ابوذر اور حضرت سعید بن زید اور اسی طرح حضرت عثمان بن مظعون اور دیگر صحابہ اور صحابیات کا نام بھی قابل ذکر ہے جنہوں نے دین اسلام کی خاطر سختیاں اور مصائب و مظالم کو برداشت کیا لیکن کسی صورت بھی کلمہ حق نہیں چھوڑا۔

جب دوپہر کی تیز گرمی ہو جاتی تو امیہ حضرت بلال کو لے کر باہر نکلتا اور مکہ مکرمہ کی پتھریلی زمین پر کمر کے بل لٹا کر ایک بڑا پتھر ان کے سینے پر رکھ دیتا اس کے باوجود آپ ؓ احد احد پکارتے رہتے

اسی طرح آج اس گئے گزرے دور میں بھی صحابہ کرام کے نام لیوا اور صحابہ کرام کے غلام اور صحابہ کرام کے سپاہیوں نے بھی جب کلمہ حق بلند کیا تو اس کی وجہ سے ان عاشقان صحابہ اور غلامان صحابہ پر مظالم ڈھائے گئے وہ مظالم کبھی ہتھکڑی کی صورت میں تھے اور کبھی بیڑیوں کی صورت میں تھے اور کبھی جیل کی سلاخوں کی صورت میں تھے اور کبھی نظر بندی کی صورت میں تھے اور کبھی اس کے علاوہ دیگر آلات کی صورت میں تھے لیکن ان عاشقان صحابہ اور صحابہ کرام کے سچے سپاہیوں نے ان سب مظالم کو دل و جان سے قبول کیا لیکن کلمہ حق کو نہیں چھوڑا۔

ان عاشقان صحابہ میں سے کس کس کا تذکرہ کیا جائے ان سچے عاشقان صحابہ میں امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ اور مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ اور جرنیل سپاہ صحابہ علامہ ایثار القاسمی شہید ؒ اور علامہ شعیب ندیم شہید ؒ اور خطیب ایشیا علامہ ضیاء القاسمی ؒ اور جرنیل سپاہ صحابہ علامہ محمد اعظم طارق شہید ؒ اور امام اہل سنت علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ کا نام قابل ذکر ہے اور سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔

ان عاشقان صحابہ میں قائد اہل سنت حضرت مولانا علامہ محمد احمد لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ کا نام بھی قابل ذکر ہے جن کی قیادت وسیادت میں اب بھی یہ قافلہ حق اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے اور ہر ظالم و جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق بلند کر رہے ہیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس قافلہ کارواں کو اسی طرح قائد اہل سنت علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کی قیادت میں رواں دواں رکھے اور اللہ رب العزت ہمارے ملک پاکستان میں خلافت راشدہ کا نظام نافذ فرمادے۔ ☆☆☆☆☆

صحابہ کا دشمن ذلیل ہو گیا

رپورٹ عمران حیدر

4 مارچ 2010ء سولہویں سالانہ شہدائے ناموس صحابہؓ حافظ صدیق عمر شہید ؒ کانفرنس حضرو ضلع اٹک میں منعقد ہوئی جس میں حضرت مولانا عبدالخالق رحمانی مہمان خصوصی تھے۔ حضرت نے اپنے بیان میں فرمایا کہ حب اصحاب رسول وحب اہلبیت رسول ﷺ کا پرچار کریں، دیواروں، گاڑیوں، موٹر سائیکل وغیرہ پر یا اللہ مدد "میں نوکر صحابہؓ دا" لکھیں اور پھر اس کی حفاظت بھی کریں۔ اسی بات پر جہاں نوجوانوں اور بزرگوں نے لبیک کہا وہاں ایک کمسن مجاہد معوذ معاذ کے وارث، وقاص حیدر ولد عثمان حیدر نے بھی اپنے گھر کے مین گیٹ سے متصل دیوار پر فرط جذبات میں لکھ دیا۔

"یا اللہ مدد
"میں نوکر صحابہ دا"

گھر چونکہ روڈ پر واقع ہے جہاں سے رافضیوں کا آنا جانا بھی تھا۔ 15 اپریل 2010ء کی رات کسی رافضی نے اپنی کینہ پروری اصحابہ دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نعرے۔ میں نوکر صحابہ داؓ پر کراس ماردیں۔ نعرہ چونکہ مین گیٹ کے پاس ہی دیوار پر لکھا تھا اس لئے گھر آتے جاتے نظر پڑتی۔ جب اس کمسن مجاہد نے تحریر پر کراس کے نشانات دیکھے تو اس نے گستاخوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی ٹھان لی۔ دشمن اصحاب رسول ﷺ یہ بھول چکا تھا کہ اصحاب رسول ﷺ کے نوکروں کے ہاتھ ان کے گریبانوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ کمسن وقاص نے اس کا ذکر اپنے والد محترم سے کیا۔ جائے وقوعہ کو ڈھانپ دیا گیا۔ اور سراغ رساں کتے منگوانے کا انتظام کیا گیا اس سے قبل پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی گئی تھی اور ملزم کی نشاندہی بھی کر دی گئی تھی لیکن مجرم اعتراف جرم سے انکار کرتا رہا اور جرم تسلیم کیے بغیر معذرت کرتا رہا۔ 16 اپریل 2010ء جمعہ کا بابرکت دن تھا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد سراغ رساں کتوں نے انسانی کتوں کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ مجرم کی نشاندہی پہلے سے اس کمسن نے کر دی تھی۔ لیکن تقیہ بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن نے ملوث ہونے کی تردید کی۔ بہرحال کھوجی کتے نے اسی رافضی کے گھر کی نشاندہی کی اب دشمن کی حالت دیکھنے کے قابل تھی دشمن کی بدحواسی صاف نظر آرہی تھی۔ حال ایسا کہ کاٹو تو بدن میں خون نہیں۔ لہذا معاملے کو رفع دفع کرانے کی بھرپور کوشش کرنے لگا۔ لیکن انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اور با دل نخواستہ پنچائیت کے فیصلہ کے مطابق سزا بھگتنے پر مجبور ہو گئے۔ فیصلے کی رو سے دشمن کو کھوجی کتوں کا خرچہ تین ہزار روپے ادا کرنا پڑے۔ معافی مانگ کر تحریر میں نوکر صحابہؓ دا پر لگائے گئے کراس کو اپنے ہاتھ سے صاف کر کے ذلیل و رسوا ہوا اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ دشمن خوار ہوا۔ اور صحابہؓ کے سپاہی سرخرو ہوئے۔ کمسن مجاہد کے دل میں یہ جذبہ کیوں نہ ہوتا جب بھی امام اہلسنت، حضرت علامہ علی شیر حیدری صاحب شہید ؒ ہمارے گھر تشریف لاتے تو ان کا دست شفقت وقاص حیدر کے سر پر ہوتا۔ اللہ ہمیں بھی صحابہؓ کا سچا عاشق بنائے اور حقیقت میں صحابہ کا نوکر بنائے (آمین)

میری کہانی میری زبانی

(ترتیب: میاں ذوالفقار علی :03007661205)

کتنا بھیانک اور کربناک دن تھا جب اس کے متعلق میں سوچتی ہوں۔ میرا دماغ پھٹنے لگتا ہے۔ لیکن پھر یکا یک خداوند کریم کی لازوال اور بے مثال ایمان کی دولت حاصل ہوجانے کا خیال آتے ہی میں اللہ پاک کا شکر ادا کرتی ہوں۔ جس سے مجھے سارا غم اور دکھ بھول جاتے ہیں میرے خاندان کے لوگ ننھیال اور ددھیال دونوں کئی پشتوں سے شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں میرے والد علی پور ضلع مظفر گڑھ میں لاری اڈا کے قریب فروٹ کی ریڑھی لگاتے تھے۔ میرے تین بھائی اور تین بہنیں ہیں میں سب سے بڑی ہوں۔ ہمارا گھرانہ انتہائی کٹر مذہبی ہے شیعہ مذہب کی تمام رسومات عزاداری، ماتم، چہلم، ولادت سید نا علی ؓ حضرت حسین ؓ کا چہلم جشن مولود کعبہ، جشن غدیر خم جسے ہم لوگ سب سے بڑی عید کے طور پر مناتے تھے۔ ہمارے خاندان خصوصاً ہمارے گھر کے لئے خاص اہمیت رکھتی تھیں۔ میں نے پرائمری کے بعد میٹرک بہت اچھے نمبروں میں پاس کرلیا۔ تو گھر میں غربت کے باوجود مجھے کالج میں داخل کروادیا گیا مجھے بچپن ہی میں غم حسین ؓ امام معصوم کے مرثیے پڑھنے کا شوق تھا یہ شوق مجھے آہستہ آہستہ ایک بہت اچھی ذاکرہ کی طرف لے گیا لوگوں کے گھروں میں مجلس پڑھنے کے لئے جانے لگی۔ اس سے ہمارے گھر کے حالات بھی کافی بہتر ہونا شروع ہوگئے۔ میں نے اپنے گھر میں بڑی بڑی ضخیم کتابوں کی ایک لائبریری قائم کر لی تھی بڑی بڑی کتب کے مطالعہ کے باوجود کئی باتیں مجھے سمجھ نہیں آتی تھیں۔ یہ باتیں جب میں اپنے ذاکرین اور مجتہدین سے خط و کتابت یا ٹیلی فون کے ذریعے پوچھتی تو ان کا مجھے تسلی بخش جواب نہ ملتا جس کے بعد میرے دل میں اپنے مذہب سے بغاوت کی چنگاری پیدا ہوتی جسے میں فوراً بجھانے کی کوشش کرتی کہ کہیں امام زمانہ مجھ سے ناراض نہ ہوجائیں، شروع میں مجھے یہ بات کبھی بھی سمجھ نہیں آئی تھی کہ ہمارے امام مہدی جسے ہم امام زمانہ کہتے تھے اور جس کا ہم بڑی شدت کے ساتھ انتظار کرتے تھے وہ غائب کیوں ہوئے ہیں؟ میں یہ سوچتی کہ کہیں یہ تصور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھالے جانے کے واقعہ کی وجہ سے تو ہمارے مذہب میں داخل نہیں ہوگیا پھر میں سوچتی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کا ذکر تو قرآن پاک میں موجود ہے لیکن امام زمانہ کے غیب ہونے کا ذکر قرآن میں کہیں بھی نظر نہیں آتا اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر ان کا ذکر قرآن میں ہونا چاہیے تھا۔ اپنے تخیلات سے چھٹکارا کے لے میں نے ایک مرتبہ جامعہ منظر میں طویل خط لکھا تھا جس کا جواب غلام حسین نجفی نے دیا۔ یہ جواب کافی عرصہ تک میرے پاس محفوظ رہا اس نے مجھے کافی حد تک مطمئن کردیا تھا۔ لیکن بعد میں اس خط کے مندرجات نے میری الجھنوں میں مزید اضافہ کردیا کیونکہ انہوں نے لکھا تھا کہ یہ موجودہ قرآن صحیح نہیں ہے۔ قرآن جو آنحضور پر نازل ہوا تھا وہ اپنی اصل حالت میں امام مہدی کے پاس محفوظ ہے جب وہ ظاہر ہوں گے تو اصلی قرآن بھی ساتھ لے کر آئیں گے اس قرآن کے اندر ان کے غائب ہونے کا سارا واقعہ اور وجوہات درج ہیں۔۔۔ کافی عرصہ تک میں بھی اس نظریہ پر قائم رہی یہ ایسا نظریہ تھا جس کو ماننے اور ظاہر کرنے سے بہت بڑے انتشار اور فساد کا ڈر تھا۔۔ پھر مجھے ایک مجتہد صاحب کی طرف سے تقیہ کے رموز سے آگاہ کیا گیا۔ مجھے بتایا گیا کہ تقیہ ہمارے دین کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ اس کی اہمیت اور فضیلت جان لینے کے بعد میرے تمام اشکالات کافی حد تک دور ہوچکے تھے۔ اس دوران ہمارے قریبی گاؤں تھیم والا کے ایک نوجوان شکیل کے ساتھ میری شادی ہوگئی میرا شوہر محکمہ مال میں ملازم تھا۔ مذہبی معاملات سے اس کا کوئی شغف نہ تھا شیعہ اور سنی وغیرہ کے مذہبی عقائد ونظریات کو وہ، ہی نہیں بلکہ ان کے پورے خاندان میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ سسرال کے گھر میں بھی میں نے اپنی مذہبی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ جبکہ اس گاؤں میں میری شادی کے بعد میرے بارے میں کافی چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں۔ سارے معاملات یونہی چلتے رہے بات زیادہ آگے اس لئے نہ بڑھ سکی کیوں ہر سال محرم کے دوران میں اپنے میکے آجاتی تھی۔ قریباً 2 سال کے بعد اللہ پاک نے ہمیں ایک چاند سا بیٹا دیا۔ جو ہمارے دونوں خاندانوں کی آنکھوں کا تارا تھا۔ اس کا نام میں نے علی رضا تجویز کیا تھا اس کے بعد دو بیٹیاں ہوئیں علی رضا جب 10 سال کا ہوا حسب سابق محرم کے دنوں میں اپنے ننھیال کے گھر آ گئی میری مصروفیات اتنی زیادہ تھیں کہ دن میں 5، 5 پروگرام کرتی تھی 10 محرم کر میرا پیارا بیٹا عزاداروں کے ساتھ جلوس میں شامل تھا۔ وہ جلوس حسینی امام بارگاہ سے نکل کر چوک میں پہنچا جہاں پر بہت زیادہ رش تھا نامعلوم وجوہات کی وجہ سے ذوالجناح جسے گھوڑا کہا جاتا ہے وہ بدک گیا اس کی کاٹھی کے ایک بیلٹ نے میرے بیٹے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا گھوڑے کی اچھل کود نے میرے بیٹے کو تین چار مرتبہ زمین سے پٹخ دیا جس سے میرے بیٹے کے سر کی ہڈی فریکچر ہوگئی اسے بے ہوشی کی حالات میں ہسپتال لے جایا گیا جہاں پر قریباً 10 دن رہا میں نے اس کے تندرستی اور صحت کے لئے نہ جانے کتنی منتیں مانیں۔ لیکن کوئی دوا اور دعا کارگر نہ ہوسکی آخرکار 20 محرم کو وہ اس دنیا سے کوچ کر گیا میرا بیٹا فوت کیا ہوا میری دنیا ہی اجڑ گی تین ماہ تک مجھے ہوش نہیں آیا۔ اتنی بیمار ہوگئی کہ میرا بچنا مشکل تھا۔ ہر وقت گھر میں پڑی اپنے بیٹے کو یاد کرکے روتی رہتی تھی۔ آخر چار پائی سے ایسی لگی کہ اٹھنا یا بیٹھنا محال ہوگیا۔ میرے شوہر شکیل کے پاس ظفر نامی ایک نوجوان مظفر گڑھ سے آیا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ میرے شوہر کی بہت بے تکلفی تھی وہ ہمیں بھائیوں کی طرح عزیز تھا۔ مجھے وہ بھابھی کہہ کے بلاتا تھا۔ میرے مذہب کے بارے میں اس کو معلوم ہوا تو وہ ہمارے اور قریب ہوگیا۔ ان دنوں سپاہ صحابہ کے نام سے ایک جماعت جھنگ میں بنی ہوئی تھی، جس کے سربراہ مولنا حق نواز جھنگوی تھے۔ اس نے میرے شوہر کو سپاہ صحابہ کا لٹریچر اور علماء کرام کی کیسٹیں دینا شروع کردیں۔ چند مہینوں میں۔۔۔۔۔ میرے شوہر نے میرے ساتھ مذہبی مسائل میں بحث ومباحثہ شروع کردیا۔ میں چونکہ ہر وقت گھر میں چار پائی پر پڑی رہتی تھی، ۔اس لئے اس وقت مولنا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کا پروگرام اور مشن مجھے سمجھنے کا بہت زیادہ موقع مل گیا۔ جس نے میرے بچپن کے دوران پیدا ہونے والے سوالات کافی حد تک حل کردیے۔ پھر میں نے اہلسنت کے علماء کی کتابیں پڑھیں تو مجھے شیعہ مذہب ایک سازش، فریب، اور دھوکہ نظر آیا۔ شیعہ ہونے کے باوجود بعض اوقات جن باتوں کو میرا دل تسلیم نہیں کرتا تھا۔ ان کی حقیقت میرے سامنے آشکار ہوچکی تھی۔ جس سے امام مہدی کا غائب ہونا مجھے بہت بڑا فریب اور دھوکہ نظر آنے لگا ہے۔ پھر ظفر بھائی مجھے بتایا کہ کربلا کے میدان مین گھوڑا نہیں تھا بلکہ اہل بیت کے سارے قافلے کے پاس جو سواریاں تھیں وہ تو صرف اونٹ ہی تھے کسی شیعہ اور سنی کی کتاب کے اندر گھوڑا ثابت نہیں ہوسکتا یہ باتیں سن کر مجھے میرے بیٹے کا غم کئی گنا زیادہ محسوس ہونے لگا۔ پھر انہوں نے کہا اللہ پاک نے جو آپ کو شیعت سے توبہ کی توفیق دے دی ہے یہ اللہ پاک کا بہت بڑا انعام ہے اس کے بارے میں میں نے غور کیا مجھے کافی اطمینان نصیب ہوا۔ اس کے بعد ایک دن مجھے بھائی ظفر نے نظام خلافت راشدہ ساتواں شمارہ پڑھنے کے لئے دیا ہے۔ مجھے بڑی خوشی محسوس ہوئی اب میں نے ہمت کرکے اپنی زندگی کے بیتے ہوئے کربناک حالات آپ کے سامنے مختصر طور پر پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تمام قارئین سے درخواست ہے کہ میری صحت اور تندرستی کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔ اگر اللہ پاک نے مجھے توفیق عنائیت فرمائی تو آئندہ بھی قارئین کے لئے مزید کچھ لکھنے کی کوشش کروں گی۔

(بیگم شکیل علی پور) ☆☆☆☆☆

جب مجھے پتا چلا کہ کربلا کے میدان میں گھوڑا نہیں تھا بلکہ اہل بیت کے سارے قافلے کے پاس جو سواریاں تھیں وہ تو صرف اونٹ ہی تھے کسی شیعہ اور سنی کی کتاب کے اندر گھوڑا ثابت نہیں ہوسکتا یہ باتیں سن کر مجھے میرے بیٹے کا غم کئی گنا زیادہ محسوس ہونے لگا۔ پھر انہوں نے کہا اللہ پاک نے جو آپ کو شیعت سے توبہ کی توفیق دے دی ہے یہ اللہ پاک کا بہت بڑا انعام ہے اس کے بارے میں میں نے غور کیا تو مجھے کافی اطمینان نصیب ہوا۔

بزمِ قارئین

ترتیب: حافظ محمد ابوبکر

☆☆امام اہل سنت سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ کے فرمودات لازمی شائع کریں مہربانی ہوگی اور وکیل صحابہ شہزادہ اہل سنت حضرت علامہ شاہ نواز فاروقی کا انٹرویو ضرور شائع کریں شکریہ۔

(برادر شہید ملت اسلامیہ مولانا قاری سلیم اللہ شہید
محمد اعظم فاروق حیدری، مدیر گلشن حیدری)

☆☆بندہ رسالہ ہر مہینے باقاعدگی سے پڑھتا ہے اور ہمیں آپ سے شکایت ہے کہ آپ کا رسالہ بہت ہی دیر سے آتا ہے جب بندہ انتظار کر کے تھک جاتا ہے تو خوشخبری ملتی ہے کہ رسالہ آ گیا تو اس وقت خوشی کی انتہا نہیں ہوتی بالکل اس وقت یہ حدیث جس میں اونٹ گم ہوجانے کے بعد مل جائے یاد آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور کفر کی ہر طرح کی آندھیوں سے محفوظ رکھے (آمین)

(محمد طاہر ریاض جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائے ونڈ لاہور)

☆☆تیسرے شمارہ سے نظام خلافت راشدہ کا قاری ہوں۔ یہ واحد رسالہ ہے جس کو ہم پڑھتے ہی نہیں بلکہ حرف حرف چومتے ہیں۔

(محمد ہارون قاسمی شورکوٹ جھنگ)

☆☆مجدد وقت مفکر اسلام بانی سپاہ صحابہ امام العصر حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کے حالات زندگی پر مولانا محمد الیاس بالاکوٹی مدظلہٗ کا مضمون پڑھ کر ایک نیا جذبہ نیا حوصلہ ملا ہے، اسی طرح مولانا محمد علی ؒ کے قلم سے واقعہ کربلا کے من گھڑت افسانوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے اور سانحہ فیصل آباد میں امام اہل سنت حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہٗ کا کردار اور اس مسئلے کو حل کرنا دیوبندیوں کی غیرت کو جگانے کیلئے کافی ہے۔ ہم حضرت قائد اہل سنت کو ان کے اس زبردست کردار پر سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ کچھ خطوط کے جوابات بھی دیا کریں۔ رسالہ کی ترسیل بروقت فرمایا کریں۔

(محمد حذیفہ بلال رحیمی۔ رحیم یار خان)

☆☆نظام خلافت راشدہ کا چھٹا شمارہ صدموں پریشانیوں کے باوجود ہنستا مسکراتا ہوا مل گیا ہے الحمدللہ علامہ عبدالغفور ندیم شہید ؒ اور معاویہ ندیم شہید ؒ حافظ عبداللہ جانڈیہ شہید ؒ ودیگر مفتی سعید شہید کی شہادتوں کا عظیم سانحہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ ہم ان کے لواحقین کے ساتھ گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہیں قتل کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچانے کا حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ یوم شہادت امیر عزیمت سلمان ضیاء کی تحریر صاحبزادہ مسرور کی گفتگو رسالہ کی جان تھیں پہلی بہار روح پرور تحریر تھی، سارا شمارہ خوبصورت تھا۔

(ابوانس محمد ضیاء اللہ قاسمی شاہکوٹ۔ خانیوال)

☆☆اے شہید تمہارا یہ احسان ہے
کہ آج ہم سر اٹھانے کے قابل ہیں

رسالہ نظام خلافت راشدہ علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ علامہ علی شیر حیدری ؒ نے رسالہ شروع کر کے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی، علامہ اعظم طارق شہید کے دور کی یاد تازہ کر دی ہے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ شہداء کا یہ پیغام ہم اپنے علاقے میں جو آٹھ سو سے زائد گاؤں پر محیط تحصیل ہے، کے کونے کونے تک پہنچائیں گے (انشاء اللہ)

علی شیر ہے ساتی، کفر کے سینے پر رہے گا باقی
حیدر کی طرح حیدری ضرب لگاتے ہی رہیں گے
علی شیر وعدہ رہا تجھ سے تیرے مقدس مشن کو
ہر گھر پہنچا کے رہیں گے یا جان لٹا کر دم لیں گے

(عمر شاہین معاویہ مین بازار شکر گڑھ)

☆☆ امید ہے کہ صحت وایمان کی بہترین حالت میں ہوں گے، ماہنامہ خلافت راشدہ آپ حضرات کی شبانہ روز محنتوں اور کاوشوں کی بدولت اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے تمام تر صداقتوں اور شجاعتوں کے ساتھ مشن کی ترویج بڑے احسن طریقے سے کر رہا ہے اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت عنایت فرمائے اور اس ماہنامے کو جاری وساری رکھے آمین۔ ماہنامہ کے تمام تر مضامین خوب اور آپ کے ذوق انتخاب کا منہ بولتا ثبوت ہیں حقیقتوں کو آشکار کرتے ہوئے مضامین ماہنامہ خلافت راشدہ کا خاصہ ہیں ماہنامہ علمی مضامین ومراسلات کے لحاظ سے ادب کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے مگر شاعری جو کہ جذبوں اور احساسات کی عکاسی کرتی ہے اس کی کمی محسوس ہوتی ہے اچھے اسلامی شعراء کے اصلاحی کلام کو رسالے کی زینت بنائیے۔

(محمد زبیر معاویہ غازی آباد لاہور)

☆☆ ہمارے استاذی المکرم جناب حافظ عنایت شاہ حضرو چھانگلہ میں رضاالٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

مرحوم نے باوجود نابینا ہونے کے قرآن مقدس کی جس طرح خدمت کی ہے وہ اللہ رب العزت کی ذات طیبہ سے مخفی نہیں ہے مرحوم حافظ عنایت شاہ صاحب ؒ 1955ء میں گاؤں چھانگلہ میں پیدا ہوئے والد کا نام پیر احمد شاہ اور دادا کا نام نوران شاہ تھا آپ پیدائشی نابینا تھے اس معذوری کے باوجود مدرسہ فیض القرآن حارون گاؤں میں حافظ محمد اقبال صاحب مدظلہ سے اور مدرسہ خدام الدین میں حافظ زمرد خاں صاحب ؒ سے حفظ کیا آپ کی اس معذوری کی وجہ سے حافظ محمد اعظم صاحب مدظلہ آپ کو سبق یاد کرایا کرتے تھے۔ اس کے بعد سولہ سال کی عمر میں مدرسہ فیض القرآن میں 1971ء میں تدریس کی ابتداء کی اور یہاں 32 سال قرآن کریم کی خدمت کی اس کے بعد اپنے گاؤں چھانگلہ مدرسہ علوم القرآن میں تشریف لے گئے جس کی بنیاد اکابرین میں شیخ الحدیث والتفسیر مولنا عبدالسلام صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو اٹک نے رکھی آپ کی یہ قرآن کی خدمت اور تدریس کا عرصہ تقریباً چالیس سال کا عرصہ ہے 55 سال کی عمر میں 14 مارچ 2010 بروز اتوار کو خالق حقیقی سے جا ملے اور مرحوم کے سینکڑوں شاگرد ہیں جو اندرون وبیرون ملک میں دین کی خدمت کر رہے ہیں اور حضرت کو موجودہ اہلسنت والجماعت کے ساتھ محبت اور انتہائی پیار تھا اور ہماری یہ دعا ہے اللہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور قارئین نظام خلافت راشدہ سے خصوصی اپیل ہے کہ حضرت کی مغفرت کے لئے خصوصی دعا کریں۔ منجانب مولنا طارق محمود بھالوی خطیب جامعہ مسجد قباء۔

﴿حمید حضرو: مولنا محمد صالح صاحب
خطیب مسجد رحمانیہ حمید ضلع اٹک﴾

☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ کی پریشانیوں کا روحانی حل

مرتبہ: قاری عمر فاروق راولپنڈی 0302-5034802

قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور احادیث پر مبنی عملیات کی تاثیر اور ان سے روحانی وجسمانی علاج میں استفادہ ایسی محسوس اور روزمرہ کے مشاہدے میں آنے والی چیز جس سے انکار ناممکن ہے خود قرآن نے دو مقامات سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۲ اور سورۃ یونس آیت نمبر ۵۷ پر اپنے آپ کو شفا کہا ہے۔ بلاشبہ اصل شفا بخشنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ لیکن دنیا چونکہ اسباب کے ذریعے چل رہی ہے، جس طرح دیگر مختلف نسخوں اور ادویات میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے اس طرح مختلف عملیات میں بھی یہ تاثیر اسباب کے درجے میں موجود ہے، خود رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث میں دَم کرنا اور دوسروں کو اجازت دینا ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا معمول نقل فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوتے تو سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اوپر دَم کر لیتے تھے، جب آخری دنوں میں تکلیف بڑھ گئی تو میں خود آپ ﷺ پر یہ سورتیں پڑھا کرتی۔ (صحیح مسلم) روحانی وظائف تب فائدہ دیتے ہیں جب انہیں شرائط کے مطابق پڑھا جائے وظائف کی شرائط میں سے اہم اور بنیادی شرائط یہ ہیں آدمی کا عقیدہ صحیح ہو، نماز پانچ وقت ادا کرے، گناہوں سے پرہیز کرے، حرام حلال کی تمیز کرے، یقین کے ساتھ عمل کرے، پاک جگہ اور پاک لباس کا اہتمام کرتے، جو ان شرائط کو پورا کرے اس کو میری طرف سے خلافت راشدہ ڈائری میں دیئے جانے والے وظائف وعملیات کی مکمل اجازت ہے جتنے اعمال و وظائف لکھے جائیں گے مجھے ان تمام کی اجازت استاذ العالمین حضرت مولانا پیر خطیب الرحمٰن نقشبندی اور مختلف صحیح العقیدہ بزرگوں سے حاصل ہے۔ اب وظائف وعملیات پیش کئے جاتے ہیں۔

دل سے ڈر خوف اور بزدلی دور کرنے کیلئے:

گناہوں کی کثرت کی وجہ سے کچھ لوگوں کے دل میں ڈر خوف اور بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہر وقت باوضو رہے اور نماز کی پابندی کرے گناہوں سے سچی توبہ کرے اور روزانہ بلاناغہ یہ عمل تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے۔

يَا سَلَامُ يَا حَفِيظُ يَا قَوِيُّ

فراخیٔ رزق کیلئے:

اول آخر تین بار درود شریف اور درمیان میں یہ آیت ایک سو ایک (101) مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے یہ عمل فجر کی نماز کے بعد پڑھیں۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ

قبولیت اعمال کیلئے:

100 بار (يَا رَشِيْدُ) بعد از نماز عشاء پڑھے انشاء اللہ عمل قبول ہوں گے۔

شوگر کا علاج:

75 دن تک بلاناغہ 3 مرتبہ صبح وشام یہ دعا پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیں اول وآخر 3 مرتبہ درود شریف پڑھیں انشاء اللہ شفا ہوگی۔

رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (سورہ بنی اسرائیل آیت 80)

کینسر کا علاج:

سورہ کافرون بارہ مرتبہ اول آخر سات سات مرتبہ درود شریف مریض خود پڑھے تو بہت بہتر ہے یا کوئی دوسرا پڑھ لے اور پانی پر اور مریض پر دم کرے انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

جگر کی بیماری کے علاج کیلئے:

جگر کی تمام بیماریوں کیلئے 21 بار یہ آیت پانی پر دم کر کے پلانا مفید ہے۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

سانس کی بیماری کیلئے:

(يَا حَمِيْدُ) روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھا کریں اور چودھویں چاند کی رات کو کورے برتن میں سورۃ الناس لکھیں اور اس میں پانی بھر کر کچھ پئیں اور باقی سے وضو کریں انشاء اللہ شفا ہوگی۔

مریض کے سکون کیلئے:

سورۃ المجادلہ (پارہ نمبر 28) مریض کے پاس پڑھنے سے مریض کو سکون ملتا ہے۔

منہ کے چھالوں کا علاج:

سورہ والضحیٰ اکتالیس بار چینی پر دم کر کے چبانے سے منہ کے چھالے ختم ہو جائیں گے انشاء اللہ۔

غصہ ختم کرنے کیلئے:

سورہ الانبیاء آیت نمبر 49 پڑھ کر دم کر دیں۔

جنات کے شر سے بچنے کیلئے:

اگر کسی مکان میں جنات ہوں اور تکلیف دیتے ہوں تو کسی برتن میں پانی لیکر اول وآخر درود شریف پڑھیں، سورہ فاتحہ دو بار، آیت الکرسی تین بار اور سورہ جن پڑھ کر پانی پر دم کریں اور اس مکان کے اندر ہر طرف چھڑک دیں اور آیت الکرسی اکثر پڑھتے رہیں۔

جادو کا علاج:

سورہ فاتحہ، آیت الکرسی اور آخری چار قل تین تین مرتبہ پڑھ کر جادو زدہ مریض پر دم کر دیا جائے انشاء اللہ صحت ہوگی۔

جادو سے بچنے کا مسنون عمل:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو صبح عجوہ کھجور کے سات دانے کھائے گا اسے اُس دن جادو اور زہر نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

خط و کتابت کے لئے:
جامعہ عمر فاروق اسلامیہ
سمندری
فیصل آباد پاکستان

وفات
22
جمادی الثانی

اوّل المسلمین، امام المومنین
سید الصحابہؓ خلیفہ بلافصل

سیدنا صدیق اکبرؓ

کے یوم وفات پر عام تعطیل
کر کے سرکاری سطح پر منایا جائے

منجانب
اہلِ سنت والجماعت پاکستان

0300-4684564